بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لغات الحدیث

کتاب "ص"

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ الصَّاد

صاد چودھواں حرف ہے حروفِ تہجی میں سے اور حسابِ جمل
کا عدد ۹۰ ہے۔
سورت یا حرف کا نام ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا
ہے۔ بعض نے کہا فرشتے کا۔ بعض نے کہا کہ یہ "صدق محمد"
ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس سے
ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے۔ کبھی صاد سے عورت کی شرمگاہ
کا کنایہ ہوتا ہے۔

بابُ الصّاد مع الهمزة

...ٌ۔ سیر ہونا، بھر جانا۔
...نْ ثَقُلَتْ كِفَّةُ حَسَنَاتِهٖ عَلٰی كِفَّةِ سَيِّئَاتِهٖ وَلَوْ
...مُوْا بِصُؤَابَةٍ۔ جس کی نیکیوں کا پلہ برائیوں کے پلے پر بھاری
(ہو) جوں یا پسو کے انڈے کے برابر ہی سہی۔
...ؤَبَةٌ۔ غلہ کا ڈھیر۔
...ؤٌ۔ ڈرنا، ذلیل ہونا، بودا ہونا، آواز دینا۔
...أْصَأً۔ ڈرنا۔ ذلیل ہونا۔
...نَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ كَانَ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ
...شَةِ ثُمَّ ارْتَدَّ وَتَنَصَّرَ فَكَانَ يَمُرُّ بِالْمُسْلِمِيْنَ
فَيَقُوْلُ فَقَّحْنَا وَصَأْصَأْتُمْ۔ عبید اللہ بن جحش پہلے اسلام
لائے اور حبش کی طرف انھوں نے ہجرت کی، پھر اسلام سے پھر
گئے اور نصرانی ہوگئے۔ وہ جب مسلمانوں کی طرف سے گزرتے
تو کہتے "ہم نے تو اپنا کام دیکھ لیا" (یعنی غور و فکر کے بعد
سمجھ گئے) اور تم نے آنکھیں کھلنے سے پہلے ہی دیکھنا چاہا، اور
دیکھ نہ سکے (اہلِ عرب کہتے ہیں:
صَأْصَأَ الْجَرْوُ۔ یعنی کتے کے پلّے نے پلکیں ہلائیں۔
(دیکھنے کے لئے آنکھیں کھلنے سے پہلے)۔

صَأَكٌ۔ پسینہ نکلنا، اس میں سے بدبو پھیلنا، جم جانا اور
چپک جانا۔
مُصَائَكَةٌ۔ سختی کرنا۔
صَئِكٌ۔ سخت آدمی۔
صَأْكَةٌ۔ لکڑی کی بو جب وہ بھیگ جائے۔

صَأْلَةٌ۔ لوگوں پر کودنا، حملہ کرنا، دوڑنا۔
صَئِيْلٌ بمعنی صَهِيْلٌ ہے۔ ہنہنانا۔

صَأْمٌ۔ بتلانا، دکھانا۔
صَأَمٌ۔ بہت پانی پی جانا۔
صَائِمٌ۔ پیاسا۔

صَرِیْئٌ چیخنا۔
اَنْتَ مِثْلُ الْعَقْرَبِ تَلْدَغُ وَتَصْرِیُ۔ تو بچھو کی طرح ہے کاٹتا ہے پھر چلاتا بھی ہے (یہ ایک مثل بھی ہے)۔
یَلْدَغُ وَیَصْرِیُ۔ اس کے لئے کہی جاتی ہے جو دوسروں پر ظلم کرے پھر ان کی شکایت بھی کرے۔

بابُ الصّاد مع الباء

صَبَأَ یا صُبُوْءٌ۔ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا۔
صَابِئِیْنَ۔ صَبَأٌ سے ماخوذ ہے (بعض کا کہنا ہے کہ وہ نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے جو ستاروں کی عظمت کرتے ہیں جیسے مسلمان کعبہ کی بعض نے کہا وہ بُت پرست ہیں یعنی ستارہ پرست بعض نے کہا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام پیغمبر کے طریق پر ہیں)۔
کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لَمَّا اَسْلَمُوْا صَبَأْنَا صَبَأْنَا۔ بنی جذیمہ کے لوگ (جب حضرت خالد بن ولید رضؓ ان کو قتل کر رہے تھے) اس طرح کہنے لگے کہ ہم نے اپنا دین چھوڑا، اپنا دین چھوڑا (یعنی اسلام کو قبول کیا مگر حضرت خالد رضؓ نے ان کا کہنا نہ سُنا، ان کو قتل کر ڈالا۔ یہ صَبَأَ نَابُ الْبَعِیْرِ سے ماخوذ ہے۔ یعنی اونٹ کا دانت پھوٹا باہر نکلا۔ اور صَبَأَتِ النُّجُوْمُ یعنی تارے نکلے۔
اہلِ عرب آں حضرت صلعم کو بھی صابی کہتے، کیونکہ آپؐ قریش کے دین اور مذہب سے نکل کر اسلام میں آ گئے تھے۔ اور مسلمانوں کو صُبَاۃٌ کہتے۔
صُبَاۃٌ۔ صابی کی جمع ہے (جیسے قُضَاۃٌ جمع ہے قاضی کی۔ اور غُزَاۃٌ جمع ہے غَازِی کی)۔
اِلٰی هٰذَا الصَّابِیِٔ۔ کیا اس صابی کے پاس چلوں (اس عورت نے آں حضرت صلعم کو صابی کہا یعنی اپنے دین سے نکل کر دوسرے دین میں جانے والے) (اور حضرت علی رضؓ اور ان کے ساتھی نے جو جواب میں نعم کہا، یہ کچھ غلط نہ تھا)۔
قَدْ اٰوَیْتُمُ الصُّبَاۃَ۔ تم نے صابیوں کو اپنے شہر میں جگہ دی ہے (ان کو اپنے پاس اُتارا ہے)۔

صَبَأْتَ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اَسْلَمْتُ۔ تم صابی ہو گئے انھوں نے کہا، نہیں میں تو مسلمان ہو گیا ہوں (حالانکہ وہ دینِ شرک سے نکل کر دینِ اسلام میں آئے تھے۔ مگر انھوں نے صابی کا لفظ اپنے لئے بُرا جانا۔ اس لئے کہ شرک فی الحقیقت کوئی دین نہیں بلکہ محض بے دینی اور حماقت ہے)۔
فَقَالَ الصَّابِیُٔ۔ صابی (یعنی حضرت محمد صلعم کے ساتھی) نے کہا۔
(مجمع البحرین میں ہے کہ صابی ایک فرقہ ہے جو اپنے کو صابی بن شیث بن آدم کا پیرو بتاتا ہے) (کشاف میں ہے کہ صابئین وہ لوگ ہیں جو یہودیت اور نصرانیت کو چھوڑ کر فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ قتادہؒ نے کہا کہ دنیا میں چھ دین ہیں ایک خدائی ہے باقی شیطانی ہیں۔ اسلام تو خدائی دین ہے اور ایک شیطانی دین صابئین کا ہے جو فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں اور کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں۔ دوسرے مجوس کا جو سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں۔ تیسرے [illegible] کا جو بُت پرست ہیں۔ چوتھے یہود کا اور پانچویں نصاریٰ کا۔
حضرت امام جعفر صادق رضؓ نے فرمایا کہ، ان کو صابئین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ انبیاء اور رسولوں کی تعلیم کی طرف جُھک گئے اور شریعت کو بھی چھوڑ دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جو باتیں لائے ہیں وہ سب غلط ہیں اور اس طرح وہ توحید قیامت اور حشر و نشر وغیرہ سب کے وہ مُنکر ہیں۔ ان کی کوئی شریعت نہ کوئی کتاب نہ ان کا کوئی پیغمبر ہے۔
مترجم کہتا ہے کہ فلاسفہ اور دہریوں کا یہی اعتقاد ہے۔ تو گویا صابئین نیچریہ ہیں۔ جیسے فلاسفہ و طبیعیین کہ خدا، رسالت اور حیات بعد الموت وغیرہ کے قائل نہیں اور نہ ہی ان میں کے اور بگڑے ہوئے [illegible] شریعت ہے۔)
صَبَّ۔ بہانا، ڈالنا، بہنا، نیچے اُترنا۔
صُبَّ۔ مِٹ گیا۔

صَبَابَةٌ۔ غلبہ، شوق، محبت، عشق اور ولولہ۔
صَبٌّ۔ عاشق، محبت میں دیوانہ۔
اِنْصِبَابٌ۔ بہنا، اترنا۔
صُبَّةٌ۔ دستر خوان، تھوڑا مال جو دودھ یا پانی
باقی رہ گیا ہو۔
اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ یَا فِیْ صَبَبٍ۔
(جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے اوپر سے نیچے اتر رہے
ہیں آگے کی طرف ذرا زور دے کر چلتے) (ایک روایت
ہے کہ)
کَاَنَّمَا یَهْوِیْ مِنْ صُبُوْبٍ۔ یعنی جیسے نیچے کی طرف
جاتے ہیں (ایک روایت میں صَبُوْبٍ ہے)۔
صَبُوْب۔ کہتے ہیں کہ جو آدمی پر بہایا جائے خواہ پانی ہو
جیسے طَهُوْرٌ اور غَسُوْلٌ ہے یعنی جس سے طہارت
اور غسل کیا جائے۔ اور وَضُوْءٌ جس سے وضو کیا جائے
پانی۔
حتی اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ۔
آپ کے پاؤں نالے کے نشیب میں اترے (یعنی صفا و
مروہ کے درمیان)۔
لَمْ یَصُبَّ رَاْسَهٗ۔ اپنا سر جھکایا نہیں (یعنی نیچے
...)۔
فَجَعَلَ یَرْفَعُ یَدَهٗ اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ یَصُبُّهَا اِلَیَّ۔
آپ صلعم اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھانے لگے، پھر اس کو
میری طرف جھکاتے تھے (اس وقت میں نے پہچانا اور سمجھا کہ
آپ دعا کرتے ہیں۔ یہ حضرت اسامہ بن زید رض نے فرمایا)
فَصَبَّ فِیْ ذَفِرَانَ۔ آپ (جب بدر کو جانے لگے) تو
ذفران میں اترے (ذفران ایک مقام ہے بدر کے قریب)۔
اَیُّ الطُّهُوْرِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَقُوْمَ وَاَنْتَ صَبَبٌ۔
(ان سے پوچھا گیا) کونسی طہارت افضل ہے؟ انھوں نے
کہا (جب طہارت کر کے) اٹھے تو تیرے بدن پر پانی بہہ
رہا ہو۔
فَقَامَ اِلٰی شَجْبٍ فَاصْطَبَّ مِنْهُ الْمَاءَ۔ ایک پرانی
مشک کی طرف کھڑے ہوئے اس میں سے پانی لیا (اپنے اوپر
بہایا)۔
اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَّاحِدَةً۔
(حضرت عائشہ نے بریرہ رض سے فرمایا) اگر تیرے مالک یہ چاہیں کہ
میں ان کو تیری قیمت ایک ہی دفعہ یک مشت دیدوں۔ (یہ
صَبَّ الْمَاءَ یَصُبُّهٗ سے ماخوذ ہے۔ یعنی پانی ایک دم بہایا)
كُنْتَ عَلَی الْكَافِرِيْنَ عَذَابًا صَبًّا۔ (جب حضرت ابوبکر
صدیق رض گزر گئے تو حضرت علی رض نے ان کی طرف خطاب کر کے
فرمایا) تم تو کافروں پر ایک بہائے گئے عذاب تھے (یا عذاب
بہانے والے تھے)۔
خَرَجْتُ مَعَ خَيْرِ صَاحِبٍ زَادِیْ فِی الصُّبَّةِ۔ میں
بہتر ساتھی کے ساتھ نکلا اور میرا توشہ صُبَّة میں تھا (یعنی قیتوں
کے ساتھ کھاتا تھا۔ یا اس دستر خوان پر جس پر وہ کھاتے تھے)۔
(بعض نے کہا یہ صِنَّة ہے بکسرہ یا فتحہ صاد صنّة کہتے ہیں سرپوش
برتن کو، جس میں روٹی رکھتے ہیں۔ اور زنبیل کو بھی کہتے ہیں)۔
اَلَمْ اُنْبَاْ اَنَّكُمْ صُبَّتَانِ۔ (شقیق نے ابراہیم نخعی سے
کہا)، کیا مجھ کو یہ خبر نہیں دی گئی ہے کہ تم میں دو گروہ ہو گئے ہیں
(دو جماعتیں)۔
هَلْ عَسٰی اَحَدٌ مِّنْكُمْ اَنْ يَّتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ۔
وہ زمانہ قریب ہے کہ تم میں سے کوئی بکریوں کا ایک ریوڑ لے لیگا۔
صُبَّة کے معنی منده (ریوڑ) جو بیس سے چالیس تک کی
تعداد کا ہوتا ہے۔ خواہ بکریوں کا ہو یا بھیڑوں کا۔ مگر بعض نے کہا
صرف بکریوں کے ریوڑ کو صبّة کہیں گے۔ بعض نے کہا ہے پچاس
بکریوں کا، اور بعض نے ساٹھ سے ستر تعداد کے لئے۔ اور اونٹوں
کا صُبَّة، پانچ یا چھ اونٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔
اِشْتَرَيْتُ صُبَّةً مِّنْ غَنَمٍ۔ میں نے بکریوں کا ایک
ریوڑ خرید لیا۔

فَوَضَعْتُ صَبِيْبَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهٖ - میں نے تلوار کی نوک اُس کے پیٹ پر رکھی (اور خوب زور دیا یہاں تک کہ تلوار اندر گھس گئی۔ ابورافع یہودی کے)۔

لَتَسْمَعُ اٰيَةً خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَبِيْبٍ ذَهَبًا اگر تو ایک آیت قرآن کی سُنے تو یہ تیرے لئے سونے کے ایک ڈلے سے بہتر ہے۔

صَبِيْب۔ بعض نے کہا "صبیب" ایک پہاڑی کا نام ہے (تو اِس معنی کی رُو سے اوپر کی حدیث کا مفہوم یہ ہوگا کہ تیرے لئے صبیب کے برابر سونا ہو اس سے بھی بہتر ہے)۔

خَيْرٌ مِنْ صَبِيْبٍ ذَهَبًا۔ صبیب پہاڑ کے برابر سونے سے بہتر ہے۔

كَانَ يَخْتَضِبُ بِالصَّبِيْبِ۔ عقبہ بن عامر تلی کے پتوں سے (یعنی اس کے پانی سے) خضاب کرتے (اس کے پتوں کے پانی کا رنگ سُرخ کسی قدر سیاہی کے ساتھ ہوتا ہے)۔

صَبِيْب۔ بعض نے کہا کہ صبیب کے معنی کُسم یا مہندی کا عصارہ[1]

وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ - اَب دُنیا کا اتنا حصہ باقی ہے جیسے برتن میں کچھ پانی نیچے رہ جاتا ہے۔ (سارا پانی نکال ڈالو تو بھی ذرا سا حصہ رہ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ ہے اور قیامت قریب ہے)۔

لَوْعَةً وَصَبَابَةً۔ شوق اور محبت کا جوش۔

لَتَعُوْدُنَّ فِيْهَا اَسَاوِدَ صُبًّا۔ تم دنیا میں اوپر اُٹھنے والے سانپ بن جاؤ گے (سانپ کا قاعدہ ہوتا ہے جب کاٹنا چاہتا ہے تو اوپر اُٹھ کر کاٹتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو سانپ کی طرح کاٹو گے، اس پر حملہ کرو گے)۔

(ایک روایت میں صُبًّى ہے۔ اس کو آگے بیان کیا جائے گا)

ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَانْصَبَّ۔ پھر رکوع سے سر اُٹھایا اور سیدھے ہو گئے (ایک دوسری روایت میں فَانْصَتَّ ہے یعنی خاموش رہے)۔

يَتَصَابُّهَا۔ اس کو پی جائے۔

قَاءَ فَاَفْطَرَ وَصَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْءً۔ قے کی اور افطار کیا اور میں نے وضو کا پانی آپ پر بہایا (ڈالا) یعنی آپ کے ہاتھ دُھلائے اس لئے کہ قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(امام ابوحنیفہؒ کا اس میں اختلاف ہے تو ان کے مذہب پر تاویل کی ضرورت نہیں)۔

اُدْخِلَ صَاحِبُ الصُّبَّةِ۔ بکریوں کے ریوڑ والا اور...

كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ۔ جیسے نشیب میں اُتر...

صَبْتٌ۔ پیوند لگانا، رفو کرنا۔

صَبْحٌ۔ صبح سویرے حملہ کرنا، لوٹنا، بیان کرنا۔

صَبَحٌ اور صَبَاحَةٌ۔ سُرخ سفید اور خوبصورت...

تَصْبِيْحٌ۔ صبح کو آنا یا صبح کو شراب لانا...

اِصْبَاحٌ۔ صبح کرنا، ظاہر ہونا، جانا۔

تَصَبُّحٌ۔ صبح کو سونا۔

اِصْطِبَاحٌ۔ چراغ لگانا۔ صبح کا شراب پینا۔

اِسْتِصْبَاحٌ۔ چراغ لگانا، روشنی چاہنا۔

اِنَّهٗ كَانَ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ طَالِبٍ وَكَانَ ... اِلَى الصِّبْيَانِ تَصْبِيْحُهُمْ فَيَخْتَلِسُوْنَ وَيَكُفُّ ... یتیم تھے (آپؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہ گزر گئے ... ابوطالب (اپنے چچا کی) پرورش میں تھے، تو صبح ... کو ناشتا دیا جاتا وہ اُچک لیجاتے، آپ خاموش ... کھانے دیتے اور خود صبر کرتے۔ سبحان اللہ، ہونہار ... چکنے چکنے پات۔ آپؐ میں بچپن ہی سے صبر اور ایثار اور سخاوت اور ہمت کی صفت تھی)۔

سُئِلَ مَتٰى تَحِلُّ لَنَا الْمَيْتَةُ قَالَ ... تَغْتَبِقُوْا اَوْ تَحْتَفِئُوْا بِهَا بَقْلًا۔ ہمارے لئے مُردار کب حلال ہے؟ آپؐ نے ... ناشتہ نہ ملے اور شام کا کھانا بھی نہ ملے، نہ کوئی ...

[1] عصارہ کے معنی نچوڑا ہوا پانی۔ ۱۲ منہ

لے (بعض نے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ جب صبح کو تھوڑا سا دودھ نہ لے نہ شام کو کوئی پینے کی چیز نہ کوئی ترکاری کھانے کے لئے۔ اس حدیث سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ بھوک کی حالت میں گو آدمی مضطر ہو جب کوئی حلال غذا نہ ملے تو مُردار کھانا درست ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ جب تک مضطر یعنی بھوک سے بے قرار نہ ہو، مُردار نہ کھائے)۔

مَالَنَا صَبِیٌّ یَصْطَبِحُ۔ ہمارے پاس جتنا بچہ صبح کو دُودھ پئے، اُتنا بھی دُودھ نہ تھا (اس درجہ قحط کی شدت تھی، بڑے آدمی کے پینے کے موافق دُودھ کا کیا ذکر)۔

اَعَنْ صَبُوْحٍ تُرَقِّقُ۔ کیا تم صبح کے ناشتہ کی طرف اشارہ کرتے ہو (اس کا بیان کتاب "ر" میں گزر چکا)۔

مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃٍ۔ جو شخص صبح سویرے عجوہ کھجور کے سات دانوں سے ناشتہ کرے۔

(یہ صَبَحْتُ الْقَوْمَ یا صَبَّحْتُ الْقَوْمَ سے ماخوذ ہے یعنی میں نے صبح کی شراب لوگوں کو پلائی۔)

اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔ کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے (یہ آپ نے اس شخص سے فرمایا جس نے فرض نماز کی اقامت کے بعد سنتیں شروع کر دی تھیں)۔

مَنْ تَصَبَّحَ کُلَّ یَوْمٍ۔ جو شخص روز صبح کو ناشتہ کرے

مَنْ اِسْتَصْبَحَ کُلَّ یَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃً۔ جو شخص روز صبح کو عجوہ کھائے (عجوہ مدینہ کی ایک قسم کی کھجور ہے جو نہایت عمدہ اور بابرکت ہے)۔

اِصْطِبَاحٌ اور تَصَبُّحٌ۔ صبح کو نہار مُنہ کچھ کھانا۔ جس کو انگریزی میں "بریک فاسٹ" کہتے ہیں۔

لَا یَحْبِسُ صَبَاحَهَا۔ صبح کو اس کا پلانے والا اٹھکتا نہیں یعنی برابر زمین پر موجود رہتا ہے، جانور جس قدر چاہیں پی لیں)۔

اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ صبح کی نماز صبح صادق نمایاں ہو جائے (یعنی اچھی طرح یقین ہو جائے کہ صبح ہو گئی) اُس وقت پڑھو کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔ (اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صبح کی نماز آخر وقت پڑھو، جیسا کہ حنفیہ نے سمجھا ہے کیونکہ اگر ایسا کرنا افضل ہوتا تو آں حضرتؐ ہمیشہ صبح کی نماز تاریکی میں کیوں پڑھا کرتے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح صبح صادق نمایاں ہو جانے کے بعد نماز شروع کرو، ایسا نہ کرو کہ ابھی صبح نہ ہوئی ہو اور تم نماز شروع کر دو)۔

اِنَّهٗ صَبَّحَ خَیْبَرَ۔ آں حضرت صلعم صبح سویرے خیبر میں داخل ہوئے۔

کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ۔ ہر آدمی کو جب وہ صبح کے وقت اپنے گھر والوں میں ہوتا ہے (موت آنے والی ہے، موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہے۔

بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ دوست آشنا اس سے کہتے ہیں۔

صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالْخَیْرِ یعنی گڈ مارننگ، حالانکہ اسی دن اس کی موت لکھی ہوئی ہے وہ ناگہاں آجاتی ہے)۔

مُصَبِّحٌ۔ صبح کی شراب پلاتا ہے۔ یا ناشتہ کراتا ہے (مندرجہ بالا حدیث میں بعض لوگوں نے مُصَبَّحٌ کی بجائے مُصَبِّحٌ بکسرۂ با پڑھا ہے یعنی لوگوں کو صبح کی شراب پلاتا ہے یا ناشتہ کراتا ہے۔)

اِصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ۔ بعض لوگوں نے صبح کو شراب پی (اور شام کو اس کی حرمت کے احکام نازل ہو گئے) ۔

لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ عَلَی الصَّفَا وَقَالَ یَا صَبَاحَاہْ۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرا تو آں حضرت صلعم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکار کر فرمایا "یَا صَبَاحَاہْ" (یہ کلمہ اہلِ عرب اس وقت کہا کرتے تھے جب کوئی دشمن لوٹنے والا اور غارت کرنے والا صبح کو آپہنچتا تو اس کلمہ کے ساتھ نعرہ مارتے۔ گویا یہ بلند آواز طلب فریاد اور امداد کے لئے ہوتی تا حمایتی افراد فوراً آجائیں اور دشمن کا مقابلہ کریں، اس کو دفع کریں۔ بعض نے کہا لڑنے والوں کا قاعدہ

ہوتا تھا کہ رات ہوتے ہی جنگ بند کر دیتے تھے، اپنے ٹھکانوں پر چلے جاتے تھے، تو یاصباحاہ کہہ کر دوسرے روز لڑنیوالوں کو آگاہ کیا جاتا تھا کہ صبح ہوگئی اب جنگ کے لئے پھر تیار ہو جاؤ

لَمَّا أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم نَادٰى يَا صَبَاحَاهُ - جب آں حضرت صلعم کی دودھیل اونٹنیاں لوٹ کر لے گئے، تو حضرت سلمہ بن اکوع رضہ نے کھڑے ہو کر (مسلمانوں کو مطلع کرنے کے لئے) اس طرح پکارا "یا صباحاہ"۔

مِصْبَاحٌ - چراغ یا فتیلہ جو روشن ہو۔

وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ - (دو انصاری عشا کی نماز اندھیرے میں آں حضرت کے ساتھ پڑھ کر اپنے گھروں کو چلے تو) ان کے ساتھ دو چراغوں کی طرح ایک نور ہوا (جب تک یہ دونوں ملے رہے تو دونوں چراغ سامنے رہے، پھر جب جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہو گیا۔ یہ آں حضرت کا ایک معجزہ تھا اور عشاء کی نماز کے لئے رات کی تاریکی میں حاضر ہونے کی برکت تھی۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ اندھیروں میں جو لوگ مسجدوں کو پیدل جاتے ہیں، ان کو پورے نور کی خوش خبری دے (یعنی قیامت میں وہ نور اور روشنی میں چلیں گے)۔

فَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ - اپنا چراغ روشن کر، اس کو درست کر۔

وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ - مردار کی چربیوں سے لوگ روشنی کرتے ہیں (اس کی شمع بناتے ہیں جو رات کو جلتی ہے)۔

كَانَ يَخْدِمُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ نَهَارًا وَيُصْبِحُ فِيهِ لَيْلًا - حضرت یحییٰ علیہ السلام دن کو بیت المقدس کی خدمت کرتے (صفائی وغیرہ اور دوسرے کام) اور رات کو وہاں چراغ لگاتے (روشنی کرتے)۔

نَهٰى عَنِ الصُّبْحَةِ - صبح کو سونے سے آپ نے منع فرمایا (خواہ نماز پڑھ کر ہی سوئے، کیونکہ اس وقت کا سونا سستی

کاہلی اور نزلہ پیدا کرتا ہے اور صحت کے لئے مضر ہے، جو لوگ صبح سویرے بیدار ہوتے ہیں اور صبح کی نماز اول وقت پڑھ کر طلوع آفتاب تک ذکر اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ان کو دنیا اور دین دونوں میں بھلائی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو رزق کی فراخی اور تونگری عنایت فرماتا ہے۔ اور دن نکلنے تک سونے والے، صبح کی نماز نہ پڑھنے والے ہمیشہ سست اور کاہل اور اکثر مفلس اور محتاج رہتے ہیں)۔

أَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ - میں صبح ہونے پر بھی سوتی رہتی ہوں (کیونکہ میرے پاس نوکر چاکر لونڈی غلام ہیں وہ سب کام کر لیتے ہیں مجھ کو تکلیف برداشت کرنے کی حاجت نہیں ہوتی)۔

إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَصْبَحَ أَصْهَبَ - اگر لال بالوں والا بچہ جنے یا لالی اور سپیدی ملے ہوئے بالوں والا۔

صَبَحٌ - بالوں کا سرخ سفید ہونا۔

إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ - میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرنے والا ہوں، لوگ یہ سن کر تیار ہو گئے (وہ بھی سوار ہو ہو کر ساتھ چلنے کے لئے آئے)۔

فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ يَا حُرَقَاتِ - ہم حرقات سے صبح ملے (حرقات ایک عرب کا قبیلہ ہے)۔

صَبَاحُ تِسْعَةٍ وَعِشْرِيْنَ - انتیسویں تاریخ کی صبح یعنی تیسویں تاریخ۔

رَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوْحِهَا وَغَبُوْقِهَا - صبح کی اور شام کی خیرات لے کر گئی (اصل میں صبوح صبح کی شراب خواری اور غبوق شام کی شراب نوشی کو کہتے ہیں۔

صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ - صبح اور شام دونوں وقت دشمن تم کو لوٹے۔

صَبَّحَكُمُ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ - (گوڈ مارننگ) یعنی تمہاری یہ صبح اللہ اچھی کرے خیریت سے گزارے۔

مَسَّاكُمُ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ - (گوڈ ایوننگ) یعنی اللہ تمہاری شام اچھی کرے خیریت سے گزارے۔

إِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ۔ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو صبح کرے اور شام کرے اس حال میں کہ تیرا دل ہر مسلمان سے صاف ہو (اس میں کینہ اور کپٹ نہ ہو) بعض نے کہا کہ مسلمان اور کافر ہر ایک سے صاف ہو۔ کافر کے ساتھ صفائی یہ ہے کہ اس کے ایمان کا خواہاں ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی توفیق دے اس کا خاتمہ بخیر کرے)۔

اَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ۔ تو اس کے عذاب کرنے سے بے پرواہ ہے (پر وہ گناہوں اور معصیت کی وجہ سے محتاج ہے)۔

بِكَ اَصْبَحْنَا۔ تیری نعمتوں کے ساتھ ہم نے صبح کی یا تیری ہی مدد اور اعانت اور حفاظت سے۔

بِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ۔ تیری یاد میں ہماری زندگی گزرے اور تیرے ہی یاد پر مریں۔

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ۔ ہم نے صبح کی اور تمام دنیا نے جو اللہ کی ملک ہے۔

لَيْسَ عِنْدَ رَبِّكَ صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاءٌ۔ تیرے پروردگار کے نزدیک صبح اور شام نہیں ہے (کیونکہ صبح اور شام سورج یا زمین کی حرکت سے ہوتی ہے اور پروردگار تو اپنے عرش معلیٰ پر ہے جو ساتوں آسمانوں کے پرے اور تمام عالم کے اوپر ہے)۔

(بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم حضوری ہے ل سے ابد تک جتنی چیزیں ہیں سب اس کے سامنے ایک ہی وقت حاضر ہیں، وہاں ماضی اور مستقبل نہیں ہے اور اس کی مثال دی ہے کہ جیسے ایک لمبا دھاگا ہو، جس پر مختلف رنگ ہوں، ایک چیونٹی اس پر چلے تو وہ یہ سمجھتی ہے کہ ایک رنگ گزر گیا سرا آیا۔ مگر جو شخص سارے دھاگے کو دیکھ رہا ہے اس کے دیک کوئی رنگ نہیں گزرا نہ دوسرا رنگ آیا۔

قَدْ زَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى فِي قَلْبِهٖ۔ اس کے دل ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا۔

صَبُحَ الْوَجْهُ صَبَاحَةً۔ اس کا چہرہ چمکتا ہوا ہو (سفید، صاف، روشن)

اَلْاِسْلَامُ زَاكِيُ الْمِصْبَاحِ۔ اسلام کا چراغ روشن ہے۔

وَلِيْدُ بْنُ صَبِيْحٍ اور اَبُو الصَّبَّاحِ۔ حدیث کے راویوں کے نام ہیں۔

صَبْرٌ یا صَبَارَةٌ۔ ضامن ہونا، ضمانت دینا۔

اُصْبُرْنِي۔ مجھ کو ضمانت دے۔

صَبْرٌ۔ صبر کرنا (یہ جزع کی ضد ہے۔ یعنی بے صبری، بے قراری)۔

صَبَرَ عَنِ الشَّيْءِ۔ اس چیز سے رک گیا، باز رہا۔

صَبَرَ الدَّابَّةَ۔ جانور کو بے آب و دانہ قید کر رکھا۔

قَتَلَهٗ صَبْرًا۔ اس کو مجبور کر کے مار ڈالا (یعنی قید کر کے یا ہاتھ پاؤں باندھ کر)۔

تَصْبِيْرٌ۔ صبر کا حکم کرنا، غلہ کا ڈھیر لگانا۔

مُصَابَرَةٌ۔ صبر میں غالب آنا۔

اِصْطِبَارٌ۔ صبر کرنا۔

تَصَبُّرٌ۔ ظاہر میں اپنے آپ کو صابر بنانا اور جتانا۔

صَبُوْرٌ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ یعنی وہ رحمٰن و رحیم اپنے بندوں سے بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتا وہ نافرمانی میں مبتلا رہتے اور معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فوراً عذاب نہیں کرتا۔

لَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰى اَذًى يَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ایذا دہی پر صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے (بندے اس کی شان میں کیا کیا کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی تو اس کے وجود ہی کا انکار کرتا ہے، کوئی اس کے لئے بیٹا یا بیٹی ثابت کرتا ہے، کوئی اس کا شریک اور ہمسر بناتا ہے، کوئی اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرتا ہے، کوئی اس کو بھول کر دوسروں کی یاد کرتا ہے، کوئی اس حاجت روا سے نہ مانگ کر دوسروں سے اپنی مرادیں اور منتیں چاہتا ہے، کوئی اس کے صفاتِ کمالیہ کا انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ نہ کلام کرتا ہے نہ اترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ حرکت کر سکتا ہے نہ

کسی صورت میں تجلی کرسکتا ہے، کوئی بے ادبی سے یہ بکتا ہے کہ اس کی ذاتِ مقدس ہر جگہ اور ہر مکان میں ہے کوئی کہتا ہے کہ ہر چیز خدا ہے اور مخلوق اور خدا میں فرق نہیں کرتا۔ کوئی اس پر بدا تجویز کرتا ہے یعنی ایک بات پہلے سے معلوم نہ تھی پھر معلوم ہوئی۔ کوئی کہتا ہے وہ صرف کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا. معاذ اللہ! یہ سب لوگ اپنے مالک کو ستاتے ہیں، اس کو ایذا دیتے ہیں. مگر وہ ایسا حلیم اور کریم ہے کہ باوجود قدرت رکھنے کے ان سے درگزر فرماتا ہے فوراً ان کو سزا نہیں دیتا۔)

صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ۔ صبر کے مہینے میں روزے رکھ (یعنی رمضان میں، اس کو صبر کا مہینہ فرمایا کیونکہ آدمی اس میں کھانے پینے اور جماع سے صبر کرتا ہے)۔

نَهٰی عَنْ قَتْلِ شَیْءٍ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا۔ کسی جانور کو باندھ کر پھر اس کو تیروں یا پتھروں یا گولیوں سے مارنا، اس سے منع فرمایا۔

نَهٰی عَنْ قَتْلِ الْحَیَوَانِ صَبْرًا۔ اس کے بھی وہی معنی ہیں جو اوپر کے جملہ کے ہیں۔

نَهٰی عَنِ الْمَصْبُوْرَةِ وَنَهٰی عَنْ صَبْرِ ذِی الرُّوْحِ اس کے بھی وہی معنی ہیں۔

فِی الَّذِیْ اَمْسَكَ رَجُلًا وَقَتَلَهُ الْاٰخَرُ اُقْتُلُوا الْقَاتِلَ وَاصْبِرُوا الصَّابِرَ۔ ایک شخص نے ایک شخص کو پکڑا اور دوسرے نے اس کو مار ڈالا تو فرمایا کہ جس نے مار ڈالا اس کو تو قتل کرو اور جس نے پکڑا تھا اس کو قید کرو (دائم الحبس) یہی شرعی سزا ہے اور نصاریٰ نے جو قانون ہندوستان میں جاری کیا ہے اس کی رُو سے دونوں واجبُ القتل ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ حبس یعنی قید ایک شرعی سزا ہے اور اسلامی ریاست کے حاکم کو اختیار ہے کہ جن جرموں کی سزا قرآن اور حدیث میں مقرر نہیں ہے، ان میں زمانہ کی مصلحت کے موافق قید کی سزا تجویز کرے)۔

نہایہ میں ہے کہ جو شخص میدانِ جنگ میں نہ مارا جائے، نہ لڑائی میں، نہ بھول چوک سے، وہ صبراً مقتول ہے. جیسے معاویہ نے حجر بن عدی کو قتل کیا۔ اور معاویہ بن خدیج اور عمرو بن عاص نے محمد بن ابی بکر کو، اور حجاج بن یوسف نے ہزارہا مسلمانوں کو یہ سب صبراً مقتول ہوئے۔

نَهٰی عَنْ صَبْرِ الرُّوْحِ وَهُوَ الْخِصَاءُ وَالْخِصَاءُ صَبْرٌ شَدِیْدٌ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ نے صبراً جان لینے سے منع فرمایا، اور خصی کرنا بھی اسی میں شامل ہے یہ تو سخت صبر ہے۔

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ مَصْبُوْرَةٍ كَاذِبًا. جو شخص مجبور کیا جائے قسم کھانے پر، اس کے لئے قید کیا جائے اور وہ جھوٹی قسم کھائے۔

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ۔ جو شخص مجبوری سے قسم کھائے، (اس سے زبردستی قسم لیں، مار پیٹ کر قید کرکے)، (اگر خود بخود قسم کھائے تو وہ یمین صبر نہ ہوگی)۔

لَا تُصْبَرُ یَمِیْنِیْ حَیْثُ تُصْبَرُ الْاَیْمَانُ۔ میری قسم نہ لی جائے جہاں قسمیں لازم کی جاتی ہیں۔ (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ: صَبَرْتُ الْاِنْسَانَ اور صَبَرْتُهٗ عَلَی الْیَمِیْنِ۔ یعنی میں نے اس کو قسم کھانے پر مجبور کیا۔

لَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُ الصِّدِّیْقُ. تمہارے خرچہ پر وہی صبر کرے گا جو صابر اور صدیق ہو (یہ آں حضرتؐ نے اپنی بیویوں سے فرمایا)۔

مَنْ یَّتَصَبَّرْ صَبَّرَهُ اللّٰهُ۔ جو شخص اپنے نفس پر زور ڈال کر صابر بنے، اللہ تعالیٰ اس کو صبر دے گا۔

لَا یُقْتَلُ قُرَشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا۔ اب اس کے بعد قریش کا کوئی شخص لاچار کرکے قتل نہ کیا جائے (یعنی صبراً قتل نہ کیا جائے، تو یہ نہی ہوگی)۔

(بعض نے اس کا ترجمہ اس طرح پر کیا ہے کہ "اس کے بعد کوئی قریشی شخص صبراً قتل نہ کیا جائے" اس ترجمہ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سیکڑوں قریشی شخص ظالم حاکموں کے ہاتھوں صبراً

قتل ہوئے، تو اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی قریشی شخص مرتد ہوکر صبراً قتل نہ کیا جائے گا)۔

اَحصُوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا۔ ذرا شمار تو کرو حجاج نے کتنے لوگوں کو صبراً قتل کیا۔

قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا مِائَةَ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا حجاج ظالم نے ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص کو صبراً قتل کیا (اور یہ مظلوم لوگ جو اس کے ہاتھوں ناحق قتل ہوئے، ان میں بڑے بڑے اکابر تابعین اور صالح و متقی اصحاب تھے، اور کس جرم میں قتل ہوئے؟ اس جرم میں کہ حضرت علی رضؓ اور آنحضرت ؐ کے اہلِ بیت کرام رضؓ سے محبت رکھتے تھے۔ اس پر بھی جب حجاج مرنے لگا، تو اس وقت کہنے لگا اے اللہ مجھ کو بخش دے، کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھ کو نہیں بخشے گا۔ کسی نے اس کا یہ قول امام حسن بصریؒ سے نقل کیا تو انھوں نے فرمایا عَسٰی یعنی شاید اللہ کی رحمت اس کو بخش دے۔)

اِنَّ النَّبِيَّ صلعم طَعَنَ اِنْسَانًا بِقَضِيْبٍ مُدَاعَبَةً فَقَالَ لَهٗ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ۔ آں حضرت صلعم نے دل لگی سے ایک شخص کو لکڑی سے ٹھونسا دیا (جو صف سے آگے بڑھا ہوا تھا) وہ کہنے لگا مجھ کو بدلہ دلوائیے! آپؐ نے فرمایا لے بدلہ لے (اور اپنا پیٹ کھول دیا۔ اس نے آپؐ کے پیٹ کا بوسہ لیا تو آپؐ نے وجہ دریافت کی، تو اس شخص نے بتایا کہ یا رسول اللہؐ یہ میدانِ جنگ ہے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا میں نے چاہا کہ آخری وقت میں میرا بدن آپؐ کے جسمِ مبارک سے مس ہو جائے اور اس کی وجہ سے میں عذابِ دوزخ سے نجات پا سکوں)۔

سبحان اللہ یہ حدیث آپؐ کی نبوت میں صاف دلیل ہے۔ اس قسم کا اخلاق اور تواضع بجز پیغمبر کے اور کسی سے صادر نہیں ہو سکتے۔

ضَرَبَ عُثْمَانُ عَمَّارًا فَلَمَّا عُوْتِبَ قَالَ هٰذِهٖ يَدِيْ لِعَمَّارٍ فَلْيَصْطَبِرْ۔ حضرت عثمان رضؓ نے عمار بن یاسرؓ کو مارا جب لوگوں نے اس بات پر غصہ کیا تو حضرت عثمان کہنے لگے، یہ میرا ہاتھ (جس سے میں نے عمار کو مارا) حاضر ہے، عمار اس سے بدلہ لے لے (وہ مجھ کو مار لے)۔

سبحان اللہ! آخر حضرت عثمان رضؓ کس کے خلیفہ تھے حضرت رسولِ کریمؐ کے خلیفہ تھے جو آں حضرتؐ کے اخلاق تھے وہی حضرت عثمان رضؓ نے بھی اخلاقی اوصاف پیدا کئے۔ کہتے ہیں کہ جب باغی کوٹھے پر چڑھ کر آپؓ کو قتل کرنے کے لئے گھس آئے، تو ایک غلام نے ان باغیوں کو روکنے کے لئے تلوار کھینچی تو آپ نے منع فرمایا اور کہنے لگے ان لوگوں کو مارنے دو مگر تم کسی مسلمان کا خون نہ کرو۔ کئی صحابہؓ نے آپ کی محصوری کے دوران یہ رائے دی کہ، آپ شام میں معاویہ رضؓ کے پاس تشریف لے جائیے۔ مگر آپ نے اس مشورہ کو اپنے وقار کے منافی سمجھنے کے علاوہ آں حضرتؐ کی مفارقت کی وجہ سے بھی ناپسند کیا اور مدینہ کو نہ چھوڑا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو ان باغیوں پر تشدد کر کے ان کو راہِ راست پر لائیں مگر آپ نے تشدد اور قتال کو جائز نہ سمجھا۔

فَاسْتَصْبَرَ فَكَانَ صَبِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ۔ (عبد اللہ بن عباس رضؓ نے اس آیت وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کی تفسیر میں کہا کہ پانی میں سے ایک بخار آسمان کی طرف چڑھا) وہ جم کر غلیظ ابر بن گیا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ سے یہی مراد ہے (تو اولین مخلوقات میں عرش کے بعد پانی تھا اسی سے آسمان اور زمین سب بنے)۔

صَبِيْرٌ۔ سفید ابر، غلیظ جما ہوا۔

وَنَسْتَحْلِبُ الصَّبِيْرَ۔ ہم سفید بادل سے نچوڑتے تھے (یعنی پانی لیتے تھے)۔

وَسَقَوْهُمْ بِصَبِيْرِ النَّيْطَلِ۔ اُن کو موت کے ابر سے پانی پلایا (یعنی ہلاک کر دیا)۔

مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا كَانَ لَهٗ خَيْرٌ مِّنْ صَبِيْرٍ ذَهَبًا۔ جو شخص یہ کام کرے وہ اس کے لئے صبیر کے برابر سونے سے بہتر ہے۔

صَوِيْرٌ۔ ایک پہاڑ کا نام ہے یمن میں (بعض نے صِيْرٌ روایت کیا ہے بہ اسقاط یائے موحدہ، جو ایک پہاڑ تھا قبیلۂ طے کا)۔

(نہایہ میں ہے کہ یہ لفظ دو حدیثوں میں آیا ہے، جن میں ایک حدیث حضرت علی رضہ کی ہے اور دوسری حضرت معاذ رضہ کی۔ حضرت علی رضہ کی حدیث میں صِيْرٌ ہے اور حضرت معاذ رضہ کی حدیث میں صَوِيْرٌ ہے، واللہ اعلم)۔

مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَاْخُذَنَّ بِهٖ رَهْنًا وَّلَا صَبِيْرًا جو شخص کسی کو قرضِ حسنہ دے یا بیع سلم کا معاملہ کرے تو روپیہ کے بدلے کچھ گروی نہ لے، نہ ضامن لے۔ اہلِ عرب کہتے ہیں:

صَبَرْتُ بِهٖ اَصْبُرُ۔ یعنی میں نے اس سے ضمانت لی۔

اِنَّهٗ مَرَّ فِي السُّوْقِ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا۔ آں حضرت صلعم بازار میں تشریف لے گئے تو اناج کا ایک ڈھیر دیکھا، اس میں ہاتھ ڈالا۔

صُبْرَةٌ۔ اناج کا ڈھیر۔

صُبَرٌ۔ صُبْرَةٌ کی جمع ہے

وَاِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَّصْبُوْرًا۔ (حضرت عمر رضہ آں حضرتؐ کے پاس گئے تو دیکھا کہ آپؐ کے پاؤں کے پاس قرظ کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے (قرظ ایک درخت کا پتہ ہے جس سے چمڑہ صاف کرتے ہیں)۔

(ایک روایت میں مَضْبُوْرًا ہے ضاد معجمہ سے معنی وہی ہیں)۔

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى صُبْرُ الْجَنَّةِ۔ سدرۃ المنتہیٰ بہشت کا اعلیٰ ترین حصہ ہے۔

صُبْرُ كُلِّ شَيْءٍ۔ ہر چیز کا بالائی حصہ۔

صُبْرُ اللَّبَنِ۔ بالائی۔

هٰذِهٖ صَبَارَةُ الْقُرِّ۔ یہ سردی یا شدت اور سختی ہے (جیسا حَمَارَةُ الْقَيْظِ گرمی کی شدت اور سختی)۔

صِبْرٌ۔ ایلوا۔

اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا۔ اپنے دین پر ثابت قدم رہو اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں مضبوط رہو، اور صبر کرو۔

اَلصَّابِرُ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرَةِ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اپنے دین پر قائم رہنے والا ایسا ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھ میں لینے والا (انگارہ کو ہاتھ میں لینا جیسا مشکل ہے گویا جو دکھ، درد اور تکلیف کو اپنے لئے دعوت دے وہ انگارہ کو ہاتھ میں پکڑ سکتا ہے، اسی طرح پورے دین پر قائم رہنے والے کو بے دینوں اور طاغوتی طاقتوں سے تکلیفیں پہنچیں گی، یہ ہمارا زمانہ ہے کہ جو فرد یا جماعت قرآن و حدیث کے مطابق اپنی زندگی کی تعمیر کرے اور لوگوں کو بھی اسی کی دعوت اور تلقین کرے تو پورا ماحول اس کا دشمن ہو جاتا ہے وقت کا اقتدار ایسے اصلاحی لوگوں پر بپھر جاتا ہے۔ خیر مقلد اور بدعتی تو تھے ہی، مگر اب ایسے فساد کا زمانہ ہے کہ ذرا سے اختلاف پر اپنے اہلِ حدیث بھائی بھی دشمن اور مخالف بن جاتے ہیں۔ حدیث اور قرآن قیامت تک اللہ تعالٰے کے نور ہیں، جن سے ہر ایک مسلمان اپنی اپنی فہم کے موافق روشنی لے سکتا ہے اور مسائل کا استنباط کر سکتا ہے۔ مقلدوں نے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کو دین کا ٹھیکیدار بنا دیا تھا۔ ہمارے اہلِ حدیث بھائیوں نے ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے اِن بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، بُرا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف سے کام لو۔ جب تم نے امام ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابنِ قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ ہمارے پیشوا علمائے اہلِ حدیث اِن کے سوا اور بہت سے گزرے ہیں، جیسے امام ابنِ حزم ظاہری، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، امام داؤد ظاہری، اسحٰق بن راہویہ، امام بخاری، شیخ جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام سخاوی، محمد بن اسمٰعیل

شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہم۔ اگر ہم دلائل پر غور کرکے کسی مسئلہ میں ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اتفاق کریں تو کونسا گناہ لازم آیا اور کیوں قابلِ ملامت ٹھہرے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ)۔

صَابَرَۃٌ۔ اپنے نفس کو روک رکھا۔

مَنْ اَذْھَبَ حَبِیْبَتَیْہِ فَصَبَرَ۔ جس کی دونوں محبوب چیزیں یعنی آنکھیں اللہ تعالےٰ لے جائے، پھر وہ صبر کرے (یعنی شکوہ شکایت کے بجائے اللہ کی رضا پر راضی ہو)۔

اَقْصِدُھَا بِالصَّبِرِ۔ اس پر ایلوے کا ضماد کرے۔

اِصْبِرُوْا عَلَی الْفَرَائِضِ وَصَابِرُوْا عَلَی الْمَصَائِبِ وَرَابِطُوْا عَلَی الْاَئِمَّۃِ۔ فرضوں پر صبر کرو (ان کو ادا کرتے رہو) اور مصیبتوں پر بھی صبر کرو اور اماموں کی نگہبانی کرو (ان کی اطاعت پر جمے رہو)۔

اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ صَبْرٌ عَلٰی مَاتَکْرَہُ وَصَبْرٌ عَلٰی مَا تُحِبُّ۔ صبر دو طرح کا ہے، ایک تو صبر اس بلا پر جس کو تو برا جانتا ہے، دوسرے صبر اس چیز سے جس کو تو پسند کرتا ہے (مثلاً مال و دولت نہ ہونے پر)۔

اَلدُّنْیَا حُلْوُھَا صَبِرٌ۔ دنیا میں جو شیریں ہے وہ درحقیقت ایلوے کی طرح تلخ ہے۔

یَکْتَحِلُ الْمُحْرِمُ اِنْ شَاءَ بِصَبِرٍ۔ احرام والا شخص اگر چاہے تو ایلوا آنکھوں میں لگا سکتا ہے۔

کَاْسٌ مُّصَبَّرَۃٌ۔ تلخ گلاس جس میں ایلوا ملا ہو۔

لَمْ یَقْتُلِ الرَّسُوْلُ رَجُلًا صَبْرًا قَطُّ۔ آں حضرت نے کسی شخص کو باندھ کر مجبور کرکے قتل نہیں کیا۔

لَا تُقِیْمُوا الشَّھَادَۃَ عَلَی الْاَخِ فِی الدَّیْنِ الْمُصْبِرِ۔ ظلمی قرضہ میں (جس میں قرض خواہ زیادتی کر رہا ہو) اپنے بھائی پر گواہی مت دو۔

صَنَوْبَر۔ ایک مشہور درخت ہے۔

صَبْعٌ۔ انگلی سے اشارہ کرنا، برائی کے اظہار کے لئے (یعنی کسی کا عیب بیان کرتے ہوئے) اشارے سے بتلانا، انگلی رکھنا انگلی ڈالنا، مغرور کرنا۔

لَیْسَ اٰدَمِیٌّ اِلَّا وَقَلْبُہٗ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ہر آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے بیچ میں ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ یُقَلِّبُہٗ کَیْفَ یَشَاءُ۔ مومن کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے وہ جیسا چاہے اس طرح اس کو پلٹتا رہتا ہے۔

اَصَابِع جمع ہے اَصْبَعٌ یا اَصْبُعٌ یا اَصْبِعٌ یا اِصْبَعٌ یا اِصْبِعٌ یا اِصْبُعٌ یا اُصْبَعٌ یا اُصْبِعٌ یا اُصْبُعٌ کی، اس میں نو لغتیں ہیں جن کے معنی انگلی کے ہیں خواہ ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی۔ (نہایہ میں ہے کہ انگلی ایک عضو ہے یعنی جسم کا حصہ اور اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے، تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر مجازاً ہے جیسے ید اور یمین اور عین اور سمع کا مقصود اس سے یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہ جلدی جلدی بدل جاتے ہیں اور انگلیوں سے اس کی قدرت اور بطش کے اجزاء مراد ہیں، جیسے ہاتھ سے آدمی بطش کرتا ہے اور انگلیاں اس کی اجزاء ہیں)۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث احادیثِ صفات میں سے ہے اور محققینِ اہلِ حدیث ایسی تاویلوں سے جو صاحب نہایہ نے کیں راضی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان احادیث کو اپنے ظاہری معنی پر چلاؤ، اور جو مراد ہے اس کو اللہ کے لئے تفویض کرو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ وہ مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے مگر جیسی اس کی ذاتِ مقدس بے چون اور بچگون ہے ویسے ہی اس کے ہاتھ اور پاؤں اور وجہ اور عین بھی ہیں امام ابو حنیفہ کا اور تمام ائمہ قدماء اہلِ سنت کا یہی مذہب تھا چنانچہ امام ابو حنیفہ رہ فقہِ اکبر میں فرماتے ہیں کہ "ید کی تاویل قدرت سے نہیں کریں گے، جیسے قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے" اب صاحب نہایہ کا یہ کہنا کہ وہ تعالےٰ شانہٗ جسمیت سے

پاک ہے یہ بھی ایک بے دلیل بات ہے قرآن اور حدیث میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ وہ جسمیت سے پاک ہے نہ یہ مذکور ہے کہ وہ جسم ہے۔ البتہ اس قدر صحیح ہے کہ پروردگار مخلوقات کے اجسام سے مشابہ نہیں ہے جیسے محمد بن کرام کا قول ہے کہ وہ تعالےٰ شانہٗ جسم رکھتا ہے ہمارے جسم کی طرح جو گوشت اور خون سے مرکب ہے، معاذ اللہ۔ علمائے اہلِ حدیث افراط و تفریط میں مبتلا ہونے کے بجائے مسلکِ اعتدال پر قائم رہے، نہ کرامیہ اور مشبہہ کی طرح اس کو مخلوقات سے مشابہت دیتے، نہ معتزلہ اور قدریہ کی طرح صفات کی تاویل اور نفی کرتے ہیں اور یہی طریقہ انسب ہے، واللہ اعلم۔

اُصْبُوْعٌ بروزنِ عُصْفُوْرٌ۔ انگلی (یہ دسویں لغت ہے نو اوپر بیان ہوئیں)۔

اَصَابِعُ۔ انگلیاں (یہ اُصْبُوْعٌ کی جمع ہے)۔

مَصْبَعَۃٌ۔ غرور، تکبر۔

مَصْبُوْعٌ۔ متکبر، مغرور۔

مُصَبَّعٌ۔ گوشت بھوننے کا لوہے کا جال۔

صَبْغٌ یا صِبَغٌ۔ رنگین کرنا، ڈبونا، کشادہ ہونا، لمبا ہونا۔

صُبُوْغٌ۔ بھر جانا، خوش رنگ ہونا۔

تَصْبِیْغٌ۔ رنگنا، بچہ گرانا، جس پر بال اُگ آئے ہوں۔

اِصْطِبَاغٌ۔ رنگ دینا، روٹی میں سالن لگانا (اور نصاریٰ کا ایک مذہبی کام تھا وہ اپنی اولاد کو زرد پانی میں رنگتے تھے، اُن کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے اولاد پاک ہو جاتی ہے اور نصرانیت میں اس کا اعتقاد مستحکم رہتا ہے۔ نصاریٰ کے اِس فرقہ کو معمودیہ کہتے تھے۔)

فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ ھَلْ رَاَیْتُمُ الصَّبْغَاءَ۔ پھر وہ جو دوزخ سے نکالے جائیں گے، اس طرح اُگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کچرے کوڑے میں اُگتا ہے (یعنی جلدی بڑھتا ہے) کیا تم نے صَبْغَاء دیکھی ہے۔

صَبْغَاءُ۔ ایک بوٹی کا نام ہے۔

کَلَّا لَا یُعْطِیْہِ اُصَیْبِغَ قُرَیْشٍ۔ آپ ہرگز اس قریش کی کمزور چڑیا کو نہیں دیں گے۔

اُصَیْبِغٌ۔ ایک نوع کی چڑیا ہے جو ناتوان اور کمزور ہوتی ہے (بعض نے کہا صَبْغَاء مراد ہے۔ جس کا ذکر ابھی گزرا ایک روایت میں اُضَیْبِعٌ ہے ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے) (اُضَیْبِعٌ۔ چھوٹا بجو۔ یہ ضَبُعٌ کے برخلاف قیاسی تصغیر ہے) (یہ قول حضرت ابوبکر صدیق رض کا ہے آپ نے قتادہ رض کو شیر سے تشبیہ دی اور اس شخص کو جو مقتول کا سامان مانگ رہا تھا چھوٹے بجو سے)۔

فَیُصْبَغُ فِی النَّارِ صَبْغَۃً۔ پھر دوزخ میں اس کو ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی اس میں ڈبو دیا جائے گا جس طرح کپڑا رنگ میں ڈبویا جاتا ہے)۔

اُصْبُغُوْہُ فِی النَّارِ۔ اس کو آگ میں ڈباؤ۔

فَوَجَدَ فَاطِمَۃَ لَبِسَتْ ثِیَابًا صَبِیْغًا۔ حضرت فاطمہ رض کو دیکھا وہ رنگین کپڑے پہنے تھیں۔

اَکْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ۔ سب لوگوں میں زیادہ جھوٹے رنگریز اور سنار ہوتے ہیں (کوئی چیز وعدہ پر نہیں دیتے، ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں)۔

اَکْذَبُ النَّاسِ الصَّوَّاغُ یَقُوْلُ الْیَوْمَ وَغَدًا۔ (ابورافع سنار کہتے ہیں حضرت عمر رض مجھ سے ٹھٹا کیا کرتے تھے، آپ کہتے) سنار سب سے بڑھ کر جھوٹا ہوتا ہے کہتا ہے آج دوں گا کل دوں گا (یوں ہی آج کل میں کئی دن گزار دیتا ہے)۔

(بعض نے کہا حدیث میں صَبَّاغُوْنَ سے کلام کو رنگنے والے آراستہ کرنے والے اور صَوَّاغُوْنَ سے اس کو بدلنے والے نئے نئے قالب بنانے والے مراد ہیں)۔

رَاٰی قَوْمًا یَتَعَادَوْنَ فَقَالَ مَا لَھُمْ فَقَالُوْا خَرَجَ الدَّجَّالُ فَقَالَ کَذِبَۃٌ کَذَبَھَا الصَّبَّاغُوْنَ

(ایک روایت میں
کَذَبَهَا الصَّوَّاغُوْنَ ہے۔ ابو ہریرہ رض نے دیکھا کہ
کچھ لوگ دوڑ رہے ہیں، سبب پوچھا تو کہنے لگے، دجال نکلا
اُنھوں نے کہا یہ جھوٹ ہے جس کو رنگنے والوں نے رنگا ہے، یا
جھوٹ ہے جس کو سناروں نے ڈھال لیا ہے)۔
قِیْلَ لِاِبْنِ عُمَرَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ رَاَیْتُهٗ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَصْبَغُ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رض
سے کسی نے کہا، تم اپنے کپڑوں یا بالوں کو زرد کیوں رنگتے ہو؟ انھوں
نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم کو رنگتے ہوئے دیکھا (یعنی کپڑے
کو یا بالوں کو)۔
(بعض نے کہا آں حضرت صلعم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپؐ
نے بالوں کو رنگا ہو بلکہ آپؐ اپنے کپڑوں اور عمامہ کو ورس اور
زعفران سے رنگتے۔ بعض نے کہا آنحضرت صلعم صرف اپنی ڈاڑھی
ہی کو ورس اور زعفران سے رنگتے۔ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رض
نے آپؐ کے کچھ بال دکھائے جو سُرخ تھے، اُن پر حنا اور بسمہ کا
خضاب تھا۔ لیکن حضرت انس رض سے روایت ہے کہ آپؐ نے
بالوں کا خضاب نہیں کیا۔ تو ان دونوں میں تطبیق اِس طرح
کی ہے کہ کبھی تو آپؐ نے بالوں کو رنگا اور اکثر نہیں رنگا حضرت
انس رض نے آپؐ کو رنگتے نہ دیکھا ہوگا۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ
بیوی اُمّ سلمہ رض نے ان بالوں میں خوشبو لگائی ہوگی جس کی
وجہ سے ان کا رنگ سُرخ ہو گیا ہوگا۔ اب ایک روایت میں
یہ جو بیان ہوا ہے کہ آپؐ کی ڈاڑھی اور سر مبارک میں سفیدی
تھی، تو دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کے بالوں میں
سفیدی نہ تھی، اِن دونوں روایتوں میں یوں تطبیق دی ہے
کہ آپؐ کے سفیدی بہت قلیل تھی، تو جس راوی نے کہا ہے
کہ آپؐ کے سفیدی نہ تھی تو اس کی مُراد یہ ہے کہ سفیدی بہت
نہ تھی۔)
مترجم کہتا ہے کہ اِس سے یہ ثابت ہوا کہ مرد کو اپنے
بال یا کپڑے ہلدی یا ورس یا زعفران میں رنگنا منع نہیں

خصوصاً دولہا نوشاہ کو۔ اور جس نے اس کی ممانعت میں غلو کیا ہے
یہ اس کی زیادتی ہے۔
اِنَّ الْیَهُوْدَ لَا یَصْبُغُوْنَ۔ یہودی لوگ خضاب نہیں کرتے
(تمھارے لئے خضاب کرنا بہتر ہے)۔
(مجمع البحار میں ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو سُرخ یا زرد
خضاب کرنا مستحب ہے اور سیاہ خضاب حرام ہے) میں کہتا ہوں
سیاہ خضاب کو بھی ایک طائفہ علماء نے جائز رکھا ہے، غایۃ ما فی الباب
وہ مکروہ ہوگا نہ کہ حرام۔
کَانَ یَصْبُغُ ثِیَابَهٗ۔ آں حضرتؐ اپنے کپڑے رنگتے (مجمع البحار
میں ہے کہ دوسری روایت میں مرد کو زرد اور سُرخ رنگ
سے ممانعت ہے، تو اس حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ کپڑا بنے جانے
سے پہلے اس کا سوت رنگین ہوتا۔ میں کہتا ہوں یہ تاویل ضعیف
ہے اور ظاہر کے خلاف ہے)۔
مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِیْرِ فَکَاَنَّمَا صَبَغَ یَدَهٗ
فِیْ لَحْمِ خِنْزِیْرٍ وَّدَمِهٖ۔ جس شخص نے چوسر کھیلا اُس نے
گویا اپنا ہاتھ سُور کے گوشت اور خون میں ڈبویا (یعنی گویا ان کو
کھایا)۔
(چوسر کھیلنا بالاتفاق حرام ہے اور وہ شطرنج سے بھی
بدتر ہے اسی وجہ سے بعض لوگوں نے شطرنج کو کچھ شرطوں کے
تحت جائز رکھا ہے)۔
صِبْغَةَ اللّٰهِ۔ اللہ کا دین جس سے دلوں کو پاکی حاصل
ہوتی ہے۔

صَبْنٌ۔ روکنا، منع کرنا، پھیر دینا۔
صَابُوْنٌ۔ صفائی کے لئے ایک مشہور مرکب ہے۔ صابن۔
صَبَّانٌ۔ صابون بنانے والا۔

صَبْوٌ یا صُبُوٌّ یا صِبًا یا صَبَاءٌ۔ طفولیت کا اظہار کرنا۔
صِبًا۔ اسم مصدر ہے۔
صَبَاءٌ۔ صبا، پُروا ہوا۔
صَبْوَةٌ اور صُبُوَّةٌ۔ مائل ہونا، مُشتاق ہونا۔

صَبِیَ صَبَاءً. بچوں کے سے کام کرنے لگا۔

مُصَابَاۃٌ. نیزہ مارنے کے لئے جھکانا۔

تَصَبِّیْ. بہکانا، فریب دینا، مفتون کرنا۔

تَصَابِیْ. کھیل کود کی طرف مائل ہونا (جیسے اِسْتِصْبَاءٌ کسی سے بچوں کی طرح معاملہ کرنا)۔

رَأیٰ حُسَیْنًا یَلْعَبُ مَعَ صِبْوَۃٍ فِی السِّکَّۃِ. امام حسینؓ کو دیکھا آپ گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

صِبْوَۃٌ اور صِبْیَۃٌ جمع ہے صَبِیّ کی بمعنی بچہ، اور صِبْیَانٌ بھی صَبِیّ کی جمع ہے۔

کَانَ لَا یُصَبِّیْ رَأْسَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَلَا یُقْنِعُہٗ. آنحضرتؐ رکوع میں نہ اپنا سر جھکاتے تھے نہ بلند رکھتے تھے (بلکہ سر اور پشت سب برابر رکھتے۔ اور رکوع کرنے کا سنت طریقہ یہی ہے)۔

یُصَبِّیْ. در اصل صَبَا یَصْبُوْ سے ماخوذ ہے، یعنی مائل ہوا اور جھکا (زہری نے کہا کہ صحیح لَا یُصَوِّبُ ہے۔ ایک روایت میں لَا یَصُبُّ ہے)۔

وَاللّٰہِ مَا تَرَکَ ذَھَبًا وَّلَا فِضَّۃً وَّلَا شَیْئًا یُصْبٰی اِلَیْہِ. امام حسن علیہ السلام نے مرتے وقت نہ سونا چھوڑا نہ چاندی نہ اور کوئی چیز جس کی طرف دل مائل ہو (حالانکہ آپ کو ایک معتدبہ وظیفہ معاویہؓ کی طرف سے ملتا تھا مگر آپ کمال درجہ کے سخی تھے جو ملتا وہ سبیل اللہ صرف کر دیتے، دو بار ایسا بھی ہوا کہ اپنا تمام ساز و سامان تک فقیروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا)۔

وَشَابٌّ لَیْسَتْ لَہٗ صَبْوَۃٌ. ایک جوان جس کو خواہش نہ ہو (حرص و ہوس نہ رکھتا ہو)۔

کَانَ یُعْجِبُھُمْ اَنْ یَّکُوْنَ لِلْغُلَامِ صَبْوَۃٌ. ان کو یہ پسند تھا کہ لڑکے میں خواہش ہو (کیونکہ ایسا شخص جب توبہ کرے گا تو وہ عبادت اور اطاعتِ الٰہی خوب بجا لائے گا، اور اپنی گزشتہ حالت پر شرمندہ رہے گا، اس کے دل میں غرور اور پندار نہ ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ جب گناہ کی خواہش ہو، اس وقت نفس کو قابو میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گناہ کے ارتکاب سے باز رہے، جب ہی فضیلت ہوگی، ورنہ دل میں خواہش ہی نہ ہو تو باز رہنے میں کیا فضیلت ہوگی)۔

لَتَعُوْدُنَّ فِیْھَا اَسَاوِدَ صُبًّی. تم اس زمانہ میں کالے ناگ ہوگے فتنہ کی طرف مائل (ایک روایت میں صُبَّاءً ہے)۔

صُبَّاءً. یہ جمع ہے صَابِیْ کی۔ یعنی اپنے دین کو بدلنے والے۔

ثُمَّ اَتَی الصَّبِیُّ عَلٰی مُتُوْنِ الْخَیْلِ. پھر جو لوگ جنگ کے خواہشمند ہیں ان کو گھوڑوں کی پیٹھ پر بٹھا دے۔

اِنِّیْ امْرَاَۃٌ مُصْبِیَۃٌ مُؤْتِمَۃٌ. (آنحضرتؐ نے جب بیوی ام سلمہؓ کو نکاح کا پیغام دیا تو وہ کہنے لگیں) میں تو ایک بچہ والی یتیم اولاد رکھنے والی عورت ہوں۔

اَصْبَوْتَ. کیا تم نے دین بدل ڈالا (صحیح اَصَبَاْتَ ہے)۔

اَوَیْتُمُ الصُّبَاۃَ. تم نے بددینوں کو (جنھوں نے اپنے باپ دادا کا طریق چھوڑ کر دوسرا طریق اختیار کیا) اپنے ملک میں جگہ دی۔

نُصِرْتُ بِالصَّبَا. مجھ کو پوربی ہوا سے مدد ملی (صبا مشرقی ہوا اس کو قبول بھی کہتے ہیں۔ اور دَبُوْرٌ پچھمی ہوا۔ اور جنوب دکھنی اور شمال اُتری، مراد جنگِ احزاب کا دن ہے۔ جب کافروں نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کیا تھا۔ ابو سفیان عرب کے اکثر قبیلوں کو مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو جو نہایت تھی مشرقی ہوا بھیجی، اس نے کافروں کے منہ پر مٹی ڈالی، آگ بجھا دی، ان کے خیمے اکھیڑ دیئے، ان کے گھوڑے ہراساں ہو کر چھوٹ بھاگے۔ آخر کار کافر پریشان ہو کر چل دیئے)۔

اَلصَّبَا مِنَ الْجَنَّۃِ وَالدَّبُوْرُ مِنَ النَّارِ. پروا بہشت کی ہوا ہے اور پچھمی دوزخ کی (یعنی دوزخ طبقہ زمہریر کی کیونکہ پچھمی ہوا سرد ہوتی ہے)۔

اُمُّ الصِّبْیَانِ. بچوں کی بیماری جس میں سانس چڑھتی ہے اور پیٹ پھول جاتا ہے۔

اِذَاكَانَتِ الْمَرْأَةُ مِصْبَانِيَّةً. جب عورت بچہ
...الی ہو۔
مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ صَبِيٌّ فَلْيَتَصَابَ. جس کے پاس بچہ
اس کو خوش کرنے کے لئے بچہ سے (اس سے ویسی ہی
...سل کودی کرے)۔
صَبِيَّةٌ. بچی۔
صَبَايَا. بچیاں (یہ صَبِيَّةٌ کی جمع ہے)۔

بابُ الصّاد مع التّاء

...تٌ. زور سے دھکیلنا یا ہاتھ سے مارنا۔
...صَاتَّةٌ اور صِتَاتٌ. تنازع، جھگڑا۔
...صَاتٌ. لڑائی، جنگ۔
...تٌّ. جماعت، فرقہ (جیسے صَتِيتٌ ہے بعض نے
...ے صف سے)۔
...مَّا اُمِرُوْا اَنْ يَّقْتُلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَامُوْا صَتَّيْنِ
...اسرائیل کو (گوسالہ پرستی کی سزا میں) یہ حکم ہوا کہ
...ے کو قتل کریں، تو وہ دو گروہ (یا دو صف) ہو گئے
...نہوں نے گوسالہ کی پوجا کی تھی، دوسرے وہ جو
...ے باز رہے تھے اور دوسرا گروہ پہلے گروہ کو
...گا)
...ڑا، پھاڑنا۔
...ع. تردد، آنا، جانا۔
...ع. جوان، مضبوط۔
صَتَعٌ. غلیظ، سخت۔
...مٌ. موٹا، دل دار۔
...يْمٌ. پورا کرنا۔
...صُتْمٌ. پورے ہزار۔
اَلْ صُتْمٌ. پورے مال۔
...هٗ وَزْنَ تِسْعِيْنَ فَقَالَ صِتْمًا فَاِذَا هِيَ مِائَةٌ

ابن صیاد نے نوّے روپے تولے اور کہنے لگا پورے ہو جاؤ
دیکھا تو وہ سو روپے ہیں (یہ بھی اس کا ایک شعبدہ تھا بعض
نے اُس کو دجّال بھی سمجھا ہے)۔
صَتُوٌّ. کودتے ہوئے چلنا۔

بابُ الصّاد مع الجیم

صَجٌّ. لوہے کو لوہے پر مار کر آواز نکالنا۔

بابُ الصّاد مع الحاء

صَحْبٌ. پوست نکالنا۔
صَحَابَةٌ. رفاقت کرنا، ساتھ رہنا۔
صُحْبَةٌ. معیت، ہم نشینی (صَحَابَةٌ کا مترادف ہے)۔
مُصَاحَبَةٌ. ساتھ رہنا یہ بھی اوپر کے دونوں الفاظ کا مترادف ہے۔
اِصْحَابٌ. مصاحب والا ہونا۔
اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا بِصُحْبَةٍ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ. یا اللہ
سفر میں ہماری نگہبانی کر اور ہم کو اپنی امان میں وطن کو لوٹا۔
خَرَجْتُ اَبْتَغِي الصَّحَابَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم
میں اس نیت سے نکلا کہ آنحضرت صلعم کی صحبت حاصل کروں گا۔
صَحَابَةٌ. صاحب کی جمع بھی ہے اور فاعل کی جمع
فَعَالَةٌ پر صرف یہی آئی ہے۔
فَاَصْحَبَتِ النَّاقَةُ. اونٹنی رام ہو گئی (جدھر چلاؤ
اُدھر چلنے لگی)۔
اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ. تم تو یوسفؑ کی ساتھ والی
عورتیں ہو (آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو زلیخا سے تشبیہ دی،
جیسے زلیخا نے بظاہر عورتوں کو ضیافت کے بہانہ سے بلایا
تھا اور دل میں یہ تھا کہ وہ حضرت یوسفؑ کا حُسن و جمال
دیکھیں اور زلیخا کو ان کی محبت پر ملامت نہ کریں۔ اسی طرح
حضرت عائشہؓ نے آں حضرتؐ کی بیماری میں آپؐ سے عرض
کیا کہ ابوبکرؓ کی آواز پست ہے مقتدیوں تک ان کی آواز نہ

پہنچے گی، آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ یہ کہنا حضرت عائشہؓ کا ایک بہانہ تھا اور ان کا دلی مقصود یہ تھا کہ اگر خدانخواستہ آں حضرتؐ اس بیماری میں گزر گئے تو لوگ ابوبکرؓ کو منحوس سمجھیں گے اس لئے وہ نماز نہ پڑھائیں تو اچھا ہے)۔

صَوَاحِبُ۔ جمع ہے صَاحِبَةٌ کی۔

اِدْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ۔ مجھ کو میرے ساتھ والیوں (یعنی آں حضرتؐ کی دوسری بیویوں) کے ساتھ دفن کر دینا۔ (حجرے میں دفن نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے بعد مجھ کو اور بیویوں پر فضیلت دیں اور خیال کریں کہ حضرت عائشہؓ کا مرتبہ دوسری امہات سے زیادہ تھا جب ہی تو آں حضرتؐ کے ساتھ دفن ہوئیں اور دوسری بیویاں بقیع میں دفن ہوئیں۔ سبحان اللہ اس کسرنفسی اور تواضع کا کیا کہنا)۔

ثُمَّ سَلْهَا اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ۔ جب میرا جنازہ تیار ہو تو حضرت عائشہؓ کے حجرے پر لیجانا اور ان سے اجازت مانگنا کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں (یعنی آں حضرتؐ اور ابوبکر صدیقؓ) کے پاس دفن ہو جاؤں (اگر وہ یعنی حضرت عائشہ اجازت دیدیں تو خیر ورنہ مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان یعنی بقیع میں دفن کر دینا۔ یہ حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے وقت فرمایا)۔

اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ۔ حضرت ابراہیمؑ کی صورت دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے صاحب (یعنی مجھ) کو دیکھو (وہ آں حضرتؐ کے شبیہ تھے)۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (حضرت سلیمان کے ساتھی، فرشتے یا جن یا) مصاحب نے کہا انشاء اللہ تو کہو (جب انھوں نے یہ کہا کہ آج رات کو میں اپنی سَتّر عورتوں سے صحبت کروں گا اور ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا)۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ۔ میرے اصحاب کو برا نہ کہو (یہ خطاب ہے حاضرین کی طرف، حالانکہ حاضرین بھی اصحاب تھے یا اس وقت اس طرح فرمانے سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں میں احترام صحابہؓ کے جذبات کو بیدار کرنا مقصود ہوگا۔ حافظ نے کہا اَصْحَابِيْ سے یہاں بعضے خاص اصحاب مراد ہیں اور خطاب خالد بن ولید اور باقی صحابہ کی طرف ہے کیونکہ یہ حدیث آپؐ نے اس وقت فرمائی جب خالد بن ولیدؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو برا کہا۔ میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح ہے) (مجمع البحار میں ہے کہ اصطلاحِ شرع میں صحابی اس مسلمان کو کہتے ہیں جو آں حضرتؐ کی صحبت میں رہا یا بہ حالت بیداری آپؐ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اور لغت کی رُو سے تو صاحب مطلق ساتھی کو کہتے ہیں، خواہ مومن ہو یا کافر، عادل ہو یا فاسق)۔

ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ۔ پھر آپ ان کے ساتھیوں کی صحبت میں رہے۔

لَيَرِدَنَّ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِّمَّنْ صَحِبَنِيْ وَرَاٰنِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ رَبِّ اَصْحَابِيْ اَصْحَابِيْ وَفِيْ لَفْظٍ اُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ کچھ لوگ قیامت کے دن حوض کوثر پر آئیں گے یہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جو میری صحبت میں رہے مجھ کو دیکھا، فرشتے ان کو بائیں جانب والوں میں (دوزخ میں) لیجائیں گے۔ (یہ دیکھ کر) میں عرض کروں گا، پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب ہیں (یا یہ تو میرے چند اصحاب ہیں تصغیر قلت کے لئے ہے) پھر مجھ کو جواب ملے گا تم نہیں جانتے جو کچھ انھوں نے تمہارے بعد کئے (اسلام سے پھر گئے مرتد ہو گئے۔ مراد وہ لوگ ہیں جو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے تابع ہو گئے تھے)۔

اِنَّ مِنْ اَصْحَابِيْ مَنْ لَا اَرَاهُ وَلَا يَرَانِيْ بَعْدَ اَنْ اَمُوْتَ اَبَدًا۔ میرے اصحاب میں سے بعض ایسے ہیں کہ میری وفات کے بعد نہ میں ان کو دیکھوں گا نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے (یہ حدیث سنکر حضرت عمرؓ فی الفور حضرت ام سلمہؓ

کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم کو خدا کی قسم کیا میں بھی ان اصحاب میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا نہیں، اور اب تمھارے بعد میں کسی کو ایسا نہ کہوں گی (اس کی براءت بیان نہ کروں گی کیونکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے یا نہیں)۔

اِیَّاكَ وَصَاحِبَ السُّوْءِ۔ تو بُرے ساتھی سے بچا رہ۔

اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَلِيْ اَصْحَابًا۔ اللہ نے مجھ کو منتخب فرمایا اور میرے لئے ساتھیوں کو بھی چُنا۔

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ اِنَّمَا اَصْحَابِيْ مِثْلُ النُّجُوْمِ فَاَيُّهُمْ اَخَذْتُمْ بِقَوْلِهٖ اهْتَدَيْتُمْ۔ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے تو ہدایت پاؤگے (گمراہ نہ ہوگے یہ حدیث ضعیف اور منکر ہے بلکہ بعض نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور اس کا مطلب بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ نے ایسے کام بھی کئے جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح مذموم ہیں)۔

اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو کہو، اللہ تعالے تمھارے شر اور فساد پر لعنت کرے۔

اَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِيْ وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔ ستارے آسمان کا امن ہیں جب ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان پر جو وعدہ ہے وہ آلگے گا) اور میں اپنے اصحاب کا امن ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر جو وعدہ ہے وہ آلگے گا اور میرے اصحاب میری امت کے امان ہیں جب میرے اصحاب گزر جائیں گے تو میری امت پر جو وعدہ ہے (تباہی اور آفت کا) وہ آلگے گا۔

اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ۔ میرے اصحاب کی عزت کرو وہ تمام مسلمانوں میں بہتر لوگ ہیں۔

مَثَلُ اَصْحَابِيْ فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ۔ میرے اصحاب کی مثال میری امت میں ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک (کیونکہ بغیر نمک کے مزیدار نہیں ہوتا)۔

مَا مِنْ اَصْحَابِيْ يَمُوْتُ فِي الْاَرْضِ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّ نُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ میرے اصحاب میں سے جو کوئی کسی ملک میں مرے وہ قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کا پیشوا اور نور بنایا جاکر اُٹھایا جائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلَى الثَّقَلَيْنِ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ اللہ تعالے نے میرے اصحاب کا مرتبہ تمام آدمیوں اور جنّوں سے پیغمبروں اور رسولوں کے علاوہ زیادہ رکھا ہے (یعنی پیغمبروں کے بعد وہی سب مخلوقات میں افضل ہیں)۔

هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے پھر کہیں گے، تم میں کوئی آں حضرتؐ کا صحابی بھی ہے؟ وہ کہیں گے ہاں ہے، پس اللہ تم ان کو (اس کی برکت سے) فتح دے گا۔

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد ملامت کا نشانہ نہ بنانا۔ (بلکہ ان کے لئے دُعا کرنا، ان کی تعظیم کرنا، ان سے محبت رکھنا) دیکھو! جو کوئی ان سے محبت رکھے، اس نے میری وجہ سے محبت کی۔ اور جو کوئی ان سے بغض رکھے، تو گویا اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے، ان سے بغض رکھا)۔

صَاحِبُ صَنْعَاءَ۔ صنعاء والا (یعنی اسود عنسی جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ آپؐ کی وفات کے قریب مارا گیا، فیروز دیلمی نے اس کو مار ڈالا۔ آپؐ نے اس کے قتل کی اطلاع پاکر ارشاد فرمایا کہ فَازَ فَيْرُوْزُ یعنی فیروز

کامیاب ہوگیا۔

صَاحِبُ الْیَمَامَۃِ۔ مسیلمہ کذاب جو وحشی کے ہاتھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت میں مارا گیا۔

نَزَلَتْ فِیْ حَمْزَۃَ وَصَاحِبَیْہِ (یہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم آخر تک حضرت حمزہ رضؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں (حضرت علی رضؓ اور عبیدہ بن حارثؓ) کے بارے میں نازل ہوئی۔ (جنگِ بدر میں کافروں کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکلے، مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ اور حضرت عبیدہ رضؓ نکلے، حضرت علی اور حضرت حمزہ نے اپنے اپنے مقابل کو فوراً مار لیا اور عبیدہ رضؓ جو ولید کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے یہ دونوں حضرات ان کو اٹھا لائے اور ولید کو بھی مار ڈالا)۔

اَلصَّحَابَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ میں آپؐ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں یا رسول اللہ صلعم۔

اَنْتَ سَمِعْتَھَا مِنْ فِیْ صَاحِبِکَ۔ تم نے اپنے صاحب یعنی عبد اللہ بن مسعود رضؓ کے منہ سے اسی طرح سُنا (وہ اس طرح قراءت کرتے تھے: وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی۔ یعنی سورۃ واللیل میں ان کی یہ قراءت ہوتی۔ اور مشہور قراءت وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ہے۔

اِشْتَرٰی اِبْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِیَۃً فَالْتَمَسَ صَاحِبَھَا عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے ایک لونڈی خریدی پھر اُس کے مالک کو ڈھونڈھنے لگے تاکہ اس کو قیمت ادا کردیں لیکن وہ نہیں ملا، آخر انھوں نے قیمت کے روپے فقیروں کو دینے شروع کئے اور دیتے وقت اس طرح دعا کرتے جاتے، یا اللہ! یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول کر۔ یعنی لونڈی کے مالک کی طرف سے، اگر وہ منظور نہ کرے تو اس کا ثواب مجھ کو ملے اور اس کا روپیہ مجھ پر قرض رہا۔)

مَثَلًا لِصَاحِبِکُمْ۔ تمھارے صاحب (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت۔

اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ۔ تو ہی سفر میں ہمارا ساتھی ہے (یہاں ساتھی سے مراد محافظ اور نگہبان ہے۔ اور جس کی یاد سے وحشت رفع ہو، بلا دُور ہو)۔

رَبَّنَا صَاحِبْنَا۔ اے ہمارے رب! ہماری نگہبانی کر، ہم پر اپنا فضل و کرم رکھ، ہم سے ہر ایک بلا دفع کر۔

لِرَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِہٖ۔ دو مردوں کے لئے آپ کے اصحاب میں سے تھے۔

کَانَ مِنْ اَصْحَابِہٖ۔ جابر رضؓ آپؐ کے اصحاب میں سے تھے۔

فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا صَاحِبُہٗ۔ ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ ساتھ رہوں گا (دیکھوں گا اس کا دوزخی ہونا کس سبب سے ہے۔)

یُحْسِنُ عِبَادَۃَ اللّٰہِ وَصَحَابَۃَ سَیِّدِہٖ۔ اللہ کی عبادت اور اپنے مالک کی خدمت اور رفاقت اچھی طرح سے کرے۔

یُحْسِنُ صَحَابَتِیْ۔ میری صحبت کا حق اچھی طرح سے ادا کرے (وہی درحقیقت آن حضرتؐ کا صحابی ہے جو آپؐ سے اور آپؐ کے اہلِ بیتِ کرام سے سچی محبت اور الفت رکھتا ہو، ورنہ صرف نام کی صحبت کافی نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ کے چند غلام ہوں جو بادشاہ کی محبت کی وجہ سے آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں، پھر ان میں سے ایک غلام اپنے بادشاہ سے باغی ہو جائے، اس کی آل اولاد، عزیز و اقربا اور دوستوں کو قتل کرے ان کا دشمن ہو جائے تو کیا اس کے بعد بھی اس غلام سے محبت رکھیں گے، صرف اس وجہ سے کہ وہ اس بادشاہ کا غلام تھا)۔

مَنْ اَحَقُّ بِصَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ۔ مجھ کو سب سے زیادہ مقدم کس کی خدمت اور رفاقت کرنا ہے؟ فرمایا اپنی ماں کی (یہاں بھی "صحابت" سے وہی صحبت مراد ہے جو خیر خواہی اور محبت اور فرماں برداری کے ساتھ ہو اگر صرف

ماں کے پاس رہے لیکن اُس کو ستاتا اور گالیاں دیتا اور اس کے رشتہ داروں کو مارتا دھاڑتا رہے، تو کیا اس نے اپنی ماں کی صحابت کی، ہرگز نہیں بلکہ اپنی ماں کی رقابت اور عداوت کی)۔

خَيْرُ الصَّحَابَةِ۔ سب رفیقوں میں بہتر۔

يُصْحِبُوْنَ۔ پناہ دیتے ہیں (یہ صَحِبَكَ اللّٰهُ سے ماخوذ ہے۔ یعنی اللہ تیرا نگہبان)۔

لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ۔ فرشتے سفر میں ان رفیقوں کی نگہبانی نہیں کرتے جن کے ساتھ گھنٹہ ہو (یہاں بھی صحبت سے محافظت اور استغفار مراد ہے۔ بعض نے کہا مطلق ساتھ رہنا۔ مگر اس صورت میں محافظ اعمال فرشتوں کا استثناء کرنا ضرور ہوگا کیونکہ وہ ہر حال میں ساتھ رہتے ہیں)۔

فَاَقُوْلُ رَبِّ اُصَيْحَابِيْ۔ میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے چند اصحاب ہیں (مجمع البحار میں ہے کہ آپؐ ان کو پہچان لیں گے۔ کیونکہ آپؐ کی زندگی میں وہ مسلمان ہو چکے تھے یا آپؐ کے بعد مسلمان ہوئے)۔

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِرْقَ۔ قرآن کے حافظ سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور بہشت کی سیڑھیوں پر چڑھتا جا (مجمع البحار میں ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل کرتا ہو یا جو قرآن کے معانی جانتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص مراد ہو سکتا ہے خواہ قرآن کا حافظ ہو یا ناظرہ خواں ہو یا جو اس کے معانی میں غور کرتا ہو یا جو اس پر عمل کرتا ہو)۔

صَاحِبُ مُوْسٰى۔ موسیٰؑ کے ساتھی (یوشع بن نون مراد ہیں)۔

صَاحِبُ سُلَيْمَانَ۔ سلیمانؑ کے ساتھی (آصف بن برخیا مراد ہیں، یا ان کے وزیر)۔

صَاحِبُ يٰسٓ۔ حبیب بن اسرائیل نجار مراد ہیں آنحضرتؐ سے ... برس پہلے ایمان لائے تھے لیکن آں حضرتؐ آپ کی ولادت سے چھ سو برس پہلے ایمان لائے تھے۔ جیسے تُبّع ایمان لایا تھا اور ورقہ بن نوفل ایمان لائے تھے۔ بعض نے کہا یہ حبیب ایک غار میں اللہ کی عبادت کرتے تھے، جب ان کو پیغمبروں کی خبر ہوئی تو ان کے پاس آئے، اُن پر ایمان لائے اور کافروں پر اپنا ایمان ظاہر کیا آخر کافروں نے ان کو شہید کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ان کو پاؤں سے رُوندا یا پتھروں سے مار کر شہید کیا، وہ یہ کہتے جاتے تھے یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما۔ ان کی قبر انطاکیہ کے بازار میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ان کافروں پر اُترا اور حضرت جبرئیل نے ایک چیخ سے ان کو ہلاک کر دیا)۔

صَاحِبُ الزَّمَانِ۔ امام مہدی علیہ السلام محمد بن عبداللہ جو قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔ اور شیعہ کہتے ہیں وہ امام محمد بن حسن عسکری ہیں قائم بامر اللہ بالفعل لوگوں کی نظر سے غائب ہیں، قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔

صَاحِبُ الْعَسْكَرِ یا صَاحِبُ النَّاحِيَةِ۔ علی بن محمد ہادی۔

صَاحِب۔ اسماعیل بن عباد کا لقب ہے۔ وہ شیخ عبدالقاہر جرجانی کے اُستاد ہیں۔

صَاحِبُ شَاهَيْنِ۔ شطرنج۔

صَاحِبَيْنِ۔ حنفیوں کی اصطلاح میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو کہتے ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگرد تھے۔

صُحُبٌ۔ یہ بھی صَاحِبٌ کی جمع ہے۔

صُحٌّ یا صِحَّةٌ یا صَحَاحٌ۔ تندرست ہو جانا، بیماری کا دُور ہونا، عیب سے پاک ہونا، سچ ہونا۔

تَصْحِيْحٌ۔ بیماری سے چنگا کرنا، غلطیاں درست کرنا۔

اِصْحَاحٌ۔ تندرست ہونا، اہل و عیال اور جانوروں کا تندرست کرنا۔

اِسْتِصْحَاحٌ۔ تندرست ہونا۔

اَلصَّوْمُ مَصَحَّةٌ۔ روزہ تندرستی ہے (بہت سی بیماریوں کی دوا ہے جس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو وہ ضرور روزہ رکھے۔ کیونکہ روزہ بہت سے فاسد مادوں اور رطوبات کے

لئے بڑا کامیاب نسخہ ہے)۔

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا۔ روزے رکھو تندرست رہوگے (امتلائی بیماریاں نہ ہوں گی، اخلاط ردیہ خشک ہو جائیں گے، معدے کو از سر نو طاقت اور قوت پیدا ہوگی)۔

لَا يُوْرِدَنَّ ذُوْعَاهَةٍ عَلٰى مُصِحٍّ جس کے جانور بیمار ہوں، وہ تندرست جانور والے کے ساتھ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے نہ لائے، ایسا نہ ہو کہ اس کے جانور بھی بیمار ہو جائیں اور وہ یہ سمجھے کہ بیمار جانوروں کی بیماری میرے جانوروں کو لگ گئی۔ حالانکہ یہ اعتقاد غلط ہے، بیماری تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے، چھوت لگنا (عَدْوٰی) کوئی چیز نہیں ہے)۔

لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ۔ اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

يُقَاسِمُ ابْنُ اٰدَمَ اَهْلَ النَّارِ قِسْمَةً صِحَاحًا۔ آدم کا بیٹا قابیل اہل دوزخ سے آدھوں آدھ عذاب ٹھیک بانٹ لیگا (سارے اہل دوزخ کو جتنا عذاب ہوگا، اس کا پورا آدھا قابیل کو ہوگا، معاذ اللہ یہ سب اس وجہ سے کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا اور دنیا میں خون ناحق کی بنیاد ڈالی۔ اللہ جانے ان ظالموں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے سیکڑوں ہزاروں خون مسلمانوں کے ناحق کرائے)۔

وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح اور درست ہے کہ فاتتنا الصلوٰۃ کہنا جائز ہے اور ابن سیرین نے جو ایسا کہنا مکروہ جانا ہے ان کا قول غلط ہے (کیونکہ حدیث کے خلاف ہے حالانکہ ابن سیرین کبار تابعین میں سے ہیں مگر تابعین ہوں یا صحابہ ہوں آں حضرتؐ کے ارشاد کے خلاف کسی کا قول مقبول نہیں دعوا کل قول عند قول محمد بھلا دوسرے صوفیوں اور درویشوں کا قول کس شمار میں ہے)۔

كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اٰخِرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ۔ آخر میں سفیان بن عیینہ اس حدیث کو ابن عباسؓ سے (انھوں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ سے روایت کرتے تھے۔

اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ يا اَحْسَنُ شَيْءٍ کا (مطلب یہ ہے کہ اس باب میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان سب میں یہ اچھی ہے (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ روایت صحیح یا حسن ہے)۔

جَاءَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِ الْاَشْعَثِ صَحَّ اَوْ صَحِيْحٌ۔ اشعث کے اخیر حدیث میں صح یا صحیح کا لفظ آیا ہے۔

اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ۔ کیا ہم نے تیرے جسم کو چنگا نہیں رکھا۔

خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ۔ اپنی تندرستی کے زمانہ میں بیماری کے لئے سامان کر (یعنی صحت اور تندرستی کو غنیمت سمجھ کر اس میں خوب عبادت کر لے، اگر بیماری آئی تو پھر ایسی طرح عبادت نہ ہو سکے گی) (یہ بات جو ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بندہ جب بیمار ہو یا مسافر ہو تو اس کے لئے اسی قدر عبادت کا ثواب لکھا جائے گا جتنی وہ حالت صحت یا اقامت میں کرتا تھا، تو یہ حدیث اس مفہوم کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دوسری حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو حالت صحت اور اقامت میں عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ اور پہلی حدیث اس شخص کے باب میں ہے جو حالت صحت میں بالکل غافل ہے عبادت نہیں کرتا)۔

اَصَحُّ۔ حدیث کی ایک قسم ہے۔ یعنی صحیح، سچی اور معتبر حدیث، جس کے سب راوی ثقہ اور معتبر لوگ ہوں اور اس کی اسناد آں حضرتؐ تک متصل ہو، درمیان میں کوئی ایک راوی بھی چھوٹ نہ گیا ہو، اور دوسرے ثقہ اور معتبر لوگوں نے جو روایات کی ہیں ان کے خلاف نہ ہو۔ اب اس کی شناخت میں علمائے حدیث مختلف ہوتے ہیں۔ ایک ہی حدیث بعض کے نزدیک حسن یا ضعیف ہوتی ہے مگر جس حدیث کو حفاظ حدیث میں سے کسی نے صحیح کہا ہو، بلا تامل اس پر عمل کر سکتے ہیں بخاری اور مسلم کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے اسی طرح صحیح اسماعیلی اور صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ

کی باقی سنن ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مسند امام احمد اور سنن دارمی اور دار قطنی اور بیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق اور معاجم طبرانی اور طحاوی اور مستدرک حاکم میں سب طرح کی حدیثیں ہیں۔ یعنی صحیح اور حسن اور ضعیف لیکن حسن حدیث بھی صحیح کی طرح حجّت اور واجب العمل ہے اور امام مالک کی مؤطا میں سب حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں۔ امام مالک ہمیشہ ثقہ اور معتبر شخص سے ہی روایت کرتے تھے۔ اور مستدرک حاکم میں بہت سی حدیثیں ضعیف اور منکر بھی ہیں جن کو حاکم نے غلطی سے صحیح کہدیا ہے اسی لئے امام ذہبی نے کہا ہے کہ حاکم کے صحیح کہنے پر کوئی شخص دھوکا نہ کھائے۔ اب جن لوگوں نے امام ترمذی کے صحیح کہنے کا بھی اعتبار نہیں کیا ہے ان کا قول غلط ہے، امام ترمذی حدیث کے بڑے حافظ اور نقاد ہیں، ان کی تصحیح کا پورا اعتبار کرنا چاہیے۔ جزری نے حصن حصین کی سب حدیثوں کو جو صحیح قرار دیا ہے اس میں محدثین کو کلام ہے کہ کئی حدیثیں اس میں بالاتفاق ضعیف ہیں۔ مگر جزری بھی حدیث کے بڑے عالم ہیں ممکن ہے کہ ان کی رائے میں وہ حدیثیں صحیح ہوں وللناس فیما یعشقون مذاھب بہرحال ہمارے زمانہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو کوئی دقت یا تکلیف نہیں کرنی پڑتی۔ گذشتہ زمانہ کے پیشواؤں نے بڑی محنت اور مشقت اٹھا کر صحیح حدیثوں کو ضعیف سے جُدا کردیا ہے)۔

صَحَاحٌ۔ جوہری کی مشہور لغت کی کتاب ہے۔

صَحَاحٌ۔ اس لفظ کے لغوی معنی صحیح۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ۔ یا اللہ میں تجھ سے ایمان کی صحت مانگتا ہوں (یعنی سچا اعتقاد جو قرآن و حدیث کے موافق ہو جیسے صحابہ اور تابعین کا اعتقاد تھا) (ایک روایت میں ہے کہ:

صِحَّۃً فِیْ عِبَادَۃٍ۔ یعنی صحت میں تیری عبادت کرتا رہوں (یعنی مخلصانہ عبادت جس میں ریا اور بدعت کا دخل نہ ہو۔)

صَحْصَاحٌ۔ ہموار اور برابر یکساں جگہ (جیسے صَحْصَحَانٌ ہے)

غَیْثًا صَحْصَاحًا۔ برابر ہموار ابر (یعنی یکساں خوب برسنے والا)

صَحْرٌ۔ پکانا۔

صَحِیْرَۃٌ۔ بنانا (یعنی دودھ کو جوش کرکے اس پر گھی ڈال کر پینا۔)

اِصْحَارٌ۔ جنگل کی طرف نکلنا۔

اِصْحِرَارٌ یا اِصْحِیْرَارٌ۔ پیک کا سُرخ یا سفید ہونا، زمین کی پیداوار۔

اَصْحَرَ الْمَکَانُ۔ مکان جنگل کی طرح کشادہ اور وسیع ہوگیا۔

صَحْرَاء۔ جنگل۔

کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم فِیْ ثَوْبَیْنِ صُحَارِیَّیْنِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو صحاری کپڑوں کا کفن دیا گیا۔

اِصْحَار۔ ایک بستی کا نام ہے جو یمن میں واقع ہے (بعض نے کہا یہ صُحْرَۃٌ سے ماخوذ ہے، بمعنی ہلکی سُرخی) (اہلِ عرب کہتے ہیں:

ثَوْبٌ اَصْحَرُ اور ثَوْبٌ صُحَارِیٌّ یعنی ہلکے رنگ کا سُرخ کپڑا۔

فَاَصْحِرْ لِعَدُوِّکَ وَامْضِ عَلٰی بَصِیْرَتِکَ۔ اپنے دشمن سے صاف سیدھا رہ اور اپنی رائے پر چل (یعنی دشمن سے ڈرمت بلکہ بے خوف ہو کر واضح طور پر اپنا مقصد بیان کردے۔ یہ نہیں کہ نامردوں کی طرح دل میں دشمنی رکھے اور ظاہر میں دوستی جتائے۔ یہ جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کا قول ہے۔ آپ کے مزاج میں بیحد شجاعت اور بہادری اور دلیری تھی جب آپ خلیفہ تھے تو کئی لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ بالفعل معاویہ کو چھیڑنا مصلحت نہیں ہے ابھی ان کو شام کی حکومت پر رہنے دیجئے اور جب آپ کی خلافت کو استحکام ہو جائے اس وقت معاویہ کو معزول کر دینا سہل ہوگا۔ مگر آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جب میں معاویہ کو حکومت کے لائق نہیں سمجھتا تو اس کو

یَا مُحَمَّدُ اَتُرَانِی حَامِلًا اِلٰی قَوْمِی کِتَابًا کَصَحِیْفَۃِ الْمُتَلَمِّسِ۔ (آں حضرتؐ نے عیینہ بن حصن کو ایک خط لکھ کر دیا، جب انھوں نے اس کو لیا تو کہنے لگے، اے محمد کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اپنی قوم کے پاس متلمس شاعر کی طرح خط لیجاؤں گا؟ (متلمس عرب کا ایک مشہور شاعر تھا اس کا نام عبدالمسیح بن جریر تھا، وہ اور طرفہ شاعر دونوں مل کر عمرو بن ہند بادشاہ کے پاس آئے، عمرو بن ہند کسی بات پر ان سے ناراض ہوا اور دونوں کو دو خط، بحرین کے صوبہ دار کے نام لکھ کر دیئے، ان خطوں میں یہ لکھ دیا کہ جب یہ وہاں پہنچیں تو ان کو قتل کر دینا مگر ان سے یہ کہا کہ میں نے ایک معقول انعام تم کو دینے کے لئے لکھا ہے۔ خیر یہ دونوں شاعر خطوط کو لے کر چلے جب حیرہ سے آگے بڑھے تو متلمس نے اپنا خط ایک لڑکے کو دیا، اس نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ "فوراً اس کو مار ڈالنا"، متلمس نے وہ خط پانی میں ڈال دیا اور ملک شام کو چل دیا اور طرفہ سے کہنے لگا تو بھی ایسا ہی کر تیرے خط میں بھی یہی لکھا ہوگا، لیکن طرفہ کی موت آگئی تھی۔ اس نے متلمس کا کہنا نہیں سنا اور خط لے کر بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا۔ اس نے خط دیکھتے ہی عمرو بن ہند کے حکم کی تعمیل کی اور طرفہ کو قتل کر دیا۔ اس روز سے یہ ایک مثل ہوگئی)۔

لَا تَسْاَلُ الْمَرْاَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا۔ کوئی عورت اپنے شوہر سے یہ نہ چاہے کہ اس کی بہن (یعنی سوکن) کو طلاق دیدے اس غرض سے اس کا پیالہ بھی خالی کرے (جو کچھ اس کو ملتا تھا وہ بھی خود لے لے)۔

صَحْفَۃٌ۔ بڑا پیالہ (اس کی جمع صِحَافٌ ہے)۔

طَوَوُا الصُّحُفَ۔ بہیوں کو لپیٹ دیتے ہیں (یعنی ان بہیوں کو جن میں جمعہ کے لئے آنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور یہ فرشتے کرام کاتبین کے علاوہ ہیں۔)

اِلَّا کِتَابُ اللہِ وَھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃُ (حضرت علیؓ نے فرمایا) میرے پاس اور کچھ نہیں ہے بجز اللہ کی کتاب (قرآن) کے، اور اس ورق کے (جس میں زکوٰۃ، دیت وغیرہ کے مسائل تھے)۔

جَعَلْتُ قُلُوْبَ اُمَّتِکَ مَصَاحِفَھَا۔ میں نے تیری امت کے دلوں کو اپنی کتاب کا حافظ بنا دیا (یہ سابقہ آسمانی کتب میں اللہ تعالیٰ نے آں حضرتؐ کی امت کا امتیاز بتلایا تھا۔ ایسا ہی ہوا کہ بحمداللہ آپؐ کی امت میں ہزاروں لاکھوں آدمی قرآن کے حافظ ہیں۔ یہ فضیلت کسی اور امت کو نہیں ملی۔ نہ یہود میں کوئی توراۃ شریف کا حافظ ہے نہ نصاریٰ میں کوئی انجیل کا حالانکہ انجیل ایک مختصر کتاب ہے مگر نصاریٰ میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کو انجیل بر زبان یاد ہو)۔

کَاَنَّہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ۔ آپؐ کا چہرۂ مبارک ایسا نورانی اور مصفّا تھا گویا مصحف (کلام اللہ) کا ایک ورق ہے۔

اَنْزَلَ مِنْھَا عَلٰی اٰدَمَ عَشْرَ صُحُفٍ۔ (اللہ تعالےٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں) اُن میں سے دس کتابیں حضرت آدمؑ پر اُتاریں (اور پچاس حضرت شیثؑ پر اور تیس اخنوخ یعنی ادریسؑ پر اور دس حضرت ابراہیمؑ پر اور توراۃ حضرت موسیٰؑ پر، زبور حضرت داؤدؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن حکیم حضرت محمد صلعم پر)۔

رَاَیْتُ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَغْسِلُ حَنْظَلَۃَ بِمَاءِ الْمُزْنِ فِیْ صِحَافٍ مِّنْ فِضَّۃٍ۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا وہ حنظلہ کو (جو جنابت کی حالت میں شہید ہوئے تھے) بارش کے پانی سے چاندی کے طشتوں میں نہلا رہے ہیں۔

صَحِیْفَۃُ فَاطِمَۃَ۔ حضرت فاطمہ کی کتاب (کہتے ہیں اس کا طول ستر ہاتھ کا تھا، اس میں سب باتیں لکھی تھیں، یہاں تک کہ کھال چھل جانے کی بھی دیت کا بیان تھا)۔

مُصْحَفُ فَاطِمَۃَ۔ حضرت فاطمہؓ کا مصحف (کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ آں حضرتؐ کی وفات کے بعد صرف ۷۵ دن زندہ رہیں، ان دنوں میں اپنے والد ماجد کی مفارقت سے سخت ملول رہتی تھیں، اس حالت میں حضرت جبرئیلؑ ان کے پاس آیا کرتے، ان کو تسلّی دیتے، ان کا دل خوش کرتے، اور

آں حضرتؐ کا حال اور آپ کا مقام ان سے بیان کرتے اور اُن کی اولاد کا حال جو اُن کے بعد ہونے والا تھا وہ بھی بیان کرتے۔ حضرت علی رضؓ ان باتوں کو لکھتے جاتے۔ یہی مصحفِ فاطمہ ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مصحفِ فاطمہ تمھارے اس قرآن سے تین گنا تھا اور تمھارے قرآن کا اس میں ایک حرف نہ تھا۔ اس میں حلال و حرام کا بیان تھا، اس میں صرف آئندہ ہونے والی باتیں مذکور تھیں)۔

صُحُفِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى۔ (امام ابوعبداللہ نے فرمایا صُحُفِ اِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى سے ارواحِ انسانی مراد ہیں)۔

صَحَلٌ۔ آواز بھاری ہونا، سینہ بند ہونا۔

وَفِي صَوْتِهِ صَحَلٌ۔ آپ کی آواز بھاری تھی (جیسے کسی کے سینے میں بلغم اَڑا ہو تو صاف آواز نہیں نکلتی)۔

فَاِذَا اَنَا بِهَاتِفٍ يَصْرُخُ بِصَوْتٍ صَحِلٍ۔ میں نے ایک پکارنے والے کو سُنا جو بھاری آواز سے پکار رہا تھا۔

وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّلْبِيَةِ حَتّٰى يَصْحَلَ۔ وہ لبیک پکار کر کہتے یہاں تک کہ آواز بھاری ہو جاتی۔

فَكُنْتُ اُنَادِي حَتّٰى صَحِلَ صَوْتِي۔ میں پکارتا رہا یہاں تک کہ میری آواز پڑ گئی۔

صُحْمَةٌ۔ سیاہی زردی ملی ہوئی یا تیرگی اور سیاہی۔

اَصْحَمُ۔ تیرہ سیاہ۔

اِصْطِحَامٌ۔ سیدھا کھڑا ہونا۔

اِصْحِيمَامٌ۔ گہرا سبز ہونا یا سیاہی میں زردی ملی ہوئی۔

حِمَارٌ اَصْحَمُ اور اَتَانٌ صَحْمَاءُ۔ کالا گدھا اور کالی گدھی۔

صَحْنٌ۔ مارنا، اصلاح کرنا، آنگن، بڑا پیالہ یا چھوٹا پیالہ۔

هَلْ يَاْكُلُ الْمُسْلِمُونَ الصِّحْنَاةَ۔ (امام حسن بصری سے کسی نے پوچھا صِحناة کھانا کیسا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ) بھلا مسلمان کہیں صحناة کھاتے ہیں۔

صِحْنَاةٌ۔ ایک سالن ہے جو چھوٹی چھوٹی نمک لگی ہوئی مچھلیوں سے بنایا جاتا ہے۔

صَحْنٌ۔ طشت کو بھی کہتے ہیں۔

صَحْوٌ یا صُحُوٌّ۔ ابر ہٹ جانا، نشہ دُور ہو جانا (اس کا مقابل لفظ سُكْرٌ ہے، یعنی مست ہونا، بچپن چھوڑ دینا)۔

صَحِيَتِ السَّمَاءُ۔ آسمان صاف کھلا ہوا ہے، ابر نہیں ہے۔

اِصْحَاءٌ۔ صاف، کھلا ہونا۔

اَلسَّمَاءُ مُصْحِيَةٌ۔ آسمان کھلا ہے، ابر نہیں ہے۔

صَحْوٌ۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حالتِ بیداری اور ہوشیاری کو کہتے ہیں۔ اس کی ضد سُکر و مستی ہے۔

بابُ الصّاد مع الخاء

صَخَبٌ۔ چلّانا، شور کرنا۔

تَصَاخُبٌ۔ چلّانا۔ مار دھاڑ کرنا۔

فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ عَبْدِي لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيظٍ وَّلَا صَخُوبٍ فِي الْاَسْوَاقِ ایک روایت میں وَلَا صَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ ہے (کعب احبار نے کہا، توراۃ شریف میں حضرت محمدؐ کی یہ صفت مذکور ہے) محمدؐ میرا بندہ ہے اکھڑ اور سخت مزاج نہیں ہے، نہ بازاروں میں چلّانے والا اور شور کرنے والا۔

لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔ وہاں نہ شور و غل ہے نہ تکلیف اور تکان ہے۔

صَخِبٌ۔ شور کرنے والا۔

فَصَخِبْتُ۔ میں نے شور مچایا۔

قِلَّةُ الصَّخَبِ۔ شور نہ ہونا (شور کرنا غل مچانا منع ہے خاص کر مسجدوں میں یا بیمار کے پاس)۔

وَلَا يَصْخَبُ۔ شور نہ مچائے۔

وَهِيَ تَصْخَبُ وَتَذْمُرُ عَلَيْهِ۔ (اُمِّ ایمن) چلّاتی ہوئی غصہ کرتی ہوئی آئیں۔

صُخُبٌ بِالنَّهَارِ۔ (منافق لوگ) دن کو چلّاتے پھرتے ہیں (رات کو مُردوں کی طرح سو جاتے ہیں)۔

اِمْرَأَةٌ صَخَّابَةٌ۔ چلّانے والی شور کرنے والی عورت

صَخٌّ۔ مارنا، زور کی آواز سے کان بہرے کرنا، آواز دینا۔

صَاخَّةٌ۔ زور کی چیخ جس سے کان بہرے ہو جائیں۔ (اسی لئے قیامت کو صَاخَّة کہتے ہیں)

فَخَافَ النَّاسُ اَنْ تُصِيْبَهُمْ صَاخَّةٌ مِّنَ السَّمَاءِ۔ لوگ ڈرے کہ کہیں آسمان سے ایک ایسی آواز نہ آئے جو ان کے کان بہرے کر دے۔

صَخْدٌ۔ جلا دینا، لگ جانا، چیخنا۔

صُخُوْدٌ۔ کان لگا کر سننا۔

صَخَدٌ۔ بہت زیادہ گرم ہونا۔

اِصْخَادٌ۔ گرم موسم میں آنا۔

اِصْطِخَادٌ۔ دھوپ میں سیدھا کھڑا ہونا (چنانچہ کعب بن زہیر کا قول ہے:

يَوْمًا يَظَلُّ بِهِ الْحِرْبَاءُ مُصْطَخِدًا۔ ایسے (گرم) دن میں جب گرگٹ اس میں سیدھا کھڑا رہتا ہے۔) (مُصْطَخِمٌ کے بھی یہی معنی ہیں)۔

وَاحِدٌ فَاخِدٌ صَاخِدٌ۔ اکیلا، منفرد، تنہا (یعنی جو اہل و عیال نہ رکھتا ہو)۔

ذَوَاتُ الشَّنَاخِيْبِ الصُّمِّ مِنْ صَيَاخِيْدِهَا بڑے بڑے اونچی چوٹی والے پہاڑ ان کے سخت پتھروں میں سے (یہ جمع ہے صَيْخُوْدٌ کی بمعنی سخت چٹان)۔

صَخْرٌ یا صَخَرٌ۔ بڑا پتھر سخت (جیسے صَخْرَةٌ ہے۔ اس کی جمع صُخُوْرٌ اور صَخَرَاتٌ ہے)۔

مَكَانٌ صَخِرٌ یا مُصْخِرٌ۔ جس جگہ بڑے بڑے پتھر ہوں۔

صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ۔ ابو سفیان کا نام ہے۔

صَخْرُ بْنُ عَمْرٍو خنسا۔ کا بھائی تھا اس کو زہر آلود تیر لگا، اس کے صدمہ سے مر گیا، خنسا۔ اس کی قبر پر روتے روتے مر گئی۔

اَنَا صَخْرَةُ الْوَادِيْ اِذَا مَا زُوْحِمْتُ وَاِذَا نَطَقْتُ فَاِنِّيْ الْجَوْزَاءُ (یہ متنبی شاعر کا شعر ہے) یعنی جب کوئی میرا مقابلہ کرے تو میں میدان کے پتھر کی طرح ہوں (جو اپنی جگہ سے نہیں سرکتا) اور جب میں کمر باندھوں تو جوزا کی طرح ہوں (جو ایک مشہور برج ہے)۔

اَلصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ۔ صخرہ (بیت المقدس کا پتھر) بہشت سے آیا ہے۔

صَخْفٌ۔ پھاوڑے سے کھودنا۔

مِصْخَفَةٌ۔ پھاوڑہ۔

صَخْمٌ۔ جلا دینا۔

اِصْطِخَامٌ۔ سیدھا کھڑا ہونا۔

صَخًا۔ میلا ہونا۔

صَخَاةٌ۔ میل کچیل۔

بَابُ الصَّادِ مَعَ الدَّال

صَدْءٌ۔ جلا کرنا، صاف کرنا۔

صَدَءٌ۔ زنگ آلود ہونا (جیسے صَدَاءَةٌ ہے)۔

صَدِيٌّ۔ عار، شرم اور عیب۔

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ كَمَا يَصْدَاُ الْحَدِيْدُ آدمیوں کے دل (گناہوں کی وجہ سے) زنگ آلود ہوتے ہیں، جیسے لوہا زنگ آلود ہوتا ہے۔

اِنَّهٗ سَاَلَ الْاُسْقُفَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ فَحَدَّثَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى نَعْتِ الرَّابِعِ مِنْهُمْ فَقَالَ صَدَاءٌ مِنْ حَدِيْدٍ ایک روایت میں صَدَعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ ہے حضرت عمرؓ نے اہل کتاب کے ایک عالم سے آں حضرتؐ کے خلفاء کا حال پوچھا (جو اگلی آسمانی کتابوں میں مذکور ہے) اس نے بیان کیا جب چوتھے خلیفہ (کے ذکر) پر پہنچا تو کہنے لگا وہ لوہے کا میل ہے (مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ ہتھیار بند اور لڑتا رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت علیؓ کی خلافت ساری لڑائیوں میں گزری، کہیں باغیوں سے لڑے کہیں خارجیوں سے)۔

(ایک روایت میں :
صَدَأً مِنْ حَدِیْدٍ (بغیر ہمزہ کے ہے یعنی) ہلکے پھلکے لوہے کی طرح، بڑے جنگی اور لڑنے والے بہادر)۔
یَصْدَأُ الْقَلْبُ فَإِذَا ذَكَرْتَهٗ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنْجَلٰی۔ دل پر زنگ چڑھ جاتا ہے، جب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر کرو تو صاف ہو جاتا ہے۔
صَدْحٌ۔ آواز سے گانا، آواز کرنا۔
صَدَحٌ۔ جھنڈا، نشان، خالی مکان، چھوٹا ٹیلا پتھر کا کالا سیاہ۔
اَصْدَحُ۔ شیر۔
صَیْدَحٌ۔ بہت ہنہنانے والا گھوڑا۔
صَدٌّ۔ روکنا، منہ پھیر لینا، پہاڑ یا وادی کا کنارہ (اس کی جمع صُدُوْدٌ ہے)۔
صُدُوْدٌ۔ اعراض کرنا، منہ پھیر لینا، مائل ہونا، سائل کا سوال نامنظور کرنا۔
صَدِیْدٌ۔ دِق ہونا
اِصْدَادٌ۔ پیپ آلود ہونا۔
صَدِیْدٌ۔ پیپ اور ریم کو بھی کہتے ہیں۔
تَصَدُّدٌ۔ معترض ہونا۔
صَدَدٌ۔ قصد، عزم، سامنے، مقابل، نزدیک ہونا۔
یُسْقٰی مِنْ صَدِیْدِ اَهْلِ النَّارِ۔ دوزخیوں کی پیپ اس کو پلائی جائے گی۔
اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلِ وَالصَّدِیْدِ۔ کفن تو پیپ اور خون کے لئے ہے (اس لئے نئے کپڑے کسی زندہ شخص کو پہننے کے لئے دو، مجھ کو پرانے ہی کپڑوں میں کفن دیدو (یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال کے وقت فرمایا)، (اصل میں مُہْلٌ تیل کی تلچھٹ کو کہتے ہیں یا پگھلے ہوئے سیسہ کو یا پگھلے ہوئے تانبے کو۔ یہاں مراد وہ پیپ اور خون ہے جو مردے کے جسم سے بہتا ہے)۔
فَلَا یَصُدَّنَّكُمْ ذٰلِكَ۔ یہ تم کو روک نہ دے باز نہ رکھے برگشتہ نہ کر دے (اہل عرب کہتے ہیں :
صَدَّهٗ اَصَدَّهٗ صَدَّ عَنْهُ۔ اس کو روکا باز رکھا)۔
صَدٌّ کے معنی ہجران اور مفارقت کے بھی آئے ہیں۔
یَصُدُّ هٰذَا وَیَصُدُّ هٰذَا۔ یہ ادھر منہ پھیرلے وہ اُدھر منہ پھیرلے (ایک دوسرے سے رخ نہ ملائیں)۔
صُدَّهٗ۔ اپنی جانب۔
فَاَلْقُوْهُ بَیْنَ صُدَّیْنِ یا صَدَّیْنِ۔ اس کو نالے کے دونوں کناروں میں ڈال دو۔
اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصُدُّوْنَ۔ ناگاہ تیری قوم کے لوگ منہ پھیر لیتے ہیں (اعراض کرتے ہیں)، (ایک قرأت میں :
یَصِدُّوْنَ ہے بکسرۂ صاد) یعنی چیختے ہیں، چلّاتے ہیں اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ پیغمبر صاحب ہار گئے الزام پا گئے۔ حضرت سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ اپنے اصحابؓ کے ساتھ بیٹھے تھے، اتنے میں آپؐ نے فرمایا، اب تمہارے پاس وہ شخص آنے والا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کا شبیہہ ہے یہ سنکر بعض حضرات جو بیٹھے تھے اُٹھ کر چلے گئے، اس خیال سے کہ جب آئیں تو حضرت عیسیٰؑ کے ہم شبیہ نہیں۔ کہ اسی دوران میں حضرت علی رضؓ تشریف لائے تو ایک شخص کہنے لگا محمد صلعم یہاں تک راضی نہ ہوئے کہ علی رضؓ کو ہم پر فضیلت دی اور ان کو حضرت عیسیٰؑ کا ہم شبیہہ بنایا۔ اس وقت یہ آیت اتری کہ " ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومك منه یضجون " لیکن لوگوں نے یضجون کو بدل کر یصدون کر دیا۔ کذا فی مجمع البحرین۔
اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ مجمع البحرین میں ہے کہ یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں اُتری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے اور اہل بیت کے حقوق غصب کئے اور حضرت علی رضؓ کو خلیفہ بننے سے روکا اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال سب حبط کر دیئے۔ یعنی جو اعمال انھوں نے آں حضرت کے ساتھ کئے تھے جہاد اور دین کی امداد وغیرہ۔ امام محمد باقر سے مروی ہے کہ جب آں حضرتؐ کی

وفات ہوگئی تو لوگ مسجدِ نبوی میں جمع تھے، حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی،
اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ
ابنِ عباس نے کہا، ابو الحسن تم نے یہ آیت کیوں پڑھی؟ حضرت علی
نے فرمایا میں نے قرآن میں سے کچھ پڑھا۔ ابنِ عباسؓ نے کہا نہیں
آپ نے کسی مطلب سے اِس آیت کو پڑھا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے
کہا بے شک اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ کیا تم آں حضرتؐ پر اس بات کی گواہی
دوگے کہ آپؐ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو خلیفہ مقرر کیا؟ انھوں نے کہا نہیں
میں نے تو آں حضرتؐ سے یہی سُنا ہے کہ آپؐ نے تم کو اپنا وصی بنایا
(یعنی خلافت کے بارے میں تمہارے لئے وصیت کی) حضرت علیؓ
نے کہا پھر تم نے مجھ سے بیعت کیوں نہ کی۔ ابنِ عباسؓ نے کہا چونکہ
سب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر اتفاق کر لیا اِس لئے
میں نے بھی اُنہی سے بیعت کر لی۔ یہ جواب سُن کر حضرت علی رضؓ نے
کہا، ہاں گوسالہ پرستوں نے بھی گوسالہ پر اجماع کر لیا
تھا۔ پھر تم گمراہ ہوگئے۔ انتہی ما فی مجمع البحرین)۔
مترجم کہتا ہے یہ روایت بالکل غلط ہے۔ الّذین کفروا وصدّوا
عن سبیل اللہ الآیۃ، ان کافروں کے حق میں اُتری ہے جنھوں نے
مسلمانوں کو مکہ سے نکالا اور آں حضرتؐ سے لڑے اور دوسرے
لوگوں کو اسلام لانے سے روکتے رہے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے
میں فرماتا ہے کہ، ہم نے ان کے اعمالِ خیر مثلاً صدقات اور خیرات
اور بیت اللہ کی خدمت کرنا یہ سب بے کار کر دیئے کیونکہ،
ایمان کے بغیر کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔ اور معاذ اللہ کہ
حضرت علیؓ نے مسلمانوں کو گوسالہ پرستوں سے تشبیہ دی ہو یہ
کسی کا افترا اور بہتان ہے۔ حضرت علی رضؓ نے تو بخوشی اور
رغبت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے بیعت کی اور ہر صلاح و
مشورہ میں شریک رہ کر ہمیشہ دین کی مدد کرتے رہے۔ حضراتِ شیعہ
کو ایسی بے حقیقت روایتیں اپنی کتاب میں درج کرنے سے پرہیز
کرنا چاہیئے۔ بھلا اگر یہ آیت ان صحابۂ کرام کے باب میں اُترتی تو
اس میں صیغہ استقبال کا ہوتا نہ کہ ماضی کا کیونکہ آں حضرتؐ کے زمانہ
میں جب یہ آیت نازل ہوئی یہ سب صحابہ رضؓ ایمان پر قائم برابر دین
کی مدد کرتے رہے، خود اس روایت میں بھی یہ بات مسلّم مانی گئی
ہے، پھر اُن ہی کے باب میں یہ آیت کیونکر اُتر سکتی ہے۔ خود
حضرت علی رضؓ نے معاویہؓ کو ایک خط میں لکھا ہے کہ مجھ سے ان
مہاجرین اور انصار نے بیعت کی ہے جنھوں نے ابوبکر رضؓ اور
عمر رضؓ سے بیعت کی تھی اور جس پر ان لوگوں کا اتفاق ہو جائے
وہی امام برحق ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے، کذا فی
نہج البلاغۃ)۔

اَلْمَصْدُوْدُ تَحِلُّ لَہُ النِّسَاءُ وَالْمَحْصُوْرُ لَا تَحِلُّ
لَہُ النِّسَاءُ۔ جو شخص زبردستی حج کرنے سے روکا جائے اس کو
(کافر روک دیں تو اس کے لئے) عورتیں مباح ہیں اور جو شخص
بیماری وغیرہ کے سبب رُک جائے، اس کے لئے عورتیں درست
نہیں ہیں (جب تک مکہ میں ہدی نہ بھیجے اور وہ وہاں ذبح کی
جائے)۔

لَا اٰمَنُ اَنْ تُصَدَّ۔ مجھ کو اس بات کا اطمینان نہیں
کہ تم مکہ سے نہ روکے جاؤ گے (یعنی اس بات کا ڈر ہے کہ لوگ
تم کو مکہ میں نہ جانے دیں گے)۔

صَدْرٌ۔ لوٹنا، رُجوع کرنا، لوٹانا۔

صُدُوْرٌ۔ حادث ہونا، نکلنا، ظاہر ہونا، سینہ پر مارنا۔

تَصْدِیْرٌ اور اِصْدَارٌ۔ لوٹانا۔

تَصْدِیْرٌ۔ دیباچہ بنانا، آگے کرنا، اعلیٰ مقام پر بٹھانا۔

مُصَادَرَۃٌ۔ مطالبہ کرنا، جرمانہ کرنا۔

تَصَدُّرٌ۔ صدر مقام میں بیٹھنا۔

صَدَرٌ۔ اسم مصدر بمعنی رجوع (اسی سے طَوَافُ
الصَّدَرِ یعنی وہ طواف جو مکہ سے لوٹتے وقت کیا جاتا ہے جس کو
طَوَافُ الْوَدَاعِ بھی کہتے ہیں)۔

یَھْلِکُوْنَ مَھْلِکًا وَّاحِدًا وَّیَصْدُرُوْنَ مَصَادِرَ
شَتّٰی (دنیا میں تو سب ایک ہی طرح زمین میں دھنس کر
ہلاک ہوں گے لیکن آخرت میں طرح بہ طرح لوٹیں گے (کوئی

دوزخ میں جائے گا کوئی بہشت میں)۔

لِلْمُهَاجِرِ اِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ۔ جو شخص مکہ سے ہجرت کر چکا ہے وہ طوافِ صدر کے بعد تین روز تک مکہ میں رہ سکتا ہے (اس سے زیادہ نہ رہے) (یہ حکم اُن صحابہ رضؓ کے لئے تھا جنھوں نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تھی)۔

كَانَ لَهُ رَكْوَةٌ تُسَمّٰى الصَّادِرَ۔ آپؐ کا ایک ڈول چمڑہ کا تھا جس کو صادر کہتے تھے (کیونکہ پیاسا شخص اس سے سیراب ہو کر لوٹتا تھا)۔

فَاَصْدَرَتْنَا رِكَابُنَا۔ ہمارے اونٹوں نے ہم کو سیراب کر کے لوٹایا (پانی کے لئے ہم کو وہاں ٹھہرنے کی احتیاج نہیں ہوئی)۔

اَصْدَرَتْنَا مَاشِيَتُنَا۔ ہم کو ہمارے جانوروں نے سیراب کر کے لوٹایا (ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنوئیں کے پانی میں برکت ہوئی۔ دوسری حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ ڈول کے پانی میں برکت ہوئی۔ دونوں میں منافاۃ نہیں ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ دونوں میں برکت ہوئی ہو)۔

لَابُدَّ لِلْمَصْدُوْرِ مِنْ اَنْ يَّسْعُلَ۔ جس کے سینہ میں بیماری ہو اُس کے لئے بغیر کھانسے چارہ نہیں ہے۔ (یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہا جب ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم کب تک شعر کہتے رہو گے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے سینہ کی بیماری میں کھانسی آنا ضرور ہے آدمی اس کو روک نہیں سکتا، اسی طرح شاعر بھی شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اس کی طبیعت نہیں رُکتی)۔

وَيَسْتَطِيْعُ الْمَصْدُوْرُ اَنْ لَّا يَنْفُثَ۔ جس کے سینہ میں بیماری ہو اس کو تھوکنا ضرور ہے (یہ زہری کا کلام ہے جب کسی نے ان سے کہا کہ عبیداللہ اشعار کہا کرتے ہیں شعر کو تھوک سے تشبیہ دی، کیونکہ دونوں آدمی کے مُنہ سے نکلتے ہیں)۔

قِيْلَ لَهُ رَجُلٌ مَصْدُوْرٌ يَنْهَزُ قَيْحًا اَحْدَثَ هُوَ قَالَ لَا۔ عطار سے کسی نے پوچھا، اگر کسی شخص کو سینہ کی بیماری ہو اور مُنہ سے پیپ اور خون نکلے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ انھوں نے کہا نہیں (بلکہ وضو اس سے ٹوٹتا ہے جو قبل یا دُبر سے نکلے)۔

وَعَلَيْهَا خِمَارٌ مُمَزَّقٌ وَّصِدَارٌ شَعْرٍ۔ حضرت عائشہؓ (کے جسم) پر ایک پھٹا ہوا سربندھن اور ایک چھوٹا سا کُرتا تھا۔

صِدَارٌ چھوٹی قمیص (اسی سے صَدْرِيَّةٌ جو صرف سینہ پر رکھتی ہے) (بعض نے کہا صِدَارٌ ایک ایسا کپڑا ہے جس کا سِرا مقنعہ کی طرح ہوتا ہے اور اس کا نیچے کا حصہ سینہ اور مونڈھوں کو چھپاتا ہے)۔

میں کہتا ہوں کہ صِدَار کُرتی کو کہتے ہیں جو عورتیں پہنا کرتی ہیں۔ جنوبی ہند کے لوگ اس کو کرتی کہتے ہیں۔

اُتِيَ بِاَسِيْرٍ مُصَدَّرٍ۔ ایک قیدی لایا گیا جس کا سینہ بڑا تھا۔

يَضْرِبُ اَصْدَرَيْهِ۔ اپنے مونڈھوں پر مارتا تھا (ایک روایت میں اَسْدَرَيْهِ ہے۔ ایک میں اَزْدَرَيْهِ ہے ان کا ذکر اوپر ہو چکا۔)

يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَاْيِهٖ۔ لوگ آں حضرت صلعم کا ارشاد سُن کر لوٹ جاتے تھے (آپؐ کے ارشاد پر عمل کرتے اور ان کو اطمینانِ قلب حاصل ہو جاتا)۔

وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ۔ اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔

فَاِنْ فَاتَهٗ ذٰلِكَ وَكَانَ لَهٗ مُقَامٌ بَعْدَ الصَّدَرِ صَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ بِمَكَّةَ (جو شخص متمتع ہو اور اس کو ہدی کا مقدور نہ ہو تو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب رکھے کہ لوٹ کر اپنے گھر والوں میں آئے) اگر کسی شخص کو اس کا موقع نہ ملا اور طوافِ صدر کے بعد مکہ میں رہنا ہو گیا تو تین روزے وہیں رکھ لے۔

اَلْمُكَاتَبُ يَعْتِقُ مِنْهُ مَا اَدّٰى صَدْرًا فَاِذَا اَدّٰى

صَدَرًا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّرُدُّوْهُ فِي الرِّقِّ۔ مکاتب اگر بدل کتابت میں سے ایک حصہ ادا کرے تو اُتنا حصہ اس کا آزاد ہو جائے گا اور اس کے مالک پھر اس کو غلام نہیں بنا سکتے۔

صَدَرَ النَّاسُ عَنْ حَجِّهِمْ۔ لوگ حج کرکے لوٹے۔

اَلنَّاسُ يَصْدُرُوْنَ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَصْنَافٍ۔ لوگ حج کرکے تین قسم ہو کر لوٹتے ہیں۔

صَدَرَ النَّاسُ مِنَ الْمَوْقِفِ۔ لوگ وقوف کے مقام (یعنی عرفات یا مزدلفہ) سے لوٹے۔

لَا تَصْدُرُ الْحَوَائِجُ اِلَّا مِنْهُ۔ ہر حاجت پروردگار ہی پوری کرتا ہے (اس کے سوا کوئی حاجت بر لانے والا نہیں ہے)۔

صَدْرُ الصُّدُوْرِ۔ بڑا اعلیٰ عہدے والا۔

صَدَارَةٌ۔ وزارت۔

صَدْرِ اَعْظَمْ۔ وزیر اعظم (پرائم منسٹر)

مُصَادَرَةٌ عَلَى الْمَطْلُوْبِ یہ ہے کہ دعویٰ یا اس کا ایک جز یا موقوف علیہ دلیل کا ایک جز ہو، یہ ایک طرح کا مغالطہ ہے۔

صَدْعٌ۔ پھاڑنا، چیرنا، جدا کرنا، بیان کرنا، ظاہر کرنا، صاف صاف کہہ دینا۔

صُدُوْعٌ۔ مائل ہونا، پھیر دینا، باز رکھنا۔

صُدَاعٌ۔ دردِ سر۔

تَصْدِيْعٌ۔ تکلیف دینا، سر میں درد کر دینا۔

تَصَدُّعٌ۔ متفرق ہونا۔

اِنْصِدَاعٌ۔ پھٹ جانا۔

فَتَصَدَّعَ السَّحَابُ صِدْعًا۔ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پھٹ گیا۔

صَدَعْتُ الرِّدَاءَ صَدْعًا۔ میں نے چادر کو پھاڑ

صَدْعُ الزُّجَاجَةِ۔ شیشہ کی ٹوٹن۔

فَاَعْطَانِیْ قُبْطِيَّةً وَّقَالَ اَصْدَعْهَا صِدْعَيْنِ مجھ کو قبطی[۱] کا ایک کپڑا دیا، فرمایا اس کو پھاڑ کر آدھوں آدھ دو کر لے۔

فَصَدَعْتُ مِنْهُ صِدْعَةً۔ انھوں نے اس میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ لیا (اس کا سربند بنایا)۔

قِدِ الصَّدَعَ فَسَلْسِلْهُ۔ وہ ٹوٹ گیا تھا اس کو زنجیر سے باندھ دیا۔

اِنَّ الْمُصَدِّقَ يَجْعَلُ الْغَنَمَ صِدْعَيْنِ ثُمَّ يَأْخُذُ مِنْهُمَا الصَّدَقَةَ۔ زکوٰۃ لینے والا بکریوں کے آدھوں آدھ دو حصے کر دے، پھر ہر ایک حصہ کی زکوٰۃ لے۔

بَعْدَ مَا تَصَدَّعَ الْقَوْمُ كَذَا وَكَذَا۔ جب لوگ متفرق ہو کر ادھر اُدھر چل دیئے۔

اَلنِّسَاءُ اَرْبَعٌ مِنْهُنَّ صَدَعٌ تُفَرِّقُ وَلَا تَجْمَعُ۔ عورتیں چار طرح کی ہیں، ان میں سے ایک وہ ہے جو بانٹ دیتی ہے جوڑتی نہیں (جو کچھ آئے وہ اُڑا دیتی ہے)۔

صَدَعٌ مِنْ حَدِيْدٍ۔ لوہے کا ایک ٹکڑا ہیں (یعنی بڑے لڑنے والے، جنگی (مراد حضرت علی رضہ ہیں) (بعض نے کہا صَدَعٌ بکرے کو بھی کہتے ہیں یعنی نر بز کو وہ نہایت چالاک اور مستعد اور ہلکا پھلکا، سخت اور زور دار ہوتا ہے۔

فَاِذَا صَدَعٌ مِّنَ الرِّجَالِ۔ ایک مرد کو دیکھا جو دو مردوں کے درمیان تھا (بعض نے اس طرح ترجمہ کیا ہے، مردوں کی ایک جماعت کو دیکھا)۔

ایک روایت میں صَدْعٌ بہ سکونِ دال ہے۔ یعنی ایک جوان معتدل القامت کو دیکھا۔

حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا۔ (ہم دونوں اتنے دنوں تک مل جلے رہے کہ) لوگ کہنے لگے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

فَاِذَا فَرَقْتُ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ صَدَعْتُ فَرْقَهُ۔ جب میں آں حضرتؐ کے بالوں میں مانگ نکالتی تو چندیا پر سے بالوں کے دو حصے کر دیتی (ایک داہنی

[۱] مصر والے (یہ کپڑا مصریوں نے بنایا ہوگا اس وجہ سے قبطی کہا) ۱۲

طرف ایک بائیں طرف۔

یَصْدَعُ بِالْحَقِّ۔ حق بات کو کھول کر کہہ دیتے ہیں۔

صَدْعٌ۔ متوسط القامت آدمی یا ہلکا پھلکا کم گوشت۔

كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَىٰ مَلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ فِيْ كَتِفٍ۔ گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں (عرب لوگ کاغذ کی قلت کی وجہ سے ہڈیوں پر بھی لکھا کرتے تھے)۔

اَوَتَرَیٰ اَحَدًا اَصْدَعَ بِالْحَقِّ مِنْ زُرَادَةَ۔ زرارہ سے بھی زیادہ تم نے کوئی حق بات صاف صاف کہنے والا دیکھا۔

صَدِيْعٌ۔ صبح صادق۔

صَدْغٌ۔ مونڈھے سے مونڈھا برابر کرکے چلنا، مار ڈالنا، پھیر دینا۔

صَدَاغَةٌ۔ ضعف اور ناتوانی۔

مُصَادَغَةٌ۔ مزاحمت کرنا، معارضہ کرنا۔

صُدْغٌ۔ وہ مقام جو آنکھ اور کان کے درمیان ہے یعنی کنپٹی۔

مَاشَانُ هٰذَا الصَّدِيْغِ الَّذِيْ لَا يَحْتَرِفُ وَلَا يَنْفَعُ نَجْعَلُ نَصِيْبًا فِي الْمِيْرَاثِ۔ (قتادہؒ کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ بچہ کو ترکہ نہیں دلاتے تھے اور کہتے تھے، بھلا یہ کمزور اور ناتوان کس کام کا نہ کچھ کماتا ہے نہ فائدہ پہنچاتا ہے، اس کا حصہ ہم ترکہ اور میراث میں کیوں رکھیں۔ اسی ایام جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو بھی ترکہ سے محروم رکھتے تھے، حالانکہ اگر غور کرو تو عقل کا فیصلہ تو یہی ہے کہ ناتوان بچہ اور لڑکی کو ترکہ میں سے زیادہ حصہ ملنا چاہیے کیونکہ جوان لڑکے تو کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں، ان کا حق تو مورث نے ادا کر دیا۔ اور بچہ اور دختر کمانے کے لائق نہیں ہیں لہٰذا ان کو ضرور ترکہ ملنا چاہیے) (عرب لوگ کہتے ہیں:

مَا يَصْدَغُ نَمْلَةً مِنْ ضَعْفِهِ۔ اتنا کم طاقت ہے کہ چیونٹی کو بھی نہیں مار سکتا)۔

(بعض نے کہا:

صَدِيْغٌ اس کو کہتے ہیں جو بچہ صرف سات دن کا ہو، کیونکہ ان دنوں میں اس کی کنپٹی یعنی صُدْغ مضبوط ہوتی ہے)

اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ۔ کچھ تھوڑی سی سپیدی آپؐ کی کنپٹیوں میں تھی (باقی تمام ڈاڑھی آپ کی سیاہ تھی) (ایک روایت میں ہے کہ لب اور ٹھوڑی کے درمیان میں عنفقہ میں آپؐ کے کچھ سپیدی تھی۔ اس حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپؐ نے زرد خضاب کیا لیکن اکثر اوقات اس کو ترک کیا۔)

مترجم کہتا ہے کہ ایک نصرانی نے ہمارے پیغمبرؐ کی تصویر شائع کی ہے اور ایک دوسرے نصرانی نے وفات کے قریب کی آپؐ کی تصویر بنائی ہے یہ دونوں تصویریں غلط اور آپؐ کے حلیہ کے موافق نہیں ہیں۔ انھوں نے آپؐ کی ریش مبارک بہت لمبی اور کھچڑی دکھائی ہے۔ درحالیکہ ریش مبارک نہ اس قدر لمبی تھی نہ اس میں اتنی سفیدی تھی جتنی کہ ان تصویروں میں بتائی گئی ہے۔ اور چہرہ مبارک بھی ایسا نہ تھا جیسا ان تصویروں میں ہے۔ یہ تصاویر بے وقوف اور جاہل نصرانیوں نے اپنے دل سے بنالی ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں تصویر کشی کا رواج نہ تھا اور نہ ہی کسی کی مجال تھی کہ آپؐ کی تصویر بناتا۔ اسی نوعیت کی تصویریں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی ہیں جو نصاریٰ اپنے گرجاؤں میں رکھتے ہیں۔ یہ تصویریں بھی فرضی اور غلط ہیں۔ اللہ کے آخری پیغمبر اور ہمارے ہادیؐ نے تصاویر کو مٹا ڈالنے کا حکم دیا ہے، خواہ وہ کسی کی تصویر ہو۔ اور تصویر کی تعظیم کرنا بت پرستی اور شرک کا پیش خیمہ ہے جس کو مٹانے کے لئے ہمارے ہادی صلعم اور دوسرے تمام انبیائے سابقین تشریف لائے۔ اور جب پیغمبروں کی تصویر کی تعظیم جائز نہ ہو تو پھر امام حسینؑ کے روضہ کی نقل جو بناتے ہیں، یعنی تعزیہ اس کی تعظیم کیوں کر جائز ہوگی۔ اول تو قبر پر عمارت بنانے سے آں حضرتؐ نے منع فرمایا ہے۔ دوسرے وہ

اصل بھی نہیں محض نقل ہے باوجود ان سب باتوں کے آں حضرتؐ
کے روضۂ مبارک یا امام حسینؓ کے مزار مبارک کی شبیہ بنانا
درست ہے کیونکہ وہ جان دار کی شبیہ نہیں ہے۔ مگر اس کی
تعظیم اور تکریم اس پر کوئی شرعًا دلیل نہیں ہے۔ علی الخصوص
جب عوام اس کی وجہ سے شرک کی باتوں میں مبتلا ہوں، تب تو
اس کا میٹ ڈالنا اور توڑ ڈالنا باعث اجر اور ثواب ہوگا۔
جیسے حضرت عمرؓ نے شجرۂ رضوان کو کاٹ ڈالنے کا حکم دیا،
جب یہ سنا کہ لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ بعضوں نے
کہا شجرۂ رضوان بالتحقیق معلوم نہ تھا اور لوگ محض گمان سے اس
کو تجویز کرتے تھے، اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو کٹوا ڈالا خیر
کچھ ہو، جو کام عوام کے شرک اور کفر میں مبتلا ہونے کی طرف لے جائے
اس کا روکنا ضروری ہے اور روکنے والا اللہ تعالیٰ کے پاس
ماجور ہوگا نہ کہ معذب، البتہ اس قدر صحیح ہے کہ یہ روکنا ادب
اور حرمت کے ساتھ ہو اور کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے اگلے
بزرگوں اور صالحین کرام کی توہین ہو۔ آں حضرت صلعم نے مطلق
مؤمنین کی قبروں کی حرمت اور عزت قائم رکھی، تو اولیاء اللہ
اور پیغمبروں کی قبور بطریق اولیٰ واجب الحرمت اور واجب
التعظیم ہوں گی اور جن لوگوں نے اولیاء اللہ اور پیغمبروں کی
قبروں کو اصنام کے حکم میں رکھا ہے انھوں نے دراصل غلطی کی کیونکہ
یعنی بت کی ذرا سی تعظیم بھی ہماری شریعت میں کفر ہے۔
خواہ وہ کسی کی صورت ہو اس کو توڑ ڈالنا چاہیئے، بلکہ جلا کر
خاک کر دینا چاہیئے، مومنین کی قبور کے لئے یہ حکم نہیں، بلکہ
آں حضرتؐ نے قبور پر بیٹھنے یا جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا
اور زیارتِ قبور کا حکم دیا۔ لہٰذا بت اور قبر کے اس فرق کو یاد
رکھنا چاہئے اور اسی لئے میری رائے یہ ہے کہ جو عمارت یا گنبد
پیغمبر یا اولیاء کی قبور پر تعمیر کر لئے گئے ہیں، ان کو باقی رہنے
دینا مناسب ہے، لیکن اگر کوئی وہاں ایسے کام کرتے
ہوں تو اس کو حکمت کے ساتھ مسئلہ کی نوعیت بتا کر
روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اسی طرح کوئی نئی عمارت

یا چوکھنڈی یا گنبد کسی قبر پر نہ بنانے دینا چاہیئے اور ہمارے اکثر
اصحاب نے یہ کہا ہے کہ ان کا کھود ڈالنا اور میٹ دینا ضروری ہے،
مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم آں حضرت صلعم کے روضۂ
مبارک کو بھی کھود ڈالنا تجویز کرتے ہو تو خاموش ہو جاتے
ہیں اور پھر جرأت نہیں کرتے۔ محمد بن عبدالوہابؒ نے بھی اپنے
زمانہ میں تمام قبور کی عمارات کو منہدم کر دیا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ
کے روضۂ مبارک کو اسی طرح رہنے دیا تھا۔ اور متوکل علی اللہ
نے امام حسینؑ کے روضۂ مبارک کو منہدم کر کے اس کو زمین کے
برابر کر دیا تھا۔ مگر دوسرے علماء نے متوکل کے اس کام کو
پسند نہیں کیا اور اس کو خروج اور نصب اور عداوتِ اہلِ بیت
پر محمول کیا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

صَدْفٌ یا صُدُوْفٌ۔ کوٹنا، مائل ہونا، اعراض کرنا
پھیر دینا۔

مُصَادَفَةٌ۔ اچانک ملاقات ہو جانا۔

اِصْدَافٌ۔ پھیر دینا، مائل کرنا (جیسے تَصْدِیْفٌ ہے)

تَصَدُّفٌ۔ اعراض کرنا۔

صَدَفٌ۔ سیپی۔

صَادِفَةٌ وہ اونٹ جو پینے والے اونٹ کے پیچھے کھڑا
رہتا ہے تاکہ آگے والا اونٹ جب سیراب ہو کر جگہ خالی کرے
تو وہ پیئے۔

صَوَادِفُ۔ یہ جمع ہے صَادِفَةٌ کی۔

كَانَ إِذَا مَرَّ بِصَدَفٍ مَائِلٍ أَسْرَعَ الْمَشْيَ۔
آں حضرتؐ جب کسی بلند عمارت کے نیچے سے گزرتے جو جھکی
ہوئی ہوتی (اور اس کے گر پڑنے کا احتمال ہوتا) تو جلدی سے
نکل جاتے (کیونکہ یہ احتیاط اور دور اندیشی ہے کہ آدمی دیدہ
دانستہ اپنے آپ کو ہلاکت یا اندیشہ میں نہ ڈالے اور جن
لوگوں نے اس طرز عمل کو شجاعت یا اللہ پر بھروسہ کے خلاف
سمجھا ہے وہ نادان ہیں)۔

مَنْ نَامَ تَحْتَ صَدَفٍ مَائِلٍ يَنْوِي التَّوَكُّلَ

فَلْيَرْمِ بِنَفْسِهٖ مِنْ طَمَارٍ۔ جو شخص کسی جھکی ہوئی عمارت کے نیچے سوئے اور توکل کا بہانہ کرے (یعنی یہ کہے کہ میرا بھروسہ تو اللہ تعالیٰ پر ہے) تو اس کو چاہئے کہ خود کو بلندی پر سے نیچے گرادے یا پہاڑ پر سے، اگر نہ گرائے اور ڈرے تو معلوم ہوا کہ جھوٹ موٹھ توکل کا نام لیتا ہے اور درحقیقت جہالت و نادانی میں مبتلا ہے)۔

اِن حدیثوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اسباب کی فراہمی اور مواقع ہلاکت خوف کی وجہ سے پرہیز اور اجتناب توکل کے منافی نہیں ہے۔

اِذَا امْطَرَتِ السَّمَاءُ فَتَحَتِ الْاَصْدَافُ اَفْوَاهَهَا جب آسمان سے پانی برستا ہے (نیسان کا پانی) تو سیپیاں اپنے مُنہ کھول دیتی ہیں (اور پانی کا قطرہ ان کے مُنہ میں جاکر اللہ کی قدرت سے موتی بن جاتا ہے)۔

صَدَفٌ۔ پہاڑ کے کنارے کو بھی کہتے ہیں اور نشانے یعنی هَدَفٌ کو بھی۔

صَدُوفٌ۔ وہ عورت جو اپنا مُنہ دکھائے اور پھر چھپالے۔

صَدْقٌ یا صِدْقٌ یا مَصْدُوْقَةٌ۔ سچ بولنا، پورا حق اداکرنا۔

تَصْدِيْقٌ۔ سچ کرنا، سچا بتانا، یقین کرنا۔
مُصَادَقَةٌ۔ دوستی کرنا، نافذ کرنا۔
اِصْدَاقٌ۔ مہر مقرر کرنا۔
تَصَادُقٌ۔ دوستی کرنا۔
صِدَاقٌ۔ مہر۔
صَدِيْقٌ۔ دوست۔

لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا تَيْسٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْمُصَدِّقُ۔ زکوٰۃ میں بوڑھا جانور نہ لیا جائے گا، نہ بکرا (یعنی نر) مگر جب زکوٰۃ کا تحصیلدار لینا مناسب سمجھے (مثلاً زکوٰۃ کے جانوروں میں نر کی ضرورت ہو۔ ایک روایت میں مُصَدَّقٌ بہ فتحہ دال ہے یعنی جب جانوروں کا مالک نر جانور دینا پسند کرے۔ (ایک روایت میں مُصَّدِّقٌ ہے یعنی صاحبِ مال۔ اصل میں مُتَصَدِّقٌ تھا بہرحال استثناء صرف نر جانور سے متعلق ہے کیونکہ بوڑھا جانور کسی صورت میں زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا۔ مگر ایسی صورت میں جب کسی کے کل جانور بوڑھے ہی ہوں)۔

يُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا۔ زکوٰۃ کا تحصیلدار صاحبِ مال کو بیس۲۰ درم دیدے گا۔

يُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ۔ اس سے بنتِ لبون (دو برس کی اونٹنی جو تیسرے سال میں لگی ہو) قبول کی جائے گی اور صاحبِ مال زکوٰۃ کے تحصیلدار کو (باقی کی نقد قیمت) ادا کرے گا۔

اِنَّ عُمَرَ بَعَثَهٗ مُصَدِّقًا۔ حضرت عمرؓ نے اُس کو زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر کرکے بھیجا۔

فَصَدَّقَهُمْ۔ اس نے اپنے قصور کا اقرار کیا، لوگوں کو سچا بتلایا۔

صَدَّقَهُمْ۔ حضرت عمرؓ نے ان کی تصدیق کی۔

اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ وَهُوَ رَاضٍ جب زکوٰۃ کا تحصیلدار تمہارے پاس آئے تو ایسا کرو کہ وہ راضی ہوکر لوٹے (اپنے ذمہ کی واجب الادا زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرو اور اس کے ساتھ محبت اور کشادہ پیشانی سے پیش آؤ)۔

مِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَظْلِمُوْنَنَا۔ زکوٰۃ کے تحصیلدار ان کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ (دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وہ ظلم کریں تو ان کا راضی رکھنا ضروری نہیں اور جس شخص سے وہ زیادہ چاہیں یعنی واجبی مطالبہ سے زیادہ چاہیں تو ہرگز نہ دے)۔

لَا تُغَالُوْا فِي الصَّدُقَاتِ۔ عورتوں کا مہر گراں نہ باندھو (یہ دراصل جمع ہے صَدُقَةٍ کی یعنی مہر۔ شوہر اور بیوی کی حیثیت اور استطاعت سے زیادہ مہر نہ باندھو۔

ہندوستان کے جاہلوں میں رائج ہے، مقدور تو کوڑی کا نہیں اور مہر لاکھوں کا باندھتے ہیں)۔

لَیْسَ عِنْدَ اَبَوَیْنَا مَا یُصْدِقَانِ عَنَّا۔ ہمارے والدین کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ ہماری بیویوں کا مہر ادا کردیں۔

اِصْدَاقٌ۔ مہر مقرر کرنا۔

صِدِّیْقٌ۔ بہت سچا (یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بعض نے کہا صِدِّیق وہ ہے کہ جس کا قول وفعل مطابق ہو۔ اور یہ لقب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ہے[1] اور حضرت علی رضؓ نے بھی اپنے آپ کو "صدیق" فرمایا ہے اور قرآن میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں)۔

تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِیْنَارِہٖ وَمِنْ دِرْھَمِہٖ وَمِنْ ثَوْبِہٖ (وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ) کی آیت آپ نے پڑھی اور فرمایا آدمی اپنی اشرفیاں، روپوں کپڑوں میں سے خیرات کرے (اللہ کے لئے مستحقین کو دے، یہی کل یعنی آخرت کے لئے سامان بھیجنا ہے)۔

صَدَقَنِیْ سِنَّ بَکْرِہٖ۔ اس نے اپنے اونٹ کی عمر صحیح بتلائی (یہ ایک مثل ہے جو اس وقت کہی جاتی ہے جب کوئی شخص سچی بات کہتا ہے)۔

اَلصَّدَقَۃُ مَا تَصَدَّقْتَ بِہٖ عَلَی الْفُقَرَاءِ۔ صدقہ یہ ہے جو تو فقیروں پر خیرات کرے (یعنی بڑی قسم صدقہ کی یہ ہے گو اگر مال دار کو بھی لاعلمی میں صدقہ دیدے تو اس کو ثواب پائے گا۔ جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے)۔

وَمَا تُصَدَّقُ النِّسَاءُ۔ ان باتوں کا بیان جن میں عورتوں کی تصدیق ہوتی ہے (ان کا بیان مان لیا جاتا ہے، جیسے حیض، حمل، رضاع وغیرہ)۔

تُصُدِّقَ عَلٰی سَارِقٍ۔ چور کو خیرات دی گئی۔

اَلْخَادِمُ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔ نوکر بھی دو خیرات دینے والوں میں سے ایک ہے (یعنی جس طرح مالک کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اسی طرح اس کے نوکر و خزانچی وغیرہ کو بھی اس خیرات کا ثواب ملتا ہے، جو مالک کے حکم سے وہ دیتا ہے، بشرطیکہ اس میں کمی نہ کرے اور خوشی کے ساتھ بن ستائے اور تنگ کئے ادا کرے)۔

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ۔ ہر مسلمان پر خیرات کرنا ضروری ہے (یہ حکم استحباباً ہے کیونکہ زکوٰۃ کے سوا اور کوئی خیرات واجب نہیں ہے)۔

ھٰذِہٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا۔ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں (یعنی بنی تمیم کے۔ ان کا طرزِ عمل یہ تھا کہ زکوٰۃ میں اپنا بہترین اور عمدہ مال نکالتے تھے، تو آں حضرتؐ کو اُن کا یہ اِنفاق پسند آیا۔ اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو تو کسی چیز کی احتیاج نہیں، بلکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب اسی کا دیا ہوا ہے اِس لئے اس کے نام پر عمدہ سے عمدہ چیز نکالنا چاہیئے۔ آصف الدولہ مرحوم شاہِ اودھ اگرچہ شیعہ تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک کام ان کی مغفرت کا باعث ہوا ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ ایک رات شاہِ موصوف اپنے محل کے بالاخانے پر موجود تھے موسم نہایت سرد تھا۔ دیکھا تو نیچے چند محتاج سردی کی شدت سے سُوں سُوں کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آصف الدولہ کو لوگ سخی کہتے ہیں مگر ہماری کچھ خبر نہیں لیتا۔ یہ سُن کر بادشاہ نے اپنے توشہ خانے کے داروغہ کو بلایا اور حکم دیا کہ دو شالے لیکر آؤ، داروغہ تھے پُرانے اور سمجھ دار انہوں نے خیال کیا کہ فقیروں کو دینے کے لئے مانگتے ہیں اس لئے گھٹیا اور ارزاں قیمت کے دو شالے لے آئے۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر غضبناک ہوئے اور کہنے لگے اگر تم میرے باپ دادا کے وقت کے پُرانے ملازم نہ ہوتے تو میں تم کو برطرف کردیتا تم اتنا نہ سمجھے کہ میں اِس وقت دو شالے کس کو دینا چاہتا ہوں اس کو جس نے مجھ کو یہ سب کچھ دیا ہے۔ جاؤ اور بھاری سے بھاری جو دو شالے ہوں، وہ لے کر آؤ باتے ہیں کہ اس

[1] کیونکہ آپ نے سب سے پہلے واقعۂ معراج کی تصدیق کی تھی۔ ۱۲

وقت شاہی توشہ خانہ میں سات سو دوشالے ایک ایک ہزار روپیہ کی قیمت کے نکلے، بادشاہ نے وہ سب فقیروں کو بانٹ دیئے۔ چنانچہ میر حسن شاعر نے اپنی مثنوی میں اسی کا ذکر کیا ہے۔

سخاوت یہ ادنیٰ سی ایک اس کی ہے
کہ ایک دن دوشالے دیئے سات سے

کہتے ہیں کہ جب میر حسن بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور مثنوی سنائی تو بادشاہ اس شعر کو سن کر بہت رنجیدہ ہوئے، اور کہنے لگے تم نے میری ہجو کی ہے، بھلا سات سو دوشالے دیدینا کونسی بڑی سخاوت ہے)۔

اَلْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ. حضرت عیسیٰ ؑ صدیق ہیں (جو حضرت عیسیٰ کی طرح نرم دل اور رحیم اور کریم ہیں)۔

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ. شیطان نے یہ بات تجھ سے سچ کہی (آیۃ الکرسی کی تعریف و تاثیر) حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے مگر:

اِنَّ الْكَذُوبَ قَدْ يَصْدُقُ. جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔

صَدَّقَهُ رَبُّهُ. اس کے مالک نے اس کی تصدیق کی (فرمایا بے شک میرے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے)۔

لَا تُغَالُوا فِي صَدُقَةِ النِّسَاءِ. عورتوں کا مہر گراں نہ باندھو۔

صَدُقَةٌ اور صُدْقَةٌ اور صَدْقَةٌ. مہر کو کہتے ہیں (سب سے گراں مہر بیوی اُمّ حبیبہ کا تھا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی، مگر یہ نجاشی بادشاہ حبش نے تبرعاً آپ کی طرف سے ادا کر دیا تھا)۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَهَا. اللہ تعالےٰ نے اس مسئلہ کی تصدیق اپنی کتاب میں اُتاری۔

لَا تُصَدِّقُوا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ. اہل کتاب یہود اور نصاریٰ جو باتیں اپنی کتابوں کی بیان کریں ان کو سچ کہو نہ جھوٹ (کیونکہ دونوں حالتوں میں خطرہ ہے بلکہ اس طرح کہو کہ ہم ایمان لائے اُس پر جو اللہ نے ہم پر نازل فرمایا اور جو اگلے پیغمبروں پر اُتارا)۔

اِس حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔

كُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ. ہر بار اللہ اکبر کہنا، ایک صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔

اَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا. کیا کوئی ایسا نہیں جو اس شخص پر تصدق کرے (یعنی اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اور اس طرح اس کو نماز جماعت کا ثواب مل جائے جس میں کہ ایک نماز کا ثواب بیس نمازوں کے برابر ہوتا ہے)۔

جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ. (جس بادشاہ پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے) اس کا وزیر سچا خیر خواہ، امانت دار مقرر کرتا ہے (اور جس بادشاہ پر اللہ تعالےٰ غصہ ہوتا ہے اس کا وزیر جھوٹا، بے ایمان اور نمک حرام مقرر کرتا ہے پھر وہ بادشاہ کو اور اس کی سلطنت کو خاک میں ملا دیتا ہے جیسے ابن علقمی معتصم کا وزیر، اور میر صادق ٹیپو سلطان کا وزیر تھا)۔

اَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ. ان کا مہر مشرکوں کو دیدیں (یعنی جو عورتیں ان کی مسلمانوں کے پاس بھاگ کر آجائیں اور مسلمان ان سے نکاح کرنا چاہیں۔ یہ حکم آغاز اسلام میں تھا)۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْئٍ فَتَصَدَّقَ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً. جس شخص کو دوسرا شخص کچھ زخم پہنچائے (وہ دیت نہ لے بلکہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدل قیامت کے دن اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔

لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ. دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو سچا رہا (بھاگا نہیں، بلکہ لڑا اور صبر کیا، یہاں تک کہ

مار اگیا۔

صَدَّقَ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ (ایک صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ آں حضرتؐ کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ) اپنا خواب سچا کر! (اور آپ لیٹ گئے) انھوں نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا (گویا آپ کعبہ کی طرح ٹھہرے۔ اس حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ خواب میں اگر کوئی نیک کام کرتا ہوا دیکھے، تو اس کا پورا کرنا بہتر ہے۔ جیسے عبادت یا خیرات یا کسی نیک شخص سے ملاقات کرتے دیکھے)۔

اَلصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ۔ سچے اور سچے کئے گئے (یعنی لوگ آپ کو سچا کہتے ہیں تو صادق وہ جو اپنی باتوں میں سچا ہو اور مصدوق وہ جس کی صداقت کو لوگ تسلیم کرلیں)۔

وَثَوَابُ الصِّدْقِ۔ اور اچھا نیک بدلہ۔

اَلْمُتَشَابِهَاتُ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ ایک مضمون کی آیتیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں (اس حدیث میں متشابہات سے ہم مضمون آیتیں مراد ہیں نہ کہ لغوی معنی۔ متشابہات کے لغوی معنی متعلقہ باب میں گزر چکے)۔

اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ۔ کیا تم مجھ کو سچا سمجھنے والے تھے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقُوْنِيْ۔ اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے پہلے جملہ کا لکھا گیا ہے (ایک روایت میں لفظ صَادِقِيَّ آیا ہے)۔

فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا۔ اس کا مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کرلے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ دیا جو خیرات کرسکتے ہو۔

وَمَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا صَدَقَ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے غلطی نہیں ہوئی، انھوں نے ٹھیک کہا (بھولے چوکے نہیں)۔

مِصْدَاقُهٗ۔ اس کی دلیل یا جس پر وہ صادق آئے۔

اَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا۔ اگر تو سچا مسلمان پیغمبرؐ کا تابعدار ہے تو آپ کے طریق پر چل، ابن عباس کے قول کو چھوڑ۔

صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا۔ انھوں نے کچھ سچ کہا کچھ جھوٹ (اس میں سچے ہیں کہ آں حضرتؐ نے طواف میں رمل کیا۔ لیکن رمل کرنا ہمیشہ کے لئے سنت ہے یہ غلط ہے۔ اسی طرح اس میں سچے ہیں کہ آں حضرتؐ نے سوار ہوکر طواف کیا، لیکن یہ غلط ہے کہ سوار ہوکر طواف کرنا افضل ہے بلکہ آں حضرتؐ نے عذر کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ رمل ہمیشہ کے لئے سنت ہے، یعنی پہلے تین پھیروں میں۔

صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا (اسلام کو غلبہ دیا اور مکہ فتح کرادیا)۔

فَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ۔ شرم گاہ آدمی کی نیت کو سچا کرتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے (یعنی جب غیر محرم نے اجنبی عورت کو دیکھا تو یہ دیکھنا زنا کا حکم رکھتا ہے۔ اگر اس عورت پر قدرت پاکر اس سے زنا کیا، اور جو قابو پاکر زنا سے بچا رہا تو یہ دیکھنا زنا کے حکم میں نہ ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی آدمی نے غیر عورت کو دیکھا تو یہ دیکھنا اگر نظر بد سے ہے تو سخت گناہ ہے اور اگر بدنظری سے نہیں تو گنہگار نہ ہوگا اور اس کی پہچان شرمگاہ سے ہوتی ہے اگر دیکھنے وقت ذکر کو انتشار ہوا اور شہوت پیدا ہو تو ایسی حالت نظر بد کی دلیل ہے۔ اور اگر انتشار اور جنسی خواہش پیدا نہ ہو تو ایسی صورت نظر بد کی نفی کرتی ہے)۔

اَلصَّدَقَةُ مَاذَا قَالَ اَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ خَيْرًا۔ کیا ہے، فرمایا دوگنے تین گنے لینا ہے (ایک دے کر دس لینا ہے)۔

تَصَدَّقَ رَجُلٌ بِالصُّرَّةِ۔ ایک شخص (روپیوں کی) تھیلی خیرات کرے۔

اَعْطَاهُ مِنَ الصَّدَقَةِ۔ اس کو زکوٰۃ کے جانوروں میں سے دیا (حالانکہ زکوٰۃ بنی ہاشم پر حرام ہے اور احتمال ہے کہ بیع سلم کے عوض دیا ہو)۔

يَأْتِينِي صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ۔ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں (یعنی کوئی بات میری سچی نکلتی ہے کوئی جھوٹی۔ یہ ابن صیاد نے آنحضرتؐ سے کہا)۔

اَشَدُّ مِنَ الرِّيحِ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ يُخْفِيهَا۔ ہوا سے بھی زیادہ سخت وہ آدمی ہے جو خیرات کرکے اس کو چھپائے رکھے (اپنے آپ کو "مخیر" مشہور نہ کرے۔ انسان ہوا اور آگ اور پانی اور خاک سے بنا ہے۔ اور خاک کی طبیعت قبض ہے مگر جب خیرات دی تو قبض ٹوٹا اور کشادگی کا صدور ہوا گویا خاک کو مغلوب کیا۔ اور ہوا کی خاصیت پھیلنا ہے مگر جب خیرات کو پوشیدہ رکھا تو گویا ہوا کو بھی مغلوب کیا)۔

هُوَ مِنْ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ۔ یہ ہدیہ اس شخص کی طرف سے ہے جس کو ہدیہ دیا گیا تھا (یعنی اگر کسی فقیر کو کوئی شخص صدقہ دے اور وہ کسی امیر کو ہدیے کے طور پر اپنی جانب سے پیش کرے تو امیر کے لئے اس کا لینا درست ہے)۔

هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ۔ یہ گوشت بریرہ کو تو صدقہ میں ملا تھا اور ہم کو بریرہ رض کی طرف سے ہدیہ ہے (ہم اس کو کھا سکتے ہیں)۔

اِشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ۔ اپنے بندے کو چنگا کر دے اور اپنے پیغمبر کو سچا کر (جس نے تندرستی کا وعدہ کیا یا اس کے لئے دُعا کی)۔

لَأَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ۔ اگر آدمی اپنی زندگی میں (بحالتِ تندرستی) ایک روپیہ خیرات کرے تو یہ مرتے وقت سو روپے خیرات کرنے سے بہتر ہے (یعنی تندرستی میں ایک روپیہ خیرات کرنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے کہ جتنا مرتے وقت سو روپے خیرات کرنے کا۔ کیونکہ مرتے وقت تو آدمی سمجھتا ہے کہ اب مال و متاع میرے کام نہیں آسکتا اور سب کچھ چھوڑ کر زندگی ختم کر رہا ہوں تو ایسی حالت میں مال کی محبت نہیں رہتی۔ برخلاف تندرستی کے کہ اُس وقت مال بہت عزیز ہوتا ہے)۔

يَحْرُمُ الصَّدَقَةُ مُطْلَقًا عَلَى النَّبِيِّ صلعم۔ آنحضرتؐ پر ہر طرح کا صدقہ (فرض زکوٰۃ ہو یا نفل صدقہ) سب حرام تھا (اور بنی ہاشم پر صرف فرض زکوٰۃ حرام ہے لیکن نفل صدقہ لینا درست ہے)۔

میں کہتا ہوں بعض علماء نے اس زمانہ میں بنی ہاشم کو فرض زکوٰۃ کا لینا درست رکھا ہے، کیونکہ اب بیت المال نہیں جس سے ان کی خبر گیری کی جائے، پہلے تو ان کے لئے خمس الخمس مالِ غنیمت میں سے مقرر تھا تو وہ زکوٰۃ کے محتاج نہ تھے لیکن اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اب بھی فرض زکوٰۃ ان پر حرام ہے۔

مَنْ قَالَ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ۔ جس شخص نے دوسرے سے کہا آؤ ہم تم جوا کھیلیں تو وہ (توبہ کرلے اور) کچھ خیرات کرے (جو ہو سکے تاکہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے بعضوں نے کہا کہ اُتنا ہی مال خیرات کرے کہ جس قدر مال کا وہ جُوا کھیلنے والا تھا)۔

اَلصِّدْقُ يُنْجِي وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ۔ سچ آدمی کو نجات دلاتا ہے اور جھوٹ تباہ کرتا ہے۔

اَلصِّدْقُ يَهْدِي اِلَى الْبِرِّ۔ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔

هِبَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ صَدَقَةٌ۔ آدمی اپنے گھر والوں کو کچھ دے تو اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا۔

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ۔ بڑا ثواب اُس خیرات میں ہے جو نادار شخص محنت مزدوری کرکے خیرات کرے (محتاج کی ایک دمڑی امیر آدمی کے ہزار روپے سے افضل ہے جیسے کہ انجیلِ مقدس میں ہے)۔

كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ عَنِ الْبَاقِرِ كُونُوا مَعَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ الرِّضَا اَنَّهٗ قَالَ الصَّادِقُونَ الْاَئِمَّةُ۔ امام محمد باقرؒ نے فرمایا، اس آیت کونوا مع الصادقین کی تفسیر میں کہ حضرت محمد صلعم کی آل کے ساتھ رہو (ان کی رفا

کرو، اُن سے محبت رکھو۔ اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ "صادقین" سے مُراد ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں)۔

صَادِقُ الْوَعْدِ۔ وعدے کے سچے حضرت اسماعیلؑ تھے (امام رضاؑ نے فرمایا اُنھوں نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ میں فلاں مقام پر تجھ سے ملوں گا تو ایک سال تک وہیں ٹھہرے رہے۔)

هُوَ وَاللّٰهِ الرَّجُلُ يَدْخُلُ بَيْتَ صَدِيْقِهٖ فَيَأْكُلُ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ۔ (امام جعفر صادقؓ نے اَوْ صَدِيْقِكُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ) کوئی آدمی اپنے دوست کے گھر میں چلا جائے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا کھانا کھالے۔

فَاطِمَةُ صِدِّيْقَةٌ لَمْ يَكُنْ يُغَسِّلُهَا اِلَّا صِدِّيْقٌ

حضرت فاطمہؓ صدیقہ ہیں (حضرت مریمؑ کی طرح ان کو بھی اللہ تعالےٰ نے صدیقہ فرمایا) ان کو غسل وہی دیں گے جو صدیق ہیں (یعنی حضرت علی رضؓ انھوں نے ہی حضرت فاطمہ رضؓ کو غسل دیکر راتوں رات ہی دفن کر دیا)۔

صَادِق۔ لقب ہے امام جعفر بن محمدؑ کا، بوجہ اُن کے کمالِ صدق اور سچائی کے۔ امام مالکؒ اور بڑے بڑے اکابر ائمہ حدیث نے آپ سے روایت کی ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تعجب ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت کی جو اعدائے اہلِ بیت علیہم السلام تھے۔ امام بخاریؒ نے ان کے باب میں یحییٰ بن سعید قطان کے قول پر اعتماد کیا جو کہتے تھے میرے دل میں امام جعفر صادق کی طرف سے کچھ شبہ ہے اور مجالد بن سعید ان سے زیادہ مجھ کو سند ہیں حالانکہ یہ قول یحییٰ کا باطل اور منجملہ نزغات شیطانی ہے، کجا امام جعفر صادق اور کجا مجالد بن سعید "چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک" ہزار دل مجالد امام جعفر صادق پر سے صدق ہیں۔ جب یحییٰ نے یہ بات کہی تو ایک شخص نے ان سے کہا اگر کوفہ میں تم ایسی بات مُنہ سے نکالتے تو تم پر خوب جُوتے پڑتے۔ ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ امام بخاریؒ کو امام جعفر صادق علیہ السلام کی ثقاہت میں کوئی شبہ نہیں لیکن اُن کو امام جعفر صادق کی روایتیں صحیح طریق سے نہیں پہنچیں اس لئے انھوں نے نہیں نکالیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توجیہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ امام بخاری کو امام مالکؒ کی روایتیں کئی صحیح طریقوں سے مثلاً قتیبہ اور تنیسی اور اسماعیل بن ابی ادیس اور معن اور قعنبی اور یحییٰ بن یحییٰ کے ذریعہ سے پہنچی ہیں اور امام مالکؒ امام جعفر صادق رضؓ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرے امام بخاری کی جو علمِ حدیث کے بڑے پیشوا تھے گو ان سے اِس باب میں ایک غلطی ہوئی مگر یہ غلطی اُن کے دوسرے فضائل اور مناقب اور وفورِ علم اور تبحر فی الحدیث کے سامنے کچھ قابلِ لحاظ نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے انھیں کی ہمت مردانہ سے آج تک علمِ حدیث کو باسنادِ صحیح متصل قائم رکھا ہے اور جیسے وہ حدیث میں تمام مومنین کے سردار تھے ویسے ہی فقہ اور استنباطِ مسائل میں بھی طاق اور بے نظیر تھے، غفر اللہُ لنا ولہٗ۔)

فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ تَصَدَّقَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِخَاتَمِهٖ وَنَزَلَتْ بِوَلَايَتِهٖ آيٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ ذی الحجہ کی چوبیس تاریخ کو حضرت علیؑ نے اپنی انگوٹھی (عین حالتِ نماز میں) خیرات کردی۔ اور قرآن شریف میں آپ کے ولی ہونے کا ذکر اُترا (یعنی یہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین اٰمنوا اکثر مفسرین نے والذین اٰمنوا سے جناب امیر کو مُراد لیا ہے اور اسی قصہ کو ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے اسی طرح آیت فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین میں "صالح المؤمنین" سے حضرت علی رضؓ کو مُراد لیا ہے اور آپ کا ولی اور مولیٰ ہونا بالاتفاق مسلم ہے صحیح حدیث میں ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور حضرت عمر رضؓ نے آپ سے کہا تھا ھنیأ لك یا ابن ابی طالب اصبحت مولیٰ کل مؤمن ومؤمنة۔ گر مولیٰ اور ولی کے

معنی لغتِ عربی میں کئی آتے ہیں اس لئے یہ لفظ آپ کی خلافت بلافصل کے لئے نص نہیں ہو سکتا بلکہ بر تقدیرِ تسلیم آپ کی خلافت کی صحت نکلتی ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں کہ آپ حضرت عثمان رضؓ کے بعد اپنے زمانہ میں خلیفہ اور امام برحق تھے)۔

صُنْدُوقٌ مشہور ہے بضمۂ صاد۔

صَدْمٌ۔ مارنا، ڈھکیلنا، سخت تکلیف پہنچانا۔

مُصَادَمَةٌ۔ مارنا، دھکا دینا، لڑ جانا۔

اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔ صبر وہ ہے کہ صدمہ ہوتے ہی (یعنی اس کے شروع میں) صبر کرے (ورنہ رو پیٹ کر تڑپ تڑپا کر تو سب ہی کو صبر آجاتا ہے اور اس کی کوئی فضیلت نہیں) (نہایہ میں ہے:

صَدْمٌ کہتے ہیں ایک سخت چیز کو دوسری سخت چیز سے مارنا۔)

صَدْمَةٌ۔ ایک بار کسی سخت چیز سے کسی دوسری چیز کے متصادم ہونے کو کہتے ہیں۔ (مجمع البحرین میں ہے کہ پھر رفتہ رفتہ یہ لفظ ہر اس رنج اور تکلیف کے لئے استعمال ہونے لگا جو دفعۃً پہنچے)۔

خَرَجَ حَتّٰی اَفْتَقَ مِنَ الصَّدَمَتَيْنِ۔ آپ نکلے یہاں تک کہ وادی کے دونوں کناروں سے پار ہو گئے (دونوں کناروں کو صدمتین کہا کیونکہ ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں)

اِنِّیْ قَدْ وَلَّيْتُكَ الْعِرَاقَيْنِ صَدْمَةً فَسِرْ اِلَيْهِمَا (عبدالملک بن مروان نے حجاج ظالم کو لکھا کہ میں نے تجھ کو دونوں عراق (عرب اور عراق عجم) کی حکومت ایکبارگی دی، تو ان ملکوں کو روانہ ہو)۔

مَنْ ذَكَرَ الْمُصِيْبَةَ فَقَالَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ عَلٰی مُصِيْبَتِیْ وَاخْلُفْ عَلَیَّ اَفْضَلَ مِنْهَا كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ مَا كَانَ لَهٗ اَوَّلَ صَدْمَةٍ۔ جو شخص مصیبت کی بات کو یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہے اور اس طرح دعا کرے کہ اے اللہ! مجھ کو اس مصیبت پر اپنی پناہ میں رکھ اور اس کا بہتر بدل مجھ کو عنایت فرما، تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا شروع صدمہ میں جب یہ مصیبت ہوئی تھی صبر کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

صَدْوٌ۔ تالی بجانا۔

صَدًی۔ پیاسا ہونا، لمبا ہونا۔

تَصْدِيَةٌ۔ تالی بجانا۔

مُصَادَاةٌ۔ ظاہرداری کرنا، خاطرداری، چھپانا، معارضہ کرنا، عقل دوڑانا۔

اِصْدَاءٌ۔ مر جانا، لوٹ کر آواز دینا (جس طرح پہاڑ یا گنبد سے صدائے بازگشت آتی ہے)۔

تَصَدِّیْ۔ متعرض ہونا، منتظر ہونا، انتظار میں سر اٹھانا کسی کام کا قصد کرنا۔

صَدًی۔ وہ آواز جو پہاڑ یا گنبد میں سے لوٹ کر آتی ہے۔

فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدّٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم لِيَاْمُرَهٗ بِقَتْلِهٖ۔ وہ شخص آں حضرت صلعم کی طرف دیکھنے لگا اس انتظار میں کہ آپ اس کے مار ڈالنے کا حکم دیں۔

كَانَ وَاللّٰهِ بَرًّا تَقِيًّا لَا يُصَادٰی غَرْبُهٗ۔ (ابن عباس رضؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ایک اور پرہیزگار شخص تھے مگر ان کا غصہ تھم نہیں سکتا تھا (آپ کے مزاج میں ذرا تیزی اور حدت تھی، کیونکہ آپ دبلے پتلے صفراوی مزاج کے آدمی تھے، مگر یہ تیزی تھوڑی دیر کے لئے ہوتی۔ آپ کا دل آئینہ کی طرح صاف تھا)۔

ایک روایت میں كَانَ يُصَادٰی مِنْهُ غَرْبٌ یعنی آپ کی تیزی ذرا سی نرمی اور مدارات سے جاتی رہتی (جیسے آپ سریع الغضب تھے ویسے ہی سریع الرجوع تھے یعنی بہت ہی جلد راضی ہو جاتے اور ان کے دل میں ذرا بھی افسردگی اور ملال باقی نہیں رہتا۔ مومنوں کی یہی خصلت ہے اور دل میں رنجش اور عداوت رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ جب حضرت

ابوبکرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں جناب امیر اور بنی ہاشم کے پاس گئے تو جناب امیر نے کہا ہم کو تمہاری فضیلت اور قدامتِ اسلام سے ہرگز انکار نہیں ہے مگر تقررِ خلیفہ کے وقت ہم سے بھی مشورہ لے لینا مناسب تھا چونکہ ہم لوگ آں حضرتؐ کے رشتہ دار ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور جواب میں ارشاد فرمانے لگے، خدا کی قسم آں حضرتؐ کے رشتہ داروں کا مجھ کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ خیال ہے اور اگر تم کہو تو میں اپنے آپ کو معزول کئے دیتا ہوں اور تم سے بیعت کرتا ہوں اس وقت جناب امیر نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں، اور آج بعد ظہر میں مسجد میں آپ سے ملوں گا۔ چنانچہ ظہر کے بعد تمام بنی ہاشم کو اپنے ہمراہ لے کر مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ جناب امیر ہر مشورہ میں شریک رہ کر برابر تعاون کرتے رہے۔ جو لوگ ان پاکباز، نیک دل اور خدا ترس بزرگوں کو نفاق اور کینہ سے متہم کرتے ہیں اللہ تعالٰی ان کو نیک ہدایت فرمائے۔ ایسے لوگ دراصل اسلام اور معاندینِ اسلام کو مخالفینِ اسلام کی نظروں میں ذلیل کرتے ہیں)۔

لَتَرِدُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَوَادِیَ - تم قیامت کے دن پیاسے آؤ گے (ایک تو میدانِ حشر کی گرمی دوسرے پیاس تیسرے اس دن کی درازی، اللہ ہی مددگار ہے وہی مہربانی کرنے والا ہے)۔

اَصَمَّ اللّٰهُ صَدَاكَ - (حجاج مردود نے حضرت انسؓ سے کہا، اللہ تیری آواز بہری کردے تو جواب نہ دے سکے، یعنی تو ہلاک ہو جائے کچھ نہ سُنے۔ (مگر بعض نے ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ اللہ تیرا دماغ بہرہ کردے یا تیرا کان)۔

صَدًی - نر اُلّو کو بھی کہتے ہیں۔ (یعنی بُوم کو)۔

کہتے ہیں کہ توبہ بن حُمیر لیلٰی اخیلیہ پر عاشق تھا اُس نے اس کی محبت میں یہ شعر کہا:

وَلَوْ اَنَّ لَیْلَى الْاَخْیَلِیَّةَ سَلَّمَتْ
عَلَیَّ وَدُوْنِیْ جَنْدَلٌ وَّ صَفَائِحُ!
لَسَلَّمْتُ تَسْلِیْمَ الْبَشَاشَةِ اَوْزَقَا
اِلَیْهَا صَدًى مِّنْ جَانِبِ الْقَبْرِ صَائِحُ

یعنی اگر لیلٰی مجھ کو سلام کرے اور مجھ پر بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں پڑی ہوں، تو میں بھی خوشی سے اس کو سلام کر دوں، یا میری قبر سے ایک آواز لوٹ کر اس کے سلام کا جواب دے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک مدت کے بعد لیلٰی کا خاوند اس کو لے کر توبہ کی قبر پر سے گزرا اور کہنے لگا کہ یہ جھوٹے توبہ کی قبر ہے، تجھ کو خدا کا واسطہ بھلا تو اس کو سلام کرکے تو دیکھ وہ جواب دیتا ہے یا نہیں؟ لیلٰی نے کہا، اب جانے بھی دو، وہ مرگیا، گیا گزرا ہوگیا.... .... لیکن اُس کے شوہر نے لیلٰی کو مجبور کیا اور کہا کہ اس وقت ضرور سلام کرنا چاہئے۔ ناچار لیلٰی مجبور ہو کر اس کی قبر پر گئی، سلام کیا۔ قبر کی ایک جانب سُوکھی گھانس کا ایک ڈھیر تھا، اُس میں سے ایک پرندہ نکلا اور اُس نے ایک آواز نکالی۔ اِس آواز کو سُن کر لیلٰی کا اونٹ بگڑا اور لیلٰی گردن کے بل نیچے گری اور مرگئی بالآخر توبہ کی قبر کے پاس اس کو بھی دفن کردیا گیا۔ اس قصہ کو شیخ جلال الدین سیوطی نے بھی نقل کیا ہے۔

بابُ الصّاد مع الرّاء

صَرَبٌ - کاٹنا۔ کھانا، دہی بنانا، قبض کرنا، روک رکھنا دودھ کو (یعنی دودھ دوہنے کی وجہ سے جو تھنوں میں جمع ہو جاتا ہے)۔

صَرَبٌ - جمع ہونا۔

تَصْرِیْبٌ - گوند کھانا۔ دہی پینا۔

اِصْتِرَابٌ - دینا۔

اِصْطِرَابٌ - دہی بنانے کے لئے دودھ کو جمع کرنا۔

اِصْرِیْبَابٌ - چکنا ہونا۔

صَرَبٌ اور صَرَبٌ - کھٹا دودھ اور لال گوند جیسے صَرِیْبٌ ہے)۔

صِرَبٌ - غریب عربوں کے چھوٹے چھوٹے گھر۔

هَلْ تُنْتَجُ إِبِلُكَ وَافِيَةً أَعْيُنُهَا وَآذَانُهَا فَتَجْدَعُ هٰذِهٖ فَتَقُوْلُ صَرْبٰی. جب تیرے (یہاں) اونٹ پیدا ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں اور کان سالم ہوتے ہیں، پھر تو ان کے کان کاٹتا ہے اور کہتا ہے یہ "صَرْبٰی" ہے۔ (یعنی اس کا دودھ دُوہا نہیں جاتا۔ عرب لوگوں میں رسم تھی کہ جس اونٹنی کے کان چیرتے یا کترتے تو اس کا دودھ نہیں دوہتے مگر صرف مہمانوں کے لئے)۔

فَيَأْتِيْ بِالصَّرْبَةِ مِنَ اللَّبَنِ. پھر وہ کھٹا دودھ لیکر آئے۔

جَاءَ بِصَرْبَةٍ تَزْوِيْ الْوَجْهَ مِنْ حُمُوْضَتِهَا. ایسا کھٹا دودھ لے کر آیا جس کی کھٹاس سے تو منہ پھرا آتا ہے۔

صَارُوْجٌ. چُونا، گچ۔

صَرَّجَ الْحَوْضَ. حوض پر چونا لگایا، گچی سے بنایا۔

صَرُحَ. بیان کرنا ظاہر کرنا۔

صَرَاحَةٌ اور صُرُوْحَةٌ. بیان کرنا، صاف صاف کہنا، صاف ہونا، خالص ہونا۔

تَصْرِيْحٌ. صراحت سے کہدینا، کھول کر بیان کرنا (یہ تَعْرِيْضٌ کی ضد ہے۔ جس کے معنی اشارے، کنایے اور استعارے میں کسی بات کو بیان کرنے کے ہیں)۔

مُصَارَحَةٌ اور صِرَاحٌ اور صُرَاحٌ. پکار کر کہنا، رُو در رُو کہنا (یعنی بالمشافہ اور بالمواجہہ بات کرنا)۔

إِصْرَاحٌ. صاف کہنا۔

إِنْصِرَاحٌ. کھل جانا۔

صَرْحٌ اور صَرَاحٌ اور صُرَاحٌ. خالص اور بے آمیزش۔

صُرَاحِيَّةٌ. شراب کا ایک برتن ہے۔

صَرْحٌ. محل اور ہر عالی شان عمارت کو کہتے ہیں۔

صَرْحَةُ الدَّارِ. مکان کا صحن۔

ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ. دل میں یہ وسوسہ آنا تو خالص ایمان ہے (یعنی جب کوئی اپنے ایمان میں مخلص اور پکا ہوتا ہے تو شیطان اس کے ایمان کو متزلزل کرنے اور ریب میں مبتلا کرنے کے لئے اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا شخص اپنے ایمان اور اعتقاد میں کامل ہے اور جو شخص بے ایمان ہو اس کے دل میں شیطان کیوں وسوسے ڈالنے لگا وہ تو شیطان کا ہم اعتقاد ہے)۔

دَعَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهُ بِصَرِيْحٍ ضَرَّةُ الشَّاةِ مُزْبِدٍ. ایک بانجھ بکری کو بلایا وہ دودھ دینے لگی، اس کے تھن سے خالص دودھ نکلا جس پر پھین تھا۔

مَتٰى يَحِلُّ شِرَاءُ النَّخْلِ قَالَ حِيْنَ يُصَرِّحُ. ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ) کھجور کا خریدنا کب درست ہے؟ انھوں نے بتایا جب اس کی شیرینی تلخی سے کھل جائے (یعنی وہ پکنے پر آجائے۔ خطابی نے کہا صحیح يُصَوِّحُ ہے۔ اس کا ذکر آگے آئے گا)۔

صَرْخَةٌ. چیخ، زور کی آواز اور اذان کو بھی کہتے ہیں۔

صُرَاخٌ اور صَرِيْخٌ. چلانا، فریاد کرنا، پکارنا۔

إِصْرَاخٌ. فریاد رسی کرنا، مدد کرنا۔

إِسْتِصْرَاخٌ. فریاد کرنا مدد چاہنا۔

إِصْطِرَاخٌ. فریاد کرنا۔

صَارِخٌ. فریاد کرنے والا، فریاد رس اور مرغ۔

كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الصَّارِخِ. آں حضرت تہجد کی نماز کے لئے اس وقت اٹھتے جب مرغ کی بانگ سنتے (وہ اکثر دو بجے رات سے بانگ دینا شروع کرتا ہے)

أَنَّهُ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَأَتِهٖ. (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو) ان کی بیوی (صفیہ) کے انتقال کی خبر دی گئی، یا ان کی سخت بیماری کی۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ صَوْتُ الْمُسْتَصْرِخِ خَرَجُوْا إِلَيْهِ. انھوں نے جب فریاد کرنے والے کی آواز سنی تو اس کی طرف چلے (یعنی کفارِ قریش اپنے قافلہ کی امداد کے لئے)۔

لَأَصْرُخَنَّ بِهَا. میں تو چلا کر یہ کہوں گا کہ:

يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ. اے فریاد کرنے والوں

کی فریاد سُننے والے ان کی مدد کرنے والے۔

اَلْبُوْمَةُ الصَّارِخَةُ مِنَ الشُّوْمِ لِلْمُسَافِرِ. چلانے والا الّو مسافر کے لئے منحوس ہے۔

صَرْدٌ. نافذ کرنا، جاری کرنا، چلانا۔

صَرَدٌ. جلد سردی لگنا، گھوڑے کی پیٹھ لگ جانا، تیر خطا ہونا۔

صَرَدَ قَلْبِیْ. میرا دل مایوس ہوگیا۔

تَصْرِیْدٌ. تھوڑا تھوڑا کرکے دینا۔

صَرَادٌ. پہاڑ کا بلند ٹھنڈا مقام (جیسے بَرُوْدٌ ہے)۔

صُرَدٌ. ایک پرند کا نام ہے جو چڑیوں کا شکار کرتا ہے اور عرب اس کو منحوس خیال کرتے ہیں۔

تَحَاتَّ وَرَقُهٗ مِنَ الصَّرِیْدِ. (آخرت سے غافل لوگوں میں اللہ کی یاد کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے ایک سبز ہرا بھرا درخت، اُن درختوں کے درمیان جن کے پتے پالا پڑنے سے جھڑ جاتے ہیں (ایک روایت میں مِنَ الْجَلِیْدِ ہے معنی وہی ہیں)۔

سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَمَّا یَمُوْتُ فِی الْبَحْرِ صَرَدًا فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ. حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا، جو مچھلی دریا میں سردی پڑنے سے مرجائے، اس کا کھانا کیسا ہے؟ انھوں نے فرمایا کچھ قباحت نہیں۔

اِنِّیْ رَجُلٌ مِصْرَادٌ. میں ایسا شخص ہوں جس کو سردی جلد لگ جاتی ہے (یعنی سردی کے لئے قوتِ برداشت نہیں)۔

مِصْرَادٌ. اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو طاقتور ہو سردی کی برداشت کرسکے۔ (اِس لحاظ سے یہ لفظ اضداد میں سے ہے)۔

لَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا تَصْرِیْدًا. بہشت میں تھوڑا تھوڑا کرکے جائے گا (یعنی آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا)۔

تَصْرِیْدٌ. اصل میں تھوڑا تھوڑا پلانے کو کہتے ہیں جب سیری نہ ہو، یا تھوڑا تھوڑا دینے کو۔ (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ: صَرَّدَ لَهُ الْعَطَاءَ. اس کو تھوڑی تھوڑی بخشش دی)۔

یُسْقَوْنَ فِیْهَا شَرَابًا غَیْرَ تَصْرِیْدٍ. بہشت میں شراب پلائی جائے گی (خوب سیر کرکے) نہ یہ کہ تھوڑی تھوڑی۔

اِنَّهٗ نَهَی الْمُحْرِمَ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ. آنحضرتؐ نے احرام باندھے ہوئے شخص کو صُرَد کے قتل سے منع کیا۔

صُرَد۔ (محیط میں ہے کہ) صُرَد ایک پرندہ ہے کہ جس کا رنگ سیاہ و سفید ہوتا ہے اور پیٹھ سبز ہوتی ہے اور سر اور چونچ ضخامت دار، یہ جانور چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔ نہایہ میں ہے وہ آدھا سفید ہوتا ہے اور آدھا سیاہ۔ ہندی میں اس کو لٹورا کہتے ہیں۔

نَهٰی عَنْ قَتْلِ اَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ. چار جانوروں کے قتل سے منع کیا، چیونٹی اور شہد کی مکھی اور ہُدہُد اور صُرد۔ (خطابی نے کہا کہ چیونٹی سے وہ چیونٹا مراد ہے جو بڑا لمبے پاؤں والا ہوتا ہے کیونکہ وہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور شہد کی مکھی سے تو فائدہ ہے، اس سے شہد اور موم حاصل ہوتا ہے اور ہُدہُد اور صرد کا گوشت حرام ہے اِس لئے ان کے قتل سے منع فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہُدہُد کا گوشت بدبو دار ہوتا ہے تو جلّالہ کی طرح ہوا اور صرد کو عرب لوگ منحوس سمجھتے ہیں اِس لئے اس کو مکروہ سمجھا۔ بعض نے کہا یہ اپنے نام کی وجہ سے مکروہ ہے، کیونکہ تصرید کم دینے کو کہتے ہیں۔) (مجمع البحرین میں ہے کہ صُرد حضرت آدمؑ کو سراندیپ سے جدّہ تک راستہ بتلاتے گیا۔ اور ہُدہُد حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا اس لئے ان کے قتل سے منع کیا۔)

(کعب احبار نے کہا صُرد سبحان ربی الاعلیٰ ملأ سمائہ وارضہ پکارتا ہے)۔

کَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ رَجُلًا صَرِدًا لَا تُدْفِئُهٗ فِرَاءُ الْحِجَازِ. امام زین العابدینؓ سردی کا تحمل نہیں کر سکتے تھے، آپ حجاز کی پوستینوں سے گرم نہیں ہوتے تھے۔

صَرْدَحٌ. ہموار مقام۔

رَاَیْتُ النَّاسَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْ بَکْرٍ جُمِعُوْا فِیْ

صَرْدَحٍ يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَيُسْمِعُهُمُ الصَّوْتُ. حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت میں میں نے دیکھا، لوگ ایک صاف چکنے اور ہموار میدان میں جمع کئے گئے۔ ان سب پر نگاہ جاتی تھی اور آواز ان کو سنائی جا سکتی تھی۔

صَرْدَح کی جمع صَرَادِحُ ہے۔

صَرٌّ۔ مادہ کے تھن پر تھیلی باندھنا تاکہ وہ اپنے بچے کو دودھ نہ پلا سکے۔ اور باندھنا، کھڑا کرنا، آواز نکالنا۔

صَرِيْرٌ۔ کان میں جھن جھن کی آواز آنا۔

صُرَّ النَّبَاتُ۔ سبزی پر پالا پڑا۔

صِرٌّ۔ سخت سرد ہوا۔

إِصْرَارٌ۔ ضد کرنا، قائم رہنا، ہمیشہ کرنا، اعتماد کرنا۔

صَارُوْرٌ۔ جس کا نکاح نہ ہوا ہو یا جس نے حج نہ کیا ہو۔

صِرَارٌ۔ وہ تھیلی یا بندھن جو تھن پر باندھا جائے تاکہ بچہ دودھ نہ پی سکے۔ (صِرَار بلند مقامات کو بھی کہتے ہیں جہاں پانی نہیں چڑھ سکتا)۔

صَرَّةٌ۔ نالہ، فریاد و چیخ، تکلیف کی شدت، ترش روئی۔

صِرَّةٌ۔ سخت سردی۔

صُرَّةٌ۔ تھیلی، ہمیانی (اس کی جمع صُرَرٌ ہے)۔

حَتّٰى سَمِعْتُ صَرِيْرَ الْأَقْلَامِ۔ یہاں تک کہ میں نے قلم چلنے کی آواز سنی (یعنی اس مقام پر پہنچا جہاں فرشتے لکھ رہے تھے اور ان کی روانی قلم کی آواز آرہی تھی)۔

مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔ جس نے گناہ سے توبہ کی نادم ہوا اور اللہ سے بخشش چاہی تو اس نے اصرار نہیں کیا (یعنی ایسے شخص کو مُصِر نہیں کہہ سکتے) گو ایک دن میں وہی گناہ ستر بار کرے۔

وَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ۔ گناہ پر اصرار (و اسکبار) کرنے والوں کے لئے خرابی ہے (اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ گناہ کرتا رہے اور ان پر نادم اور شرمندہ نہ ہو، توبہ نہ کرے، دوسرے یہ کہ گناہ کو، اگرچہ وہ کمتر درجہ کا ہو حقیر سمجھے اور اس کی پرواہ نہ کرے اپنی نیکیوں پر پھولا رہے۔ مجمع البحرین میں ہے کہ صغیرہ گناہ اگر کئی ہوں تو سب مل کر کبیرہ ہو جاتے ہیں اور ان کا کرنے والا مُصِر ہے)۔

لَا صَرُوْرَةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ اسلام میں اکیلا رہنا، (مجرّد رہنا اور نکاح نہ کرنا) نہیں ہے (یعنی کسی مسلمان کو ایسا کہنا درست نہیں کہ میں نکاح نہیں کرتا۔ کیونکہ نکاح کرنا مومنوں کا طریقہ ہے اور اس کا ترک کرنا رہبانیت اور درویشی ہے جو اسلام میں لغو قرار دی گئی ہے)۔

صَرُوْرَةٌ۔ اس کو بھی کہتے ہیں جس نے کبھی حج نہ کیا ہو (یہ صَرٌّ سے ماخوذ ہے بمعنی حبس اور منع)، بعض نے اِس حدیث کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ جو شخص حرم کی حد میں کسی کا خون کرے، اس سے قصاص لیا جائے اور اس کا یہ قول قبول نہ ہوگا کہ میں نے کبھی حج نہیں کیا اور حرم کی حرمت سے واقف نہ تھا۔ ایام جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی جرم کرکے حرم کی پناہ لیتا تو اس کو نہ چھیڑتے، اگر مقتول کا وارث اس کو حرم میں پکڑ بھی لیتا تو دوسرے لوگ کہتے وہ صرورہ ہے اس کو مت چھیڑ۔ بعض نے کہا ترجمہ یہ ہے کہ اسلام میں حج کرنا ضروری ہے اور حج نہ کرنا اسلام کا طریق نہیں ہے)۔

تَأْتِيْنِيْ وَأَنْتَ صَارٌّ بَيْنَ عَيْنَيْكَ (آنحضرت نے حضرت جبرئیل ع سے فرمایا کہ) تم میرے پاس کشیدہ رہ کر آتے ہو (دونوں آنکھوں کو ملائے ہوئے، جیسے مغموم آدمی کا حال ہوتا ہے)۔

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَحُلَّ صِرَارَ نَاقَةٍ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا فَإِنَّهُ خَاتَمُ أَهْلِهَا۔ جس شخص کو اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہو اس کے لئے یہ درست نہیں کہ کسی اونٹنی کا تھن بندھن مالک کی اجازت کے بغیر کھولے (اس کا دودھ نکالے) کیونکہ وہ

سر بندھن گویا مالک کی مہر ہے (اور کسی کی مہر توڑنا بغیر اس کی اجازت کے نادرست ہے) عرب لوگ کہتے ہیں کہ:

نَاقَةٌ مُصَرَّرَةٌ - وہ اونٹنی جس کے تھنوں پر تھیلی چڑھی ہو یا سر بندھن ہو)۔

وَقُلْتُ خُذُوْهَا هٰذِهٖ صَدَقَاتُكُمْ مُصَرَّرَةً أَخْلَافُهَا لَمْ تُجَرَّدِ - (مالک بن نویرہ نے اپنی قوم کے لوگوں کو جب انھوں نے زکوٰۃ کے جانور نکالے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجنا چاہا تو ان کو روکا اور یہ شعر پڑھا) یہ تمہارے ہی صدقہ ہیں ان کو لے لو، ان کے تھن بندھے ہوئے ہیں جو کھولے نہیں گئے۔

مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً - جو شخص بکری یا گائے یا اونٹنی یا کوئی دودھ کا جانور ایسا خریدے جس کے مالک نے اس کا دودھ روک رکھا ہو کئی دن تک نہ دوہا ہو (تاکہ خریدار کو دھوکا ہو اور وہ گراں قیمت پر خرید لے)۔

مُصَرَّاةٌ - اگر صَرٌّ سے ماخوذ ہے تو اسی باب سے ہے اور اگر صَرْیٌ سے ماخوذ ہے تو اس کا ذکر آئندہ آرہا ہے۔

تَكَادُ تَنْصَرُّ مِنَ الْمِلْاِ - بھر کر پھٹ جانے کے قریب تھی۔

اَخْرِجَا مَا تُصِرَّانِهٖ - تم نے جو اپنے دل میں جوڑ رکھا ہے اس کو نکالو (یعنی جو دل میں ہے وہ کہو) (ایک روایت میں تُسِرَّانِ ہے جو تم چپکے چپکے کہہ رہے تھے)۔

اَمَّا وَهُوَ مَصْرُوْرٌ فَلَا - (عبد اللہ بن عامر نے ایک قیدی کو عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا تاکہ اس کو قتل کریں، اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا) اس حالت میں تو میں قتل نہ کروں گا۔

اِنَّكُمْ مُصَرَّرُوْنَ مُحَشَّكُوْنَ - تم تو بندھے ہوئے ہو کانٹا لگے ہوئے (یعنی بخیل ہو)۔

حَتّٰى اَتَيْنَا صِرَارًا - یہاں تک کہ ہم "صرار" پر آئے (صرار ایک پرانا کنواں تھا مدینہ سے تین میل دور عراق کے راستے پر)۔

نَهٰى عَمَّا قَتَلَهُ الصِّرُّ مِنَ الْجَرَادِ - جس ٹڈی کو سردی نے مار ڈالا ہو اس کے کھانے سے منع فرمایا۔

اِطَّلَعَ عَلَيَّ ابْنُ الْحُسَيْنِ وَاَنَا اَنْتِفُ صِرًّا - امام زین العابدین نے مجھ کو جھانکا میں "صر" کے پر اکھیڑ رہا تھا۔

صِرٌّ - ایک قسم کا پرندہ ہے۔

فَاصْطَرَّتِ السَّارِيَةُ - (آنحضرتؐ ایک لکڑی سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار کرالیا گیا اور آپؐ نے اس لکڑی کو چھوڑ دیا تو وہ رونے کی آواز نکالنے لگی۔ (سبحان اللہ! یہ آپؐ کا ایک بڑا معجزہ تھا، جب لکڑی آپؐ کے فراق پر رونے لگی تو مومنین کو آپ کی مفارقت پر کتنا رونا چاہیے یا اللہ ہم کو مرنے کے بعد فوراً ہی ہمارے پیغمبرؐ سے ملا دے)۔

اَزْرَقُ مُفْرَّالنَّابِ مُصَرَّاُ الْاُذُنِ - نیلگوں دانت گرا ہوا، کان کھڑے کیا ہوا (سننے کے لئے)۔

اِنَّهَا اَمْرُ اللّٰهِ صِرّٰى یا صِرِّيٌّ یا صُرِّيٌّ یا صُرّٰى - یہ اللہ کا قطعی حکم ہے جو ٹل نہیں سکتا۔

صَرْصَرٌ - بہت ٹھنڈی تیز ہوا۔

لَا كَبِيْرَةَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ وَلَا صَغِيْرَةَ مَعَ الْاِصْرَارِ - جب گناہ سے استغفار کرتا رہے تو کوئی گناہ کبیرہ نہ ہوگا اور جب کسی گناہ پر اصرار کرے (اگرچہ وہ صغیرہ ہو) تو وہ صغیرہ نہ رہے گا بلکہ کبیرہ ہو جائے گا۔

سَمِعَ نُوْحٌ صَرِيْرَ السَّفِيْنَةِ عَلَى الْجُوْدِيِّ - حضرت نوحؑ نے کشتی کی آواز سنی جب وہ جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری۔

سَمِعَ صَرِيْرَ الْكَوْثَرِ - جب کوئی کانوں میں انگلیاں دے لے تو حوض کوثر کے پانی کی آواز سنے گا (یعنی ایسی آواز جھر جھر بھر بھر کی اس کے کانوں میں آئے گی جیسی حوض کوثر کے پانی میں سے نکلتی ہے)۔

صُرْصُوْرٌ - بڑا اونٹ۔

صِرَاطٌ۔ راستہ، راہ اور وہ پُل جو دوزخ کی پشت پر بنا ہوا ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔

صُرَاطٌ۔ لمبی تلوار کاٹنے والی۔ (سِرَاطٌ سین سے بھی بمعنی صِرَاط ہے)۔

امام جعفر صادقؒ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی تفسیر میں فرمایا یعنی ہم کو اس راہ پر چلا جس سے تیری محبت پیدا ہو جو تیرے سچے دین تک پہنچائے اور رائے اور خواہش پر چلنے سے ہم کو باز رکھے (معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کی مجرّد رائے یا قیاس پر چلنا صریح گمراہی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے)۔

وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُولُ اسْتَقِيمُوا عَلَى الصِّرَاطِ ایک راستہ ہے اس کے دونوں طرف دیواریں ہیں، ان میں دروازے ہیں کھلے ہوئے اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں اور راستہ کے سرے پر ایک پکارنے والا ہے، جو کہہ رہا ہے "سیدھے چلے جاؤ" (اِدھر یا اُدھر نہ مڑو)۔

فَأَخْبَرَ أَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْإِسْلَامُ۔ پھر آپ نے اس حدیث کی تفسیر بیان کی تو فرمایا کہ صراط یعنی اسلام کا راستہ دین ہے (اور کھلے دروازے اللہ کے محارم ہیں۔ یعنی جن باتوں کو اللہ نے حرام کیا ہے، اور پردے اللہ کی حدیں ہیں اور پکارنے والا راستہ کے سرے پر قرآن ہے (تو جو کوئی قرآن کی ہدایت پر نہ چلا وہ گمراہ ہو گیا)۔

صَرْعٌ یا صِرَاعٌ یا مَصْرَعٌ۔ زمین پر گرا دینا، دروازے کے دو پٹ کرنا۔

صُرِعَ۔ اس کو مرگی کا عارضہ ہو گیا۔

تَصْرِيعٌ۔ گرانا۔

مُصَارَعَةٌ۔ کشتی کرنا۔

صُرَاعَةٌ اور صِرِّيعٌ۔ بڑا پہلوان گرانے والا۔

صَرْعٌ۔ مرگی کی بیماری کو کہتے ہیں۔ جس میں دماغ میں سُدّہ پڑ جاتا ہے۔

مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُمْ قَالُوا الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ هُوَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ تم پہلوان کشتی میں گرانے والا کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا، اس کو جس کو لوگ پچھاڑ نہ سکیں، آپؐ نے فرمایا، نہیں پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے نفس پر اختیار رکھے (اس کی عقل غالب ہو جو نفس کو پچھاڑ دے کیونکہ سب سے بڑا دشمن آدمی کا نفس ہے، وہی سب بلاؤں میں پھنساتا ہے جب آدمی نے اس کو پچھاڑا اور شریعت اور عقل سے اس کو مغلوب کیا تو درحقیقت وہی بڑا پہلوان ہے۔ سبحان اللہ یہ حدیث تمام اخلاقی تعلیمات کی بنیاد ہے ساری آفتیں آدمی کو دو چیزوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایک شہوت یعنی خواہش دوسرے غصہ۔ اور یہ دونوں نفس کی صفات ہیں جب ان دونوں کو مارا اور عقل اور شرع کے تابع کر دیا تو پھر تمام بلاؤں سے بچ گیا)۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ تَصْرَعُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرَى۔ مومن کی مثال ایک نرم پودے کی سی ہے (جو تر و تازہ ہو) کبھی اس کو ہوا ٹیڑھا کر دیتی ہے پھر سیدھا کر دیتی ہے (کیونکہ وہ نرمی کی وجہ سے مڑ جاتا ہے پھر سیدھا ہو جاتا ہے اور کافر سوکھے سخت درخت کی طرح ہے مڑتا ہی نہیں۔ جب مڑا تو بس گیا گزرا اور جڑ سے ہی اکھڑ گیا۔)

إِنَّهُ صُرِعَ عَنْ دَابَّةٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ۔ آں حضرتؐ سواری پر سے گر پڑے، آپؐ کی (داہنی کروٹ چھل گئی، وہاں کی کھال ادھڑ گئی (اس کے علاوہ کچھ ضرب نہیں آئی، اللہ نے محفوظ رکھا)۔

أَرْدَفَ صَفِيَّةَ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا۔ (آں حضرتؐ جب غزوۂ خیبر سے لوٹے تو) آپؐ

نے ام المومنین حضرت صفیہ رض کو (اونٹ پر) اپنے ساتھ بٹھالیا
اونٹ نے ٹھوکر کھائی اور دونوں اس پر سے گر پڑے۔
فَرَاَیْتُہُمْ صَرْعٰی فِی الْقَلِیْبِ۔ میں نے ان شیطان
کافروں کو (جنھوں نے عین نماز میں آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی
اوجھڑی رکھدی تھی اور خوب قہقہے لگائے تھے) بدر کے
اندھے کنوئیں میں پڑے دیکھا (یہ سات کافر تھے، ان میں سے
پانچ جنگ بدر میں واصل جہنم ہوئے، ان کی نعشیں کتوں
کی طرح ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دی گئیں اور دو یعنی عمارہ
اور عقبہ بھی بُری طرح مرے۔ عمارہ حبش کو بھاگا، وہاں کے
بادشاہ کی عورت پر نظر ڈالی اس نے ایک جادوگر سے عمل
کراکر اس کو دیوانہ بنا دیا۔ جانوروں کی طرح وحشی بن کر جیا۔
آخر حضرت عمر رض کی خلافت میں وہیں مرگیا اور عقبہ کو آپ نے
بدر سے لوٹ کر قتل کرایا جو قید کرلیا گیا تھا)۔
مَصْرَعُ فُلَانٍ۔ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے۔
(یعنی مرکر گرنے کی)۔
سَاَلْتُہٗ عَمَّا صَرَعَ الْمِعْرَاضُ مِنَ الصَّیْدِ۔ میں نے
آپ سے پوچھا کہ بے پر کے تیر سے اگر شکار مارا جائے تو اس کا
کھانا درست ہے یا نہیں۔
فَقَمَصَتِ الْمَرْکُوْبَۃُ فَصَرَعَتِ الرَّاکِبَۃَ۔
(سواری جس پر تیسری سوار تھی) اس نے دونوں پاؤں اٹھائے
اور جو اس پر سوار تھی اس کو گرا دیا (ہوا یہ تھا کہ تین لڑکیاں
ایک پر ایک سوار ہوئیں، نیچے والی نے بیچ والی کے چٹکی لی،
وہ الف ہوگئی تو اوپر والی گر پڑی اور گردن ٹوٹ کر مرگئی،
حضرت علی رض نے ایک ایک تہائی دیت کی اُن دونوں لڑکیوں
سے دلائی اور ایک تہائی ساقط کردی اس لئے کہ مرنے والی
نے خود اپنی خوشی سے یہ کھیل کھیلا تھا)۔
وَصَرِیْعٌ بَیْنَ کَوْمَتَیْ۔ ایک شخص زمین پر گرا ہوا (یعنی
[illegible]ی ہوکر، دُہرا ہو رہا تھا، اس کو تشنج ہو رہا تھا)۔
اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سُقْمٍ مُصْرِعٍ۔ میں تیری پناہ
مانگتا ہوں اس بیماری سے جو زمین پر گرا دے (یا جو مرگی میں
مبتلا کردے)۔
مِصْرَاعُ الْبَابِ۔ دروازے کا ایک پٹ۔
اَوَّلُ مَنْ عَلَّقَ عَلٰی بَابِ الْکَعْبَۃِ مِصْرَاعَیْنِ
مُعَاوِیَۃُ۔ جس نے پہلے کعبہ کے دروازے کے دو پٹ لگائے
وہ معاویہ تھے (ان سے پہلے یہ دروازہ ایک ہی پٹ کا تھا)
مِصْرَعٌ اور مِصْرَاعٌ شعر کے ایک ٹکڑے کو
کہتے ہیں (اور بیت دونوں مصرعوں کو ملا کر)۔
مَصَارِعُ الشُّھَدَاءِ۔ جہاں پر شہداء گریں (مرکر)
صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ الْھَوَانِ
احسان کرنا ذلت میں گرنے سے بچاتا ہے۔
صَرْفٌ۔ پھیر دینا، اوندھا دینا، ہٹا دینا، خالص رکھنا،
آمیزش نہ کرنا، رخصت کرنا۔
تَصْرِیْفٌ۔ پھیر دینا، گردان کرنا۔
صَرِیْفٌ۔ اُس آواز کو کہتے ہیں جو دروازے کو بند
کرتے یا کھولتے وقت نکلتی ہے۔
اِصْرَافٌ۔ پھیر دینا۔
اِصْطِرَافٌ۔ خریدنا۔
اِسْتِصْرَافٌ۔ پھیر دینے کا سوال۔
صَرَّافٌ۔ پرکھنے والا (مشہور مستعمل لفظ ہے، صراف
سونے چاندی اور زیورات کا بیوپاری)۔
اِنْصِرَافٌ۔ لوٹ جانا۔
صَرْفٌ۔ اُس بیع کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف
نقد ہوں۔ جیسے روپوں کے بدلے اشرفیاں لی جائیں۔
صِرْفٌ۔ خالص۔
لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔ اللہ
اس کی طرف سے نہ توبہ قبول کرے گا نہ فدیہ یا نہ نفل
اس کا قبول ہوگا نہ فرض۔
اِذَا صُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَۃَ۔ جب جائداد

کی تقسیم ہو جائے اور ہر ایک کے رستے جدا جدا کر دیئے جائیں تو اب شفعہ کا حق نہ رہے گا (اس لئے کہ شفعہ کا حق جائداد کے شریک کو ہوتا ہے جب جائداد تقسیم ہوگئی اور راستے معین ہوگئے تو اب شرکت نہ رہی اس لئے شفعہ کا بھی حق نہ ہوگا۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ پہنچتا ہے، ان کی دلیل دوسری حدیث ہے اور قیاس اسی کو مقتضی ہے جو حنفیہ کا مذہب ہے)۔

مَنْ طَلَبَ صَرْفَ الْحَدِيْثِ يَبْتَغِيْ بِهٖ إِقْبَالَ وُجُوْهِ النَّاسِ إِلَيْهِ۔ جو شخص (ضرورت سے زیادہ) باتیں بنانا چاہے (خوشامد، چاپلوسی اور مبالغہ یا اپنی فصاحت و بلاغت ظاہر کرنے کے لئے) اس لئے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ:

فُلَانٌ لَا يُحْسِنُ صَرْفَ الْكَلَامِ۔ فلاں شخص کلام کا پرکھنا نہیں جانتا (اچھے اور برے میں تمیز نہیں)۔

فَاسْتَيْقَظَ مُحْمَارًّا وَجْهُهٗ كَأَنَّهُ الصِّرْفُ۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے پاس آیا آپؐ کعبہ کے سایہ میں سو رہے تھے) پھر آپ جاگے، آپؐ کا چہرۂ مبارک "صرف" کی طرح سرخ تھا۔

صِرْفٌ۔ ایک درخت ہے سرخ رنگ کا جس سے چمڑہ صاف کرتے ہیں۔

تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ كَأَنَّهُ الصِّرْفُ۔ ان کا چہرہ متغیر ہوگیا (چہرہ کا رنگ بدل گیا) گویا وہ صرف ہے (صرف کے معنی سطورِ بالا میں بیان ہو چکے)۔

صِرْف۔ اس کے معنی کی مناسبت سے خالص شراب یا خون کو بھی کہتے ہیں جس میں پانی نہ ملا ہو۔

تَغْشَىٰ كُمْ عُرُوقُ الْأَدِيْمِ الصِّرْفِ۔ وہ تم کو ایسا گل دے گی (رگڑے گی) جیسے سرخ چمڑا ملی جاتی ہے رگڑی جاتی ہے۔

إِنَّهٗ دَخَلَ حَائِطًا مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا فِيْهِ جَمَلَانِ يَصْرِفَانِ وَيُوْعِدَانِ فَوَضَعَا جُرُنَهُمَا

آں حضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، دیکھا تو وہاں دو اونٹ دانتوں سے آواز نکال رہے ہیں (نر اونٹ ایسا مستی کے وقت کرتا ہے اور مادہ تھکان کے وقت) اور حملہ کرنے کے لئے بڑبڑ کر رہے ہیں آپ ان کے نزدیک گئے تو دونوں نے زمین پر گردن رکھ دی (بس آپؐ کے نزدیک پہنچتے ہی ساری مستی اور شرارت بھول گئے۔ عاجز ہو کر گردن جھکا دی)۔

لَا يَرُوْعُهٗ مِنْهَا إِلَّا صَرِيْفُ أَنْيَابِ الْحِدْثَانِ۔ اس کو کوئی چیز نہیں ڈراتی، مگر زمانہ کے حادثوں کے دانتوں کی آواز۔

أَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ۔ میں قلم چلنے کی آواز سن رہا تھا (جو فرشتے لوحِ محفوظ سے اللہ کے حکم کی نقل کر رہے تھے) (بعض نے اس حدیث میں قلم کی تاویل کی ہے حالانکہ تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے)۔

إِنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ صَرِيْفَ الْقَلَمِ حِيْنَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ التَّوْرَاةَ۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کے لئے توراۃ شریف (اپنے ہاتھ سے لکھی تو موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا قلم چلنے کی آواز سن رہے تھے (یہ حدیث بھی اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول ہے تاویل کی ضرورت نہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تین چیزیں اللہ تعالےٰ نے خاص اپنے دست مبارک سے تیار فرمائیں۔ ایک تو آدمؑ کا پتلا اپنے ہاتھ سے بنایا دوسرے توراۃ اپنے ہاتھ سے لکھی تیسرے جنت العدن میں درخت اپنے ہاتھ سے گاڑے۔ اللہ تعالیٰ جہمیوں کو تباہ کرے جو ہمارے پروردگار کے ہاتھوں کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اس کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں ہاتھوں میں برابر کاز ورہے)۔

وَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلِهِمَا وَصَرِيْفِهِمَا۔ وہ دونوں ان کے دودھ اور تازہ دوہے ہوئے دودھ میں رات گزارتے تھے۔

صَرِيْفٌ۔ اس دودھ کو کہتے ہیں جو ابھی تازہ تھن سے دوہا گیا ہو۔

لَكِنَّ غِذَاهَا اللَّبَنُ الْخَرِيفُ الْمَخْضُ وَالْقَارِصُ وَالصَّرِيفُ۔ اس کی غذا فصلِ خریف کا دودھ ہے (اس فصل کا دُودھ چکنا ہوتا ہے کیونکہ جانور برسات کا چارہ کھاکر خوب موٹے تازے ہوتے ہیں) وہ دودھ جس پر سے مکھن نکال لیا جاتا ہے۔ اور دہی اور تازہ دُوہا ہوا دُودھ۔

أَشْرَبُ التِّبْنَ مِنَ اللَّبَنِ رَثِيئَةً أَوْ صَرِيفًا۔ میں بیس آدمیوں کو سیر کرنے والا پیالہ دُودھ کا اکیلا پی جاتا ہوں خواہ میٹھا ہو یا تازہ دُوہا ہوا ہو (یہ عمرو بن معدی کرب نے کہا جو بڑے پیٹ والے اور بہت کھانے والے تھے)۔

أَتُسَمُّونَ هٰذَا الصَّرَفَانَ۔ کیا تم اس کھجور کو صرفان کہتے ہو؟

صَرَفَان۔ ایک قسم کی عمدہ اور وزنی کھجور ہے۔

يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ۔ (حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے) یوں سمجھے کہ نماز سے فارغ ہو کر داہنی ہی طرف جانا ضروری ہے۔ حالانکہ داہنی طرف جانا صرف مستحب اور مندوب ہے مگر واجب نہیں ہے جو کوئی مستحب کام کو واجب اور لازمی قرار دے گویا وہ شیطان کا پیرو ہوا۔ آں حضرتؐ نماز پڑھ کر اکثر داہنی طرف جاتے اور کبھی بائیں طرف بھی جاتے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مستحب یا مسنون کام کا ہمیشہ کرنا منع ہے یا ہمیشہ کرنے والے کو اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ مستحب کام کو مستحب ہی سمجھ کر کرے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو واجب گردان لے اور جو کوئی ترک کرے اس پر طعنہ اور ملامت کرے یہ شیطانی حرکت ہے ہمارے زمانہ میں مستحب تو مستحب ہے ہی مگر جس کام کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اس کو بھی احمق اور کم علم لوگ واجب اور ضروری سمجھنے لگے ہیں اور اس کے نہ کرنے والے کو ملعون کرتے ہیں۔ جیسے اذان میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کے وقت انگلیاں چُومنا، تیجہ، دسواں، چہلم کرنا، مجلسِ میلاد کرنا، فاتحہ، عرس، صندل، چراغاں وغیرہ۔ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھاکر دُعا مانگنا اگر یہ لوگ پورا علم حاصل کریں تو اِن شیطانی حرکات سے اُن کو نجات ملے گی، ورنہ نیم ملا خطرۂ ایمان ہے جیسے نیم طبیب خطرۂ جان۔ مجمع البحار میں ہے کہ جب سنت پر اصرار کرنا شیطانی کام ہوا تو بدعت پر اصرار کرنا کس قدر شیطانی کام ہوگا)۔

وَاصْرِفْنِي عَنْهُ۔ میرا دل اس کی طرف سے پھیر دے (یہ واصرفه عنّی کے بعد فرمایا اس لئے کہ آدمی کبھی گناہ سے باز رہتا ہے لیکن اس کا دل اس کی طرف مائل رہتا ہے، تو فرمایا کہ میرا دل بھی گناہ کے ارتکاب سے پھیر دے یعنی بُرے کاموں سے نفرت ہو جائے)۔

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَرْفٌ۔ جس کے پاس نقد روپے ہوں (وہ ان کو اشرفیوں سے بدلنا چاہے)۔

عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔ روحاء کے آخری مقام پر (روحاء ایک مقام کا نام ہے)۔

سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ مُتَفَاضِلًا فَقَالَ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ۔ میں نے ان سے پوچھا اگر چاندی کو چاندی کے بدلہ یا سونے کو سونے کے بدلہ کم و بیش فروخت کیا جائے تو کیسا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں جب کہ دونوں طرف سے نقدا نقد ہو۔ سُود تو جب ہوگا جب اُدھار کا معاملہ ہو (یہ قول صرف بعض علماء کا ہے اور جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ چاندی چاندی کے بدلہ یا سونا سونے کے بدلہ کم و بیش بیچنا درست نہیں اگرچہ نقدا نقد ہو۔ جیسے کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ البتہ اگر جنس[1] مختلف ہو تب کمی بیشی درست ہے، لیکن اُدھار درست نہیں)۔

يَجْعَلُ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا۔ اپنی نگاہ داہنی اور بائیں طرف پھرانے لگے۔

---

[1] جیسے چاندی سونے کے بدلہ یا سونا چاندی کے بدلہ۔ ۱۲ منہ

وَكَانَ يَنْصَرِفُ حِيْنَ يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا۔ آنحضرت صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہو جاتے جب ہم میں سے کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا (اس قدر روشنی ہوتے ہی آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے۔ تو معلوم ہوا کہ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھتے کیونکہ آپ نمازِ فجر میں بہت لمبی قرأت کیا کرتے۔ اس حدیث سے حنفیہ کا یہ قول باطل ہوتا ہے کہ صبح کی نماز روشنی میں شروع کرنا افضل ہے۔ اور یہ جو دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے اور عورتیں اپنے گھروں کو لوٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے ان کی شناخت نہ ہوتی، تو یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس لئے کہ وہ عورتیں دور ہونے کی وجہ سے نہ پہچانی جاتیں، جب تھوڑی سی روشنی ہو تو پاس والا آدمی پہچان لیا جاتا ہے لیکن دور والے کی شناخت نہیں ہوتی)۔

ثُمَّ انْصَرَفَ۔ پھر وہ لوٹ گئے (یعنی منبر کی طرف سے یہ نہیں کہ ترکِ سنت کی وجہ سے انھوں نے نماز اس کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دی)۔

فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ انْصَرَفَ۔ جب یہ حال دیکھا، تو جلدی سے ہی نماز سے فارغ ہو گئے (معلوم ہوا کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو نماز کو مختصر کر دینا درست ہے)۔

فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ۔ ہم نے آپس میں مول تول کیا (یعنی چکایا) یا اپنے مال کی تعریف کی یہاں تک کہ اس نے روپے مجھ سے خریدے (بیع صرف ہو گئی)۔

صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ۔ ان کے منہ پھر گئے (یعنی شکست ہو گئی پیٹھ موڑ کر بھاگے)۔

لَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ۔ نماز میں مجھ سے آگے (یعنی مجھ سے پہلے) نہ رکوع کیا کرو نہ سجدہ نہ مجھ سے پہلے نماز سے فارغ ہو (یعنی سلام پھیرو یا مسجد سے نکلو کیونکہ مقتدی کو نماز کے ہر رکن میں امام کی متابعت کرنی چاہئے اور ہر رکن کو امام کے بعد ادا کرنا چاہئے)۔

نَهَاهُمْ اَنْ يَنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِهٖ۔ آں حضرتؐ نے صحابہؓ کو اس سے منع کیا کہ (نماز پڑھ کر) آپ کے لوٹنے سے پہلے لوٹ جائیں (کیونکہ آپ کے ساتھ عورت اور مرد سب نماز میں شریک رہتے تھے، آپؐ سلام کے بعد تھوڑی دیر توقف فرماتے، تاکہ عورتیں اپنے گھروں کو چلی جائیں، اس کے بعد مرد نکلیں)۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا، فرمایا یوں مت کہو، اللہ کو سلام (صحابہ شروع میں اسی طرح کہنے لگے تھے آپ نے اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ سلام خود اللہ تعالیٰ کا نام ہے)۔

لَوْ تَفَرَّتَتْ كَبِدُہٗ عَطَشًا لَمْ يَسْتَسْقِ مِنْ دَارِ صَيْرَفِيٍّ۔ اگر اس کا کلیجہ پیاس سے پھٹ رہا ہو جب بھی صراف کے گھر کا پانی نہ پئے (کیونکہ صراف اکثر سود خوار ہوتے ہیں، اور ان کا مال حرام کا مال ہوتا ہے)۔

صَيَارِفَةٌ۔ صیرفی کی جمع ہے بہ معنی صراف جو پیسوں کا بیوپار کرتا ہو۔

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ كَانُوْا صَيَارِفَةً۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کلام کے پرکھنے والے تھے (تو انھوں نے سچی بات یعنی توحید کو مان لیا اور جھوٹی بات یعنی شرک سے انکار کیا۔ یہاں صَيَارِفَةٌ سے یہی مراد ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ وہ روپے پیسوں کا بیوپار کرتے تھے)۔

میں کہتا ہوں کہ ظاہر مطلب یہی ہے کہ وہ صراف تھے اور روپے پیسوں کا بیوپار کرتے تھے۔ اور صراف کے پیشہ میں کوئی قباحت نہیں اگر برابر دے اور برابر لے، سود نہ کھائے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کو مکروہ پیشوں کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ عبارت کہ:

كَذَبَ الْحَسَنُ خُذْ سَوَاءً وَّاَعْطِ سَوَاءً عَيْنٌ

کہا جو صرافی کے پیشہ کو ناجائز بتلایا۔ برابر دے اور برابر لے۔
جب نماز کا وقت آجائے تو جو تیرے ہاتھ میں ہو اس کو چھوڑ کر
کے لئے جا۔ ہمارے مطلب پر دلالت کرتی ہے)۔
صَرْفُ الدَّهْرِ۔ زمانہ کی گردش (صَرْفٌ کی جمع
صُرُوْفٌ ہے)۔
صَرْفُ الْحَدِيْثِ۔ مبالغہ کے ساتھ کلام کو آراستہ کرنا۔
صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ الْأَذٰى۔ اللہ نے تیری تکلیف
دی (تجھ کو تندرست کر دیا، یا پاک کر دیا، تیری نجاست
کر دی)۔
لَمْ يَزَلِ الْإِمَامُ مَصْرُوْفًا عَنْهُ قَوَارِفُ
سُوْءٍ۔ امام سے ہمیشہ بُرائی کی تہمتیں دُور کی جاتی ہیں (اللہ تعالٰے
بُری باتوں سے محفوظ رکھتا ہے)۔
اَللّٰهُ يَسْمَعُ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ۔ اللہ تعالٰی (عرش
) دنیا میں قلم چلنے کی بھی آواز سنتا ہے۔
اَلرَّجُلُ يَنَامُ وَهُوَ سَاجِدٌ قَالَ يَنْصَرِفُ وَ
ضُوْءُهُ۔ اگر کوئی شخص سجدے میں سو جائے تو وہ لوٹے اور
(اکثر علماء کے نزدیک سجدے یا رکوع میں سو جانے
وضو نہیں ٹوٹتا)۔
صَرَفْتُ الْمَالَ۔ میں نے روپیہ خرچ کیا۔
صَرَفْتُ الرَّجُلَ فِيْ اَمْرِيْ۔ میں نے اپنے مقصد کے
دھوپ کی۔
صُرِفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم إِلَى الْكَعْبَةِ۔ آنحضرتؐ
کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا (پہلے بیت المقدس کی طرف
کے نماز پڑھا کرتے تھے)۔
وَاصْرِفْ قَلْبِيْ اِلٰى طَاعَتِكَ وَخَشْيَتِكَ۔ میرا
کی اطاعت اور خوف کی طرف پھیر دے (میں تجھ سے
ول اور تیری عبادت شوق اور رغبت کے ساتھ کرتا
)۔
يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ۔ اے دلوں کو
پھیرنے والے میرا دل (ایمان پر) جمائے رکھ۔
صَرَفْتُ الْأَجِيْرَ۔ میں نے مزدور کو رخصت کر دیا۔
(اس کو چھوڑ دیا)۔
كَلْبَةٌ صَارِفٌ۔ کتیا نر کی خواہش رکھنے والی۔
اَلصَّرَفَانُ سَيِّدُ تُمُوْرِكُمْ۔ صرفان تمہاری
سب کھجوروں کی سردار ہے (سب قسم کی کھجوروں سے عمدہ
اور زیادہ مزے دار ہے)۔
صَرَقٌ۔ پتلی باریک، رقیق۔
صَرِيْقَةٌ۔ چپاتی۔
كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْمُصَلّٰى
مِنْ طَرَفِ الصَّرِيْقَةِ وَيَقُوْلُ اِنَّهُ سُنَّةٌ۔ عبد اللہ
ابن عباسؓ عید الفطر کے دن عیدگاہ کو جانے سے پہلے چپاتی
کا ایک ٹکڑا کھا لیتے اور کہتے یہ (یعنی عید الفطر کی نماز سے پہلے
کچھ کھا لینا سنت ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ
عید الفطر کی نماز سے پہلے طاق کھجوریں کھا لیتے)۔
صَرِيْقَةٌ کی جمع صُرُقٌ اور صَرَائِقُ آئی ہے۔
(خطابی نے عطاء سے یوں روایت کیا کہ:
لَا اَغْدُوْ حَتّٰى اٰكُلَ مِنْ طَرَفِ الصَّرِيْفَةِ
فائے موحدہ سے، حالانکہ صحیح صَرِيْقَةٌ قاف سے ہے)۔
صَرْمٌ۔ کاٹنا، چھوڑ دینا، ترکِ کلام و سلام کرنا۔
صُرْمٌ۔ (اسم مصدر ہے)۔
صَرَمَ الْحَبْلُ۔ رسی ٹوٹ گئی۔
صَرَمَ شَهْرًا عِنْدَنَا۔ ایک مہینہ ہمارے پاس رہا۔
سَيْفٌ صَارِمٌ۔ کاٹنے والی تلوار۔
مُصَارَمَةٌ۔ کاٹنا۔
اَصْرَمَ النَّخْلُ۔ کھجور کاٹنے کا وقت آن پہنچا (جیسے
اَحْصَدَ الزَّرْعُ۔ کھیت کاٹنے کا وقت آن پہنچا)۔
تَصْرِيْمٌ۔ خوب کاٹنا۔
تَصَارُمٌ۔ مضبوط رہنا، لڑائی ختم جانا۔

تَصَادُرٌ۔ ایک دوسرے سے ملاقات ترک کر دینا۔

صَارِمٌ۔ شیر کو بھی کہتے ہیں۔

صِرَام۔ جنگ۔

فَتَجْدَعُهَا وَتَقُولُ هٰذِهٖ صُرُمٌ۔ تو خود جانوروں کے کان کاٹتا ہے اور کہتا ہے یہ کن کٹے ہیں۔

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُصَارِمَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ۔ کسی مسلمان کو یہ درست نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان سے ترکِ ملاقات کرے (بلکہ اگر کچھ رنجش یا شکایت ہو جائے تو تین دن کے اندر صفائی کر لے اور کشیدگی ختم کر دے یہ طرزِ عمل جب اختیار کرنا چاہئے کہ جب دنیوی وجوہ سے رنج ہو اور اگر دین کی وجہ سے ہو تو جب تک وہ وجہ باقی ہے ترکِ ملاقات جائز ہے)۔

اَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔ دو بھائی ایک دوسرے سے خفا (ایک دوسرے سے قطع کرنے والے)۔

اِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اٰذَنَتْ بِصَرْمٍ۔ دنیا اب ختم ہونے والی ہے (اس کا آخری وقت قریب آگیا ہے)۔

لَا تَجُوْزُ الْمُصَرَّمَةُ الْاَطْبَاءِ۔ زکوٰۃ میں وہ بکری درست نہیں، جس کے تھن کاٹ ڈالے ہوں۔ یا داغ دے کر اس کا دودھ بند کر دیا گیا ہو (تھن میں بیماری کی وجہ سے آگ کے ذریعہ داغ دیدیا ہو کیونکہ اس کے بعد دودھ بالکل نہیں نکلتا)۔

لَمَّا كَانَ حِيْنَ يُصْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ صلعم ابْنَ رَوَاحَةَ اِلٰى خَيْبَرَ۔ جب کھجور کے کٹنے کا وقت آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجتے (وہ یہودیوں سے آدھا مال وصول کرتے، جیسا کہ انھوں نے عہد کیا تھا مشہور روایت یہی ہے)۔

يُصْرَمُ۔ بہ فتحہ را، اور ایک روایت میں يُصْرِمُ ہے بہ کسرۂ را، یہ اَصْرَمَ النَّخْلُ سے ہے یعنی کھجور کاٹنے کا وقت آ پہنچا۔

صِرَامٌ۔ خود کھجور کے درخت کو بھی کہتے ہیں چونکہ وہ کاٹا جاتا ہے۔

لَنَا مِنْ دِفْئِهِمْ وَصِرَامِهِمْ۔ ہمارا حصہ ان کے جانور اور اُن کے پھلوں میں ہے۔

اِنَّهٗ غَيَّرَ اِسْمَ اَصْرَمَ فَجَعَلَهٗ زُرْعَةَ۔ ایک شخص کا نام اصرم تھا، آپ نے یہ نام بدل کر زرعہ رکھ دیا۔ (اس لئے کہ اصرم کے معنی کاٹنے والا، شاید آپ نے مکروہ سمجھا ہو۔ اور زرعہ زراعت سے ماخوذ ہے جو برکت کی چیز ہے)

اِنْ تُوُفِّيْتُ وَفِيْ يَدِيْ صِرْمَةُ ابْنِ الْاَكْوَعِ فَسُنَّتُهَا سُنَّةُ ثَمْغٍ۔ اگر میں اس زخم سے مر گیا تو ابن اکوع کا کھجور کا باغ (یا اونٹوں کا گلہ) جو میرے ملک میں ہے اس کا حال وہی ہوگا جو ثمغ کا ہے (ثمغ کو حضرت عمرؓ نے وقف کر دیا تھا تو فرمایا کہ یہ ابن اکوع کا بھی چھوٹا سا باغ میرے مرنے کے بعد وقف ہے)۔

وَكَانَ يُغِيْرُ عَلَى الصِّرْمِ فِيْ عَمَايَةِ الصُّبْحِ۔ ان لوگوں کو جو اپنے اونٹ پانی پلانے کے لئے اتارتے ہیں صبح کی تاریکی میں لوٹتا۔

اَنَّهُمْ كَانُوْا يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهُمْ وَلَا يُغِيْرُوْنَ عَلَى الصِّرْمِ الَّذِيْ هِيَ فِيْهِ۔ جس عورت نے آں حضرتؐ کو پانی دیا تھا (حضرت علی اس کو پکڑ کر لائے تھے) صحابہ کیا کرتے اس عورت کے گرد اگرد گاؤں کو لوٹتے اور جس ٹکڑے میں وہ عورت تھی، اس کو چھوڑ دیتے)۔

فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا۔ ہم نے اپنے جانوروں کا گلہ نزدیک کیا۔

فِي التَّيْعَةِ وَالصُّرَيْمَةِ شَاتَانِ اِنِ اجْتَمَعَتَا وَاِنْ تَفَرَّقَتَا فَشَاةٌ شَاةٌ۔ بکریوں کے گلے اور منڈے میں جب ایک جگہ ہوں ایک سو بیس سے زیادہ تو دو بکریاں زکوٰۃ کی دینا ہوں گی اور جو اتنی ہی بکریاں دو جگہ ہوں تو ہر ایک گلے والے سے ایک ایک بکری لی جائے گی (مثلاً ساٹھ ساٹھ

بکریوں کے دو گلے ہوں تو ہر گلّہ میں سے ایک بکری لی جائے گی
ایک سو بکریوں تک۔ اگر ایک سو بیس بکریاں ایک ہی جگہ ہوں
یعنی ایک ہی شخص کی ہوں تب ایک ہی بکری زکوٰۃ کی دینا ہوگی)۔

اَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ۔ جس کے تھوڑے
اونٹ ہوں یا تھوڑی بکریاں (بے چارہ غریب ہو) تو اس کو سرکاری
رمنہ (چراگاہ میں) آنے دے (اپنے جانور وہاں چرانے دے۔
حضرت عمرؓ نے اپنے غلام سے فرمایا)۔

فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَمْسُ فِتَنٍ قَدْ مَضَتْ اَرْبَعٌ
وَبَقِيَتْ وَاحِدَةٌ وَهِيَ الصَّيْرَمُ۔ اس امت میں پانچ فتنے
ہوں گے ان میں سے چار تو گزر گئے اور ایک رہ گیا ہے وہ تو
جڑ کا تباہ کرنے والا ہے۔

اَلدُّنْيَا تَصَرَّمَتْ وَاٰذَنَتْ بِانْقِطَاعٍ۔ دنیا ختم
ہوئی اور اس نے اپنے ختم ہونے کی خبر دیدی۔

تَصَرَّمَ شَهْرُ رَمَضَانَ۔ رمضان کا مہینہ آخر ہوا۔
صَرَمَةٌ۔ کھجور کے درختوں کا ایک جھنڈ جو تیس درخت
تک ہوں۔

صَرْیٌ۔ کاٹنا، دفع کرنا، روکنا، حفاظت کرنا، آگے ہو جانا،
دبانا، موڑ دینا، ہلاکت سے بچانا، قضیہ چکانا، اوپر ہونا،
جمانا، مزہ بدل جانا۔

تَصْرِيَةٌ۔ جانور کا دودھ نہ نچوڑنا بلکہ تھن میں رہنے
دینا۔

مُصَرَّاةٌ۔ دودھ روکا ہوا جانور بیچنا۔

مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ اَیْ عَبْدِیْ۔ کس چیز نے
مجھ سے کاٹ دیا (یعنی تو مجھ سے سوال کرتا کیوں نہیں)۔

ایک روایت میں:

مَا يَصْرِيكَ مِنِّیْ آیا ہے، معنی وہی ہیں۔

مَنِ اشْتَرٰی مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ
(جو ایسا جانور خریدے (بکری، گائے، بھینس یا اونٹنی
جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو (تاکہ خریدار دھوکہ میں

آجائے اور اس کو دودھ والا سمجھ کر گراں قیمت کو خرید لے) تو
اس کو دو باتوں میں جو بھلی لگے اس کا اختیار ہوگا (خواہ وہ ادا
شدہ قیمت کے عوض جانور کو اپنے پاس رہنے دے خواہ بائع کو
واپس کر دے اور جو دودھ وہ جانور سے حاصل کر چکا ہے اس کے
بدل کھجور کا ایک صاع دیدے۔ خواہ دودھ اس سے زیادہ قیمت
کا ہو یا کم کا۔ ایسے معاملہ میں آں حضرتؐ کا حکم یہی ہے جو ہمیں
خوشی دلی کے ساتھ ماننا چاہیئے)۔

لَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ۔ اونٹ اور بکری کا
دودھ نہ روکو (ان کے تھنوں میں جمع نہ کیا کرو۔ یعنی خریدار کو
دھوکا دینے کے لئے)۔

اِمْرَاَتِیْ صَرِیَ لَبَنُهَا فِیْ ثَدْيِهَا فَدَعَتْ
جَارِيَةً لَهَا فَمَصَّتْهُ فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ۔ ایک
شخص نے ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے دریافت کیا کہ میری بیوی
کا دودھ اس کی چھاتی میں رُک گیا تھا، اس نے ایک لڑکی
کو بلایا جس نے اس کی چھاتی چوس لی (دودھ پی لیا) ابو موسیٰ رضؓ
نے جواب دیا کہ اب وہ چھوکری تجھ پر حرام ہو گئی (اس لئے کہ وہ
رضاعت کے رشتہ سے تیری بیٹی ہو گئی۔ یہ ان لوگوں کے مسلک
سے بھی متعلق ہے جن کا کہنا ہے کہ بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانے
سے حرمت ہو جاتی ہے۔ اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ دو برس
کے بعد دودھ پینے سے حرمت نہیں ہوتی، لیکن رفع حجاب کے
لئے یہ درست ہے کہ عورت کسی بڑے آدمی کو اپنا دودھ پلائے
تاکہ اس سے پردہ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ نیز اس حدیث
سے یہ بھی اخذ ہوا کہ عورت کا دودھ حرام نہیں ہے اور بڑے
آدمی کو بھی اس کا پینا جائز ہے۔ خصوصاً بطور دوا اور علاج
کے اور بھی انسب ہے)۔

اِنَّهٗ مَسَحَ بِيَدِهِ النَّصْلَ الَّذِیْ بَقِيَ فِیْ لَبَّةِ
رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَتَفَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَصْرِ۔ آنحضرتؐ
نے تیر کی اس انی پر جو رافع بن خدیج کے گلے میں اٹک کر
رہ گئی تھی ہاتھ پھیرا اور تھوک دیا تو اس میں پیپ نہیں پڑی

(وہ زخم پکا نہیں مُندمل ہو گیا یہ آپؐ کا ایک معجزہ تھا)۔
عَلِمْتُ اَنَّهَا اَمْرُ اللّٰهِ صِرًّی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالےٰ کا قطعی حکم ہے (جس میں اب کوئی تغیر تبدّل نہیں ہو سکتا) (بعضوں نے صِرِّیّ روایت کیا ہے، معنی وہی ہیں) (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ:
فُلَانٌ صِرِّيُّ الْعَزْمِ۔ اُس کا ارادہ قطعی ہے (جس کام کا قصد کرتا ہے اس کو پورا کرتا ہے)۔
عَلِمَ رَبِّيْ اَنَّهَا مِنِّيْ صِرًّی۔ (ایک شخص کی اونٹنی کھو گئی، اس نے پروردگار سے عرض کیا کہ تیری قسم اگر تو نے میری اونٹنی مجھ کو نہ دلوائی، تو میں کبھی تیری بندگی نہ کروں گا اس کے بعد اونٹنی مل گئی، اس کی نکیل ایک درخت کی شاخ سے اٹک گئی تھی، یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میرے مالک اور میری پرورش کرنے والے آقا نے سمجھ لیا کہ میری یہ قسم قطعی ہے (یعنی میں ضرور قسم کے مطابق کروں گا)۔
وَاِنَّا نَزَلْنَا الصَّرَاتَيْنِ۔ ہم دو پانی پر اترے (یمامہ اور سماوہ پر یہ تثنیہ ہے صَرَّی کا بمعنی مجتمع پانی)۔
(ایک روایت میں صِيَرَيْنِ ہے اس کا ذکر آگے آئے گا)
فَاَمَرَ بِصَوَارٍ فَنُصِبَتْ حَوْلَ الْكَعْبَةِ۔ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن زبیرؓ نے) مستولوں کے لئے حکم دیا وہ کعبہ کے گرد کھڑی کی گئیں (مستول وہ لکڑی جو کشتی کے بیچ میں سیدھی کھڑی کی جاتی ہے)۔
صَوَارٍ۔ جمع ہے صَارِیْ کی۔
وَاَبْدَانُهُ كَالصَّوَارِیْ اس کے اتنے جہاز کے مستولوں کے برابر تھے۔
صَرَايَةٌ۔ اندرابن (اس کے اندر)۔
صِرَاءٌ۔ یہ جمع ہے صَرَايَةٌ کی۔

بَابُ الصَّادِ مَعَ الطَّاءِ

مِصْطَبَّةٌ۔ ایک جگہ ہوتی ہے مثل دوکان کے اس پر بیٹھتے ہیں)۔
حَتّٰى اَخَذَ بِلِحْيَتِيْ فَاَقَمْتُ فِيْ مِصْطَبَّةِ الْبَصْرَةِ۔ اُس نے میری ڈاڑھی پکڑی، میں بصرہ کی ایک دوکان میں ٹھہر گیا (ایک چبوترے پر جو دوکان یا مکان کے برابر ہوتا ہے)۔
مِصْطَحٌ۔ جنگل جس میں سبزہ وغیرہ نہ ہو اور غلہ کو کھلیان کرنے کے لئے جو جگہ برابر کرتے ہیں۔
صَطْرٌ یا صَطَرٌ بمعنی سَطْرٌ ہے۔
مُصْطَارٌ۔ تازہ شراب جو جلد نشہ کرے۔
مُصَيْطِرٌ۔ غالب، مُسلّط۔
مِصْطَعٌ۔ فصیح اور بلیغ۔
اِصْطَفْلِيْنَةٌ۔ گاجر۔
لَاَنْزِعَنَّكَ مِنَ الْمُلْكِ نَزْعَ الْاِصْطَفْلِيْنَةِ (معاویہؓ نے رُوم کے بادشاہ کو لکھا) میں تجھ کو بادشاہت سے اس طرح اُکھیڑ ڈالوں گا جیسے گاجر کو زمین سے اُکھیڑ لیتے ہیں۔
اِنَّ الْوَالِيَ لَتَنْحِتُ اَقَارِبُهٗ اَمَانَتَهٗ كَمَا تَنْحِتُ الْقَدُوْمُ الْاِصْطَفْلِيْنَةَ۔ حاکم کے عزیز و اقربا، اس کی امانت داری کو اس طرح تراش ڈالتے ہیں، جیسے بسولا گاجر کو تراش ڈالتا ہے (یعنی وہ اپنے عزیز و اقربا کی رعایت کر کے دوسروں کی حق تلفی کرتا ہے، اس سے اس کی امانت داری میں خلل واقع ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اپنے قرابت داروں اور تعلق والوں کی مطلق رعایت نہیں کی، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس معاملہ میں اُن کے عادلانہ طرزِ عمل کی وجہ سے کسی خویش و درویش کو یہ خیال بھی نہ گزرا ہوگا کہ وہ کسی طرح کی بھی رعایت کرا سکتا ہے عدلِ فاروقی ضرب المثل ہے)۔
اُصْطُمَّةٌ۔ بیچا بیچ، عین وسط، ہر چیز کا بڑا مقام۔
هُوَ فِيْ اُصْطُمَّةِ قَوْمِهٖ یا اُسْطُمَّةِ قَوْمِهٖ۔

اپنی قوم کے عین وسط میں ہے (یعنی صدر مقام میں)۔

بابُ الصّاد مع العین

صَعْبٌ۔ سخت۔

صُعُوبَةٌ۔ سختی۔

تَصْعِيبٌ۔ سخت کرنا۔

مُصَاعَبَةٌ۔ سختی کرنا (اس کی ضد مُسَاهَلَةٌ ہے، اور مُسَامَحَةٌ یعنی نرمی کرنا)۔

اِصْعَابٌ۔ دشوار ہونا، کسی کام کو سخت پانا۔

تَصَعُّبٌ۔ سخت ہونا (جیسے اِسْتِصْعَابٌ ہے)۔

مَنْ كَانَ مُصْعِبًا فَلْيَرْجِعْ۔ جس کا اونٹ ضدہ ہو (شریر ہو) وہ لوٹ جائے۔

كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ۔ میں ایک جوان نر اونٹ پر جو شریر اور سرکش تھا سوار تھا۔

فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَ۔ جب لوگوں نے دشوار اور نرم سب پر چڑھنا شروع کیا (یعنی اچھے بُرے کی ان کو پرواہ نہ رہی ہر طرح کے کام بے فکری سے کرنے لگے)۔

صَعَابِيبُ وَهُمْ اَهْلُ الْاَنَابِيبِ۔ سخت لوگ (یہ جمع ہے صُعْبُوبٌ کی، بمعنی سخت اور دشوار)۔

وَاَنْذَرْتُكُمْ صِعَابَ الْاُمُوْرِ۔ میں نے تم کو سخت اور مشکل کاموں سے ڈرایا (جن سے فتنہ پیدا ہو)۔

اَنْذَرْتُكُمْ صِعَابَ الْمَنْطِقِ۔ میں نے تم کو دشوار اور مشکل گفتگو سے ڈرایا (جو صاف صاف سمجھ میں نہ آئے، اور لوگ اس کا مطلب سمجھنے میں حیران ہوں۔ علمائے متقدمین کے نزدیک یہ بڑا عیب تھا کہ آدمی عبارت میں اس قدر اختصار کرے کہ اس سے مطلب اخذ کرنا مشکل ہو جائے۔ لیکن متاخرین نے اس کو ہنر سمجھ لیا اور عبارات میں اختصار کرنے لگے۔ جیسے مختصر وقایہ، کنز، کافیہ، شافیہ، سلم، تہذیب، مختصر الاصول، ہدایۃ الحکمت اور مسلم میں یہی طریقہ برتا گیا ہے۔ یہ کتابیں ہرگز پڑھانے کے لائق نہیں ہیں۔ ان کے بدلے جامع صغیر اور قدوری، مغنی اللبیب، شرح مطالع، شرح حکمۃ العین، اصول شاشی، اور فخر الاسلام بزدوی (اصول البزدوی) پڑھانا چاہیئے۔ علم اصول فقہ میں امام شوکانی کی کتاب ارشاد الفحول بہت مفصل کتاب ہے اہل حدیث کے طالب علموں کو توضیح تلویح اور مسلم کی جگہ اس کو پڑھنا بہتر ہے)۔

حَدِيْثُنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعِبٌ لَا يَحْتَمِلُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْاِيْمَانِ۔ ہمارا کلام سخت اور دشوار ہے اس کو کوئی مقرب فرشتہ نہیں اُٹھا سکتا اور نہ پیغمبر جو بھیجا گیا ہو اور نہ وہ مومن جس کے دل کے ایمان کی اللہ تعالٰے نے آزمائش کر لی ہے (یعنی اللہ کا کلام کوئی اپنے دل میں چھپا نہیں سکتا فرشتہ پیغمبر کو سنا دیتا ہے اور پیغمبر مومنوں کو اور مومن دوسرے مومنوں کو)۔

حَدِيْثُنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعِبٌ ذَكْوَانُ اَمْرَدُ مُقَنَّعٌ۔ ہماری بات سخت ہے، دشوار ہے، پاکیزہ ہے بدلنے والی نہیں پوشیدہ ہے۔

اَمْرُنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعِبٌ (حضرت علیؓ نے فرمایا کہ) ہمارا کام بہت سخت اور دشوار ہے (اس لئے کہ لوگ ہم سے ناراض ہیں۔ وہ میری اور میری اولاد کی خلافت مشکل ہی سے منظور کریں گے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت علی کی مخالفت میں معاویہ اور اہل شام اُٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسنؓ کو بھی ایسا مجبور کیا کہ آپ نے معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہونا ہی مناسب سمجھا)۔

مَصَاعِبُ۔ مشقتیں اور تکلیفیں۔

صَعْصَبٌ۔ شیر کو بھی کہتے ہیں۔

مُصْعَبٌ۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی تھے جنہوں نے مختار کو مارا۔

صَعْبَرٌ یا صَنْعَبَرٌ۔ ایک قسم کا درخت ہے۔
صَعْتٌ۔ میانہ قامت۔
صَعْتَرٌ۔ ایک بوٹی ہے۔
صَعْتَرَہٗ۔ اس کو آراستہ کیا۔
صَعْتَرِیٌّ۔ شاطر، شجاع، بہادر۔
صَعَدٌ یا صُعُودٌ۔ چڑھنا۔
تَصْعِیْدٌ۔ چڑھنا۔
اِصْعَادٌ۔ چلنا، سیر کرنا، توجہ کرنا، اُترنا۔
تَصَعَّدَ اور اِصَّعَدَ۔ چڑھا۔
صُعَادِیٌّ۔ طویل، لمبا۔
صَعَدٌ۔ سخت۔
صَعْدَاءُ۔ مشقت اور تکلیف۔
اِیَّاکُمْ وَالْقُعُوْدَ فِی الصُّعُدَاتِ یا بِالصُّعُدَاتِ
تم مکانات کے سامنے جو راستے ہیں، اُن میں بیٹھنے سے پرہیز کرو (دراصل یہ جمع ہے صُعُدٌ کی، اور وہ جمع ہے صَعِیْدٌ کی۔ جیسے طُرُقَات جمع ہے طُرُقٌ کی، اور وہ جمع ہے طَرِیْقٌ کی۔ بعضوں نے کہا صُعْدَۃٌ کی جمع ہے، جیسے ظُلُمَاتٌ جمع ہے ظُلْمَۃٌ کی)۔
اِجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔
لَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ۔ تم رستوں اور جنگلوں میں نکل جاتے۔
اِنَّہٗ خَرَجَ عَلٰی صَعْدَۃٍ یَتْبَعُھَا حُذَاقِیٌّ عَلَیْھَا قَوْصَفٌ لَمْ یَبْقَ مِنْھَا اِلَّا قَرْقَرُھَا۔ ایک گدھی پر سوار ہو کر نکلے، جس کی پیٹھ لمبی تھی، اس کے پیچھے اس کا بچہ تھا اس گدھی پر ایک کملی پڑی تھی، جس نے اس کے سارے جسم کو پشت کے سوا ڈھانپ لیا تھا۔
یُبَارِیْنَ الْاَعِنَّۃَ مُصْعِدَاتٍ۔ باگوں سے زور کر رہی تھیں جب وہ چڑھ رہی تھیں، تمھاری طرف آ رہی تھیں۔

(ایک روایت میں اَلْاَسِنَّۃَ ہے یعنی بھالوں کی طرح سیدھی آ رہی تھیں) عرب کے لوگ کہتے ہیں کہ:
صَعِدَ اِلٰی فَوْقَ صُعُوْدًا۔ اوپر چڑھ گیا۔
اور:
اَصْعَدَ فِی الْاَرْضِ۔ چلا گیا، روانہ ہوا۔
لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَصَاعِدًا
جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ اور (مزید) کچھ زیادہ (یعنی سورت) نہ پڑھے، اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔
فَھُوَ یَنْمِیْ صُعُدًا۔ وہ بڑھتا اور چڑھتا چلا جاتا ہے۔
فَصَعَّدَ فِیَّ النَّظَرَ وَصَوَّبَہٗ۔ مجھ کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔
اَلسَّاطِعُ الْمُصْعِدُ۔ وہ صبح جو طویل اوپر چڑھنے والی ہو (یعنی صبح کاذب)۔
کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ فِیْ صُعُدٍ۔ جیسے چڑھائی پر چڑھتے ہیں اور اُترتے ہیں (یعنی آگے کو زور دے کر چلتے) (مشہور روایت فِیْ صَبَبٍ ہے، یعنی جیسے نشیبی مقام میں اُترتے ہیں)۔
صُعُدٌ جمع ہے صَعُوْدٌ کی (جیسے ھُبُطٌ جمع ہے ھَبُوْطٌ کی)۔
صَعَدٌ۔ چڑھائی کو کہتے ہیں (جیسے صَبَبٌ اُتار کو)۔
مَا تَصَعَّدَنِیْ شَیْءٌ مَا تَصَعَّدَتْنِیْ خُطْبَۃُ النِّکَاحِ۔ مجھ پر کوئی امر اتنا شاق اور دشوار نہیں جیسے نکاح کے جلسہ میں شریک ہونا (کیونکہ نکاح کا جلسہ پرائیوٹ ہوتا ہے اس میں حاکم اور محکوم برابر ہیں)۔
اِنَّ عَلٰی کُلِّ رَئِیْسٍ حَقًّا اَنْ یَّخْضِبَ الصَّعْدَۃَ اَوْ تَنْدَقَّ۔ ہر رئیس پر لازم ہے کہ برچھے کو رنگین کرے (دشمنوں کے خون سے یا برچھا ہی ٹوٹ جائے)۔
اَلصَّعِیْدُ الطَّیِّبُ یَکْفِیْہِ۔ پاک مٹی اس کو بس کرتی ہے (یعنی جب پانی نہ ملے تو تیمم کافی ہے)۔
یُجْمَعُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ فِیْ صَعِیْدٍ

وَاحِدٍ - اگلے اور پچھلے سب لوگ (قیامت کے دن) ایک ہموار میدان میں جمع کئے جائیں گے۔

فَلَقِيتُهُ مُصْعِدًا وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ - میں آنحضرتؐ سے ملی، آپ چڑھ رہے تھے میں اُتر رہی تھی۔

حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ - یہاں تک کہ وحی لانے والا فرشتہ اوپر چڑھ گیا۔

فَصَعِدَا بِيْ - وہ دونوں مجھ کو لے کر اوپر چڑھ گئے۔

سَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا - میری نگاہ اوپر چڑھتی چلی گئی۔

أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الصَّعِيْدِ - ایک عورت مدینہ کے بالائی جانب سے آئی۔

صَعَدٌ - سخت۔

صَعُوْدٌ - یہ ایک پہاڑ ہے آگ کا دوزخ میں۔

صَعِيْدًا زَلَقًا - ہموار چکنا مقام۔

يَتَصَعَّدُ فِيْهِ الْكَافِرُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا - کافر اس پر ستر برس تک چڑھتا رہے گا۔

صَاعِدٌ إِلَيْكَ أَسْرَ وَاحِهِمْ - ان کی روحیں تیرے پاس چڑھا دوں گا (کذا فی مجمع البحرین) (حالانکہ صَاعِدٌ إِلَيْكَ أَرْوَاحِهِمْ ہوتا تو پھر یہ معنی درست ہوتے)۔

صَعَرٌ - ایک قسم کا گوند (یعنی صعرور گما نا) ایک طرف جھک جانا، چھوٹا ہونا۔

تَصْعِيْرٌ - غرور سے مُنہ پھیر لینا، ناک بھوں چڑھانا۔

تَصَعُّرٌ - مائل ہونا۔

يَأْتِيْ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهِ إِلَّا أَصْعَرُ أَوْ أَبْتَرُ - ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس میں یا تو مُنہ پھرانے والے (مغرور) لوگ ہوں گے، یا ناقص کم ذات سفلے۔

لَا يَلِيْ الْأَمْرَ بَعْدَ فُلَانٍ إِلَّا كُلُّ أَصْعَرَ أَبْتَرَ - اب فلاں شخص (یعنی حضرت علیؓ) کے بعد لوگوں کے حاکم نہ ہوں گے مگر جو حق سے مُنہ پھیرنے والے ہیں اور ناقص و عیب دار ہیں، دُم بریدہ (یہ حضرت عمارؓ نے کہا معاویہ اور بنی اُمیہ کی حکومت کی طرف اشارہ ہے)۔

كُلُّ صَعَّارٍ مَلْعُوْنٌ - ہر گھمنڈ کرنے والا مغرور ملعون ہے (اس پر اللہ کی لعنت ہے)۔

فَأَنَا إِلَيْهِ أَصْعَرُ - میں تو اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

إِنَّهُ كَانَ أَصْعَرَ كُهَاكِهًا - حجاج مردود مغرور اور ہنسنے والا تھا (یعنی کوئی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ ہنس رہا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

قَصِيْرًا أُكَهَاكِهًا یعنی پست قد ہنس مکھ)۔

صَعَرٌ - ایک بیماری ہے اونٹ کی، جس میں اُس کی گردن ایک طرف مڑ جاتی ہے (پھر یہ لفظ غرور کے معنی میں مستعمل ہو گیا کیونکہ مغرور شخص بھی اپنی گردن لوگوں کی طرف سے پھیر لیتا ہے اور رُوگردانی کرتا ہے)۔

فِي الصَّعَرِ الدِّيَةُ - اگر گردن مروڑی جائے تو اس میں دیت لازم ہوگی۔

صَعْرَرَةٌ - گھمانا۔

تَصَعْرُرٌ - گھومنا۔

صُعْرُوْرٌ - ایک قسم کا گوند ہے۔

صَعَارِيْرُ - یہ صُعْرُوْرٌ کی جمع ہے۔[1]

صَعْصَعَةٌ - جدا کرنا، ڈرنا، ہلانا۔

تَصَعْصُعٌ - ہلنا، متفرق ہونا، نامرد ہونا، عاجزی کرنا۔

تَصَعْصَعَ بِهِمُ الدَّهْرُ فَأَصْبَحُوْا كَلَا شَيْءٍ - زمانے ان کو متفرق کر دیا (پریشان کر دیا، بکھیر دیا) نیست و نابود ہو گئے، (ایک روایت میں تَضَعْضَعَ ہے ضاد معجمہ سے۔ یعنی ذلیل و خوار کر دیا)۔

فَتَصَعْصَعَتِ الرَّايَاتُ - جھنڈے ہلنے لگے۔

صَعْصَعَةُ - ایک شخص کا نام ہے جو حضرت علیؓ کے رفیقوں

[1] بعضوں نے صَعَارِيْرُ کے معنی جنگلی خور کئے ہیں۔ ۱۲ منہ

میں سے تھے اور ان کے والد کا نام صوحان تھا)۔

مَا كَانَ مَعَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ يَّعْرِفُ حَقَّهٗ اِلَّا صَعْصَعَةَ وَ اَصْحَابُهٗ۔ امام جعفر صادق نے فرمایا، حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں آپ کے حق کا پہچاننے والا الصعصعہ اور ان کے ساتھیوں سے زیادہ کوئی نہ تھا۔

صَعْفٌ۔ لرزہ چڑھنا سردی سے ہو یا ڈر سے۔

صَعْفَرَةٌ۔ جدا کرنا۔

تَصَعْفُرٌ اور اِصْعِنْفَارٌ۔ جدا جدا ہو جانا، جلدی سے بھاگنا۔

صَعْفَقٌ۔ خالی ہاتھ بازار میں جانے والا۔

صَعَافِقَةٌ (یہ صَعْفَقٌ کی جمع ہے) یعنی وہ لوگ جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے اور بازار میں جاتے ہیں جب دوسرے لوگ کوئی مال خریدتے ہیں تو یہ ان کے ساجھی بن جاتے ہیں۔

مَا جَاءَكَ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَخُذْهُ وَدَعْ مَا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الصَّعَافِقَةُ (امام شعبی نے کہا) جو بات حضرت محمد صلعم کے اصحاب سے تجھ کو پہنچے اس کو لے لے (یعنی اس پر عمل کر اور اعتقاد رکھ) اور ان ٹٹ پونجیوں (یعنی جاہلوں کی بات مت سن، ان کو بکنے دے اور ان) کی باتوں کو چھوڑ دے۔

سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَمَّنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَا يَقُوْلُ فِيْهِ الصَّعَافِقَةُ۔ امام شعبی سے پوچھا گیا کہ اگر کسی نے رمضان میں ایک دن روزہ نہیں رکھا (تو کیا حکم ہے)، انھوں نے کہا اس مسئلہ میں یہ ٹٹ پونجیے بے علم لوگ کیا کہتے ہیں۔

صَعَافِيْق۔ بے ہتھیار، نامردے اور ناتوان کمزور لوگ (ماخوذ از مجمع)۔

صَعْقٌ۔ سخت آواز ہونا۔

صَاعِقَةٌ۔ بجلی گرنا۔

صَعْقٌ اور صَعَقٌ اور صَعْقَةٌ اور تَصْعَاقٌ غش آنا

آواز سن کر بے ہوش ہو جانا۔

صَاعِقَةٌ۔ بجلی اور موت اور ہر ایک ہلاک کرنے والا عذاب اور چیخ اور وہ کوڑا جو ابر کو چلانے والے فرشتے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَجُوْزِيَ بِالصَّعْقَةِ اَمْ لَا (قیامت کے دن میں قبر سے سب سے پہلے اٹھوں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰؑ مجھ سے بھی پہلے عرش کو تھامے کھڑے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ اس کا بدل وہ بیہوشی تھی جو طور پہاڑ پر ان کو ہو چکی ہے یا اور کچھ (وجہ ہے)۔

صَعْقٌ۔ سخت آواز سن کر بے ہوش ہو جانا۔ اور اکثر موت میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

فَاِذَا زَجَرَ السَّحَابَ وَاِذَا زَجَرَتْ صَعِقَتْ۔ جب فرشتہ ابر کو ڈانٹتا ہے تو وہ گرجتا ہے اور جب گرجتا ہے تو اس پر بجلی پڑتی ہے (آگ کا کوڑا)۔

يُنْتَظَرُ بِالْمَصْعُوْقِ ثَلٰثًا مَا لَمْ يَخَافُوْا عَلَيْهِ نَتْنًا۔ جو شخص بے ہوش ہو جائے (اس کو سکتہ کی طرح پر بیماری ہو) تو تین دن انتظار کریں (شاید ہوش میں آ جائے۔ جلدی سے عام مردوں کی طرح دفن نہ کریں) جب تک اس کے بدبو دار ہو جانے کا ڈر نہ ہو (اگر بدبو پیدا ہونے لگے تو دفن کر دیں۔ کیونکہ بدبو زندہ جسم میں پیدا نہیں ہوتی)۔

لَوْ سَمِعَهُ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔ اگر آدمی اس کو سنے (یعنی مردے کی آواز کو جب اس پر عذاب ہوتا ہے) تو ڈر کی وجہ سے بیہوش ہو جائے۔

صَعْقَةٌ۔ صور کی آواز (جس سے قیامت کا آغاز ہوگا)۔

صَوَاعِق۔ یہ صَعْقَةٌ کی جمع ہے۔

صَعِقَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ۔ ان پر بجلی گری۔

لَا يَصْعَقُ لِشَيْءٍ بَلْ لِخَوْفِهٖ تَصْعَقُ الْاَشْيَاءُ

پروردگار کسی چیز سے بیہوش نہیں ہوتا بلکہ سب چیزیں اس کے ڈر سے بیہوش ہو جاتی ہیں۔

صَعَلٌ۔ چھوٹا باریک سر ہونا۔

اَصْعَلُ۔ باریک پتلے سر والا یا دُبلا نحیف۔

لَمْ تُزْرِ بِهٖ صَعْلَةٌ۔ اس کا چھوٹا سر ہونے سے اس میں عیب نہیں ہوا۔

كَاَنِّيْ بِهٖ صَعْلٌ يَهْدِمُ الْكَعْبَةَ۔ (ایک روایت میں اَصْعَلُ ہے) یعنی جیسے میں اس کو دیکھ رہا ہوں چھوٹے سر والا کعبہ کو گرا رہا ہے (یہ قیامت کے قریب ہوگا)۔

كَاَنِّيْ بِرَجُلٍ مِّنَ الْحَبَشَةِ اَصْعَلَ اَصْمَعَ قَاعِدٌ عَلَيْهَا وَهِيَ تُهْدَمُ۔ جیسے میں ایک حبشی کو دیکھ رہا ہوں (جس کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی) اور سر چھوٹا، باریک کان چھوٹے چھوٹے، وہ کعبہ پر بیٹھا ہے اور کعبہ گرایا جا رہا ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ قیامت کے قریب بے دینی اور دہریت کا زور ہوگا۔ حبش کے نصاریٰ بھی سب دہری اور نیچری ہو جائیں گے خدا کے قائل نہ رہیں گے اور ان میں سے حبشی بادشاہ مکہ پر بھی تسلط کرے گا اور کہے گا کہ یہ گھر کیوں بنایا گیا اور لوگ اس کی تعظیم کیوں کرتے ہیں۔ عجب بیوقوف ہیں۔ اور اس کو گرا کر مسمار کر دے گا۔ قرامطہ نے بھی تیسری صدی میں ایسا ہی کیا تھا۔ کعبہ کو خراب کیا اور حاجیوں کو گدھا کہہ کر حرم کے اندر قتل کیا حجر اسود کو اکھیڑ کر لے گئے۔

كَانَ صَعْلَ الرَّأْسِ یا اَصْعَلَ الرَّأْسِ۔ اُن کا سر چھوٹا تھا۔

اِصْعَانٌ۔ چھوٹا سر، کم عقل ہونا۔

اِصْعِنَانٌ۔ باریک اور لطیف ہونا۔

صُعْلُوْكٌ۔ مفلس، محتاج۔

يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ۔ آنحضرتؐ مہاجرین کے غریب نادار شخصوں کی برکت اور وسیلہ سے اللہ سے فتح اور ظفر مانگتے تھے (دوسری حدیث میں ہے کہ مفلس لوگ مالداروں سے پانچسو برس پیشتر بہشت میں جائیں گے)

اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ۔ معاویہ تو مفلس نادار ہے۔

صَعْنَبٌ۔ چھوٹے سر والا۔

صَعْنَبَةٌ (کسی چیز کو) اکٹھا کر کے بیچ کا حصہ اونچا کر دینا، انقباض۔

اِنَّهٗ سَوّٰى ثَرِيْدَةً فَلَبَّقَهَا ثُمَّ صَعْنَبَهَا آپ نے ثرید بنایا اس کو لت کیا پھر سب طرف سے برابر کر کے بیچ میں اونچا کیا۔

صَعْوٌ۔ باریک ہونا چھوٹا ہونا۔ ممولا (ایک نر چڑیا کا نام)۔

صَعْوَةٌ۔ ممولی (یہ ایک چڑیا ہے)۔

نَاقَةٌ صَعْوَةٌ۔ چھوٹے سر کی اونٹنی۔

مَالِيْ اَرٰى اِبْنَكِ خَاثِرَ النَّفْسِ قَالَتْ مَاتَتْ صَعْوَتُهٗ۔ آپ نے اُمّ سلیم سے پوچھا کیا سبب ہے میں تیرے بیٹے کو دیکھتا ہوں کہ سست اور بھاری ہو رہا ہے (یعنی رنجیدہ اور مغموم) انھوں نے کہا کہ اس کی ممولی (چڑیا) مر گئی

بابُ الصّاد مع الغین

صَغَرٌ۔ چھوٹا ہونا۔ جیسے صَغَارَةٌ اور صِغَرٌ اور صَغَرٌ اور صُغْرَانٌ ہے۔ ذلت پر راضی ہونا، سورج ڈوبنے کے قریب ہونا۔

تَصْغِيْرٌ۔ چھوٹا کرنا (جیسے اِصْغَارٌ صَاغِرٌ۔ ذلیل، ذلت پر راضی)۔

صَغَارٌ۔ ذلت، رسوائی۔

تَصَاغُرٌ۔ چھوٹا بن جانا۔

اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ الذُّبَابِ۔ جب یہ کہتا ہے تو شیطان چھوٹا بن جاتا ہے، یہاں تک کہ مکھی کے برابر ہو جاتا ہے یا مکھی کی طرح ذلیل اور خوار ہوتا ہے۔

بِرَغْمِ الْمُنَافِقِيْنَ وَصَغَرِ الْحَاسِدِيْنَ۔ حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی شان میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو خلافت عطا فرمائی) منافقوں کی ناک میں مٹی لگا کر اور حسد کرنے والوں کو ذلیل کرکے۔

اَلْمُحْرِمُ يَقْتُلُ الْحَيَّةَ بِصَغَرٍ لَهَا۔ احرام والا شخص سانپ کو ذلیل سمجھ کر مار ڈالے۔

قَالَ عُرْوَةُ فَصَغَّرَهُ۔ عروہ نے کہا، انھوں نے ان کو کم سن سمجھا (کمسنی کی وجہ سے ان کو خوب یاد نہ رہا) (ایک روایت میں فَغَفَّرَهُ ہے یعنی اللہ ان کو بخش دے)

يُرَبِّي صِغَارَ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ۔ پہلے علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں (یعنی جزئیات) یاد کرائے پھر بڑی بڑی باتیں قواعد اور اصول کلیہ سکھائے (تعلیم کا یہی طریقہ ہے اور جو لوگ شروع ہی سے طالب علموں کو اصول اور منطق کی کتابیں پڑھانے لگتے ہیں وہ بے وقوف ہیں)۔

فِيْ يَتَامَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ۔ وضیع اور شریف سب کے قسموں میں۔

اَلْحَجُّ الْاَصْغَرُ۔ چھوٹا حج (یعنی عمرہ۔ اس کے مقابلہ میں بڑے حج کو حج اکبر بولتے ہیں جس میں عرفات کا وقوف اور رمی جمار وغیرہ ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے عرفہ کے روز جمعہ کا دن پڑ جانے سے اس کو حج اکبر قرار دیا ہے، انھوں نے سطحی فکر سے کام لیا ہے)۔

لَا يَقُوْمُ مَعَهٗ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ۔ ان کے ساتھ ہم میں سے وہی شخص جائے جو سب لوگوں میں کم عمر ہو (کیونکہ یہ حدیث ایسی مشہور ہے کہ ہم میں سے بچے بچے کو معلوم ہے)۔

لَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰى عَلَى الْكُبْرٰى وَلَا عَكْسُهٗ۔ جو عورت رشتہ میں چھوٹی ہو (مثلاً بھتیجی یا بھانجی) وہ اس عورت پر نکاح نہ کی جائے جو رشتہ میں بڑی ہو (مثلاً پھوپی اور خالہ) اور نہ اس کا اُلٹا کیا جائے یعنی بھتیجی یا بھانجی نکاح میں ہو پھر پھوپی یا خالہ سے نکاح کرے (مطلب یہ ہے کہ ایسی عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے)۔

صَاغِرُوْنَ قِمَاءٌ۔ ذلیل خوار۔

اَلْمَرْءُ بِاَصْغَرَيْهِ اِنْ قَاتَلَ قَاتَلَ بِجَنَانٍ وَاِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِبَيَانٍ۔ آدمی اپنی دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے آدمی ہے، ایک تو دل دوسرے زبان سے (ان دونوں کی درستی پر آدمیت کا انحصار ہے)۔

ثُمَّ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ۔ (آں حضرت صلعم کے پاس جب کسی فصل کا میوہ اول بار آتا) تو آپ اس بچہ کو بلاتے جو سب سے چھوٹا وہاں موجود ہوتا اس کو دیتے (مثلاً جب آم یا خربوزے یا انگور یا کھجور کسی پھل کا بھی موسم ہو اور وہ پہلی مرتبہ سامنے آئے تو اس میں سے کسی بچہ کو دینا مسنون ہے کیونکہ بچے بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے اللہ برکت دے گا اور وہ میوہ صحت اور عافیت کے ساتھ کھانا نصیب کرے گا۔ ہمارے ملک میں بعض جاہل عورتیں آم یا خربوزہ یا اور کوئی فصلی میوہ اس وقت تک نہیں کھاتیں جب تک اس پر فاتحہ نہ پڑھ لیتیں، مگر یہ عمل شریعت سے ثابت نہیں ہے)۔

مَا اَسْاَلَكُمْ عَنِ الصَّغِيْرَةِ وَمَا اَرْكَبَكُمْ لِلْكَبِيْرَةِ۔ تم لوگوں کا عجب حال ہے صغیرہ (یعنی چھوٹے گناہوں کو تو پوچھتے ہو اور بڑے گناہوں کو مزے سے کرتے ہو (خدا سے نہیں ڈرتے۔ یہ حضرت ابن عمرؓ نے عراق والوں سے کہا جب انھوں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر احرام والا شخص مکھی کو مار ڈالے تو کیا ہے؟ انھوں نے جواب میں فرمایا، سبحان اللہ، مکھی کا مارنا کیسا، خوب ہیں یہ دریافت کرنے والے۔ اور ہمارے پیغمبر کے نواسے اور پیارے امام حسین کو بلا تامل شہید کر دیا۔ ایسے لوگوں کو خدا صحیح معنی میں تقویٰ کی توفیق مرحمت فرمائے)۔

مترجم کہتا ہے بعینہ اسی طرح کا ایک واقعہ مجھ پر بھی گزر چکا ہے۔ میں زمانہ جوانی میں کبھی کبھی پریشان ہوکر

تفریحِ طبع کے لئے شطرنج کھیلا کرتا، کبھی گانا اور ارمونیم بھی سُن لیتا۔ ایک حنفی صاحب نے جو اپنے آپ کو بڑا متقی اور پرہیزگار سمجھتے ہیں، مجھ پر اعتراض کیا۔ حالانکہ وہ غیبت اور جھوٹ اور ترکِ جمعہ اور جماعت اور مسلمانوں خصوصاً اہلِ حدیث کی ایذادہی کو اپنے لئے ایک مشغلہ سمجھتے ہیں۔ اُن کے اعتراض کرنے پر مجھ کو بے اختیار ہنسی آئی۔ ایک صاحب اور بھی جو خود کو اہلِ حدیث کہتے اور بڑے تقوے اور پرہیزگاری کا دم بھرتے، وہ بھی حنفی صاحب کی طرح، شطرنج اور سماع کی وجہ سے مجھ پر ملامت کرتے۔ مگر حضرت کا خود اپنا حال یہ تھا کہ ایک مسلمان کا مال فریب دے کر چٹ کر گئے۔ لوگوں سے قرض لے کر پھر دینے کا نام نہ لیتے۔ کسی وعدہ کا اعتبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے رکھے۔ احناف تو آج تک بدنام تھے کہ ان کو صدق، ایفائے عہد اور امانت داری کی پرواہ نہیں ہے لیکن اب وہ لوگ بھی جو خود کو اہلِ حدیث کہتے ہیں لوگوں سے دغابازی اور وعدہ خلافی اور ہر طرح کے ناجائز کام کر رہے ہیں اس پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ تقلید کو جس کا غایت درجہ یہ ہے کہ مکروہ اور بدعت گناہِ صغیرہ ہوگی چھوڑ کر کبیرہ گناہوں میں، یعنی جھوٹ اور خیانت اور دغابازی میں مبتلا ہو گئے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ یا اللہ ہم میں سے زندہ اور مُردہ اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت سب کو بخش دے (حالانکہ چھوٹا بچہ معصوم ہوتا ہے اور مُراد ان گناہوں کی بخشش ہے جو بڑا ہو کر اس کی تقدیر میں لکھے ہوں)۔

صَغِيْرَةٌ۔ وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی خاص سزا مقرر نہیں کی یا صاف طور پر اس سے منع نہیں فرمایا۔ (اور کبیرہ وہ گناہ جس پر سزا مقرر ہے یا واضح طور پر اس کی ممانعت قرآن میں بیان کی گئی ہے۔ بعض حضرات نے کچھ اور صراحت بھی کی ہے جو حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوگی۔)

صَغْصَغَةٌ۔ کنگھی کرنا۔

سُئِلَ عَنِ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَاُصَغْصِغُهٗ فِيْ رَأْسِيْ هٰكَذَا۔ (حربی نے کہا کہ صحیح اُسَغْسِغُهٗ ہے سین سے) یعنی میں بالوں کو احرام باندھتے وقت خوشبو سے تربتر کر لیتا ہوں (عرب اہلِ زبان کہتے ہیں کہ:

صَغْصَغَ شَعْرَهٗ۔ اپنے بالوں میں کنگھی کی۔

صَغٌّ۔ بہت کھا لینا۔

صَغْوٌ یا صَغًى یا صُغِيٌّ۔ جھک جانا، ڈوبنے کے قریب ہونا۔

اِصْغَاءٌ۔ کان لگا کر سُننا، جھکانا۔

صَاغِيَةٌ۔ دوست، آشنا، عزیز و اقربا جو اپنی حاجتیں لے کر تیرے پاس آئیں۔

اِنَّهٗ كَانَ يُصْغِيْ لَهَا الْاِنَاءَ۔ آں حضرت بلّی کے لئے برتن جھکا دیتے۔ (تاکہ آرام سے پانی پی لے) (اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ درندوں کا جھوٹا پانی پاک ہے)۔

يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا جب صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی اس کی آواز سُنے گا وہ اپنی گردن اس کی طرف جھکائے گا (غور کرے گا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے)۔

كَاتَبْتُ اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ اَنْ يَحْفَظَنِيْ فِيْ صَاغِيَتِيْ بِمَكَّةَ وَاَحْفَظُهٗ فِيْ صَاغِيَتِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ (عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ) میں نے امیہ بن خلف کو (جو مکہ کے مشرکین میں سے تھا) یہ لکھا کہ وہ میرے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مکہ میں نگہبانی کرے میں اس کے لوگوں کی مدینہ میں نگہبانی کروں گا۔

كَانَ اِذَا خَلَا مَعَ صَاغِيَتِهٖ وَزَافِرَتِهٖ اِنْبَسَطَ حضرت علی جب اپنے خاص لوگوں اور خیرخواہوں میں ہوتے تو کھل کر باتیں کرتے (خوش رہتے)۔

لِمَ كَانَ صَغْوُ النَّاسِ اِلٰى عَلِيٍّ۔ لوگ حضرت علیؓ کی طرف کیوں مائل تھے۔

بابُ الصّاد مع الفاء

صَفَتٌ۔ اعراض کرنا، معاف کرنا۔

تَصَفُّتٌ۔ قوی ہونا، مضبوط ہونا۔

صَفْتَۃٌ۔ غلبہ۔

صِفِتٌّ اور صِفِتَّانٌ اور صِفْتَانٌ اور صِفْتَانٌ ٹھوس، بدن پر گوشت۔

وَرَأَنِيْ صِفْتَاتًا۔ (مفضل بن رالان نے کہا کہ میں نے امام حسن بصریؒ سے دریافت کیا اگر کوئی خواب سے بیدار ہو اور پاجامہ پر تری دیکھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ تو ایسی حالت میں غسل کر) انھوں نے دیکھا میں موٹا تازہ پر گوشت آدمی ہوں (ایسے آدمی میں منی بہت ہوتی ہے تو گمان غالب یہی ہے کہ وہ تری تیری منی کی ہوگی)۔

صَفْحٌ۔ رُوگردانی کرنا، معاف کرنا، چھوڑ دینا، اغماض کرنا، جانے دینا، تلوار کے عرض سے مارنا، سائل کو جواب دینا، چوڑا کرنا، ایک ایک کر کے دیکھنا۔

تَصْفِیْحٌ چوڑا یا لمبا کرنا، تالی بجانا، صاف پتھروں کا فرش بچھانا۔

مُصَافَحَۃٌ۔ ہاتھ سے ہاتھ ملانا۔

تَصَافُحٌ۔ بند کر لینا۔

اِصْفَاحٌ۔ سائل کو جواب دینا۔

تَصَفُّحٌ۔ غور کرنا، تلاش کرنا، کتاب کا صفحہ صفحہ دیکھنا۔

اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْحُ لِلنِّسَاءِ (اگر نماز میں کوئی حادثہ ہو یا امام بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں۔

(بعض نے کہا کہ تَصْفِیْحٌ اور تَصْفِیْقٌ کے ایک ہی معنی ہیں۔ بعض نے کہا تَصْفِیْحٌ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارنا، اور تَصْفِیْقٌ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارنا)۔

صَفَّحَ الْقَوْمُ۔ لوگوں نے تالی بجائی۔

اَلْمُصَافَحَۃُ عِنْدَ اللِّقَاءِ۔ مصافحہ ملاقات کے وقت کرنا چاہئے (جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے، بس یہی سنت ہے۔ لیکن نماز کے بعد مصافحہ کرنا، یا جمعہ، وعظ اور عیدین کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا طریق سنت نہیں ہے)۔

اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ اَصْحَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کیا آں حضرت صلعم کے اصحاب مصافحہ کرتے تھے؟ (طیبی نے کہا مصافحہ ہر ملاقات کے وقت مسنون اور مستحب ہے لیکن صبح اور عصر کی نماز کے بعد جو لوگوں نے مصافحہ کی عادت کر لی ہے اس کی اصل شرع شریف سے کچھ نہیں ہے، مگر اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے اگر اس کو احکام شرعیہ سے علیحدہ ہی سمجھ کر صرف اپنے ذوق کی تسکین کے لئے کیا جائے تو ایک مباح بدعت ہے کیونکہ اصل مصافحہ کی شریعت سے ثابت ہے البتہ مرد بے ریش کے مصافحہ سے پرہیز کرنا چاہئے)۔

مترجم کہتا ہے طیبی کا یہ خیال مسلّم نہیں ہے اور جماعت علماء نے عصر اور ظہر کے بعد مصافحہ کرنے کو مکروہ بتایا ہے رہا یہ امر کہ شریعت سے اصل مصافحہ ثابت ہے، اس سے عصر اور ظہر اور عید اور جمعہ اور مجلس وعظ کے بعد مصافحہ کا جواز نہیں نکلتا کیونکہ یہ شریعت میں تصرف اور تغیر ہے اور شریعت کے ہر ایک حکم کو اس کے محل ہی میں بجا لانا چاہئے جس کو شارع نے بیان کر دیا ہے۔ اگر ایسا تصرف اور تغیر جائز ہو تو تمام بدعتیں جائز ہو جائیں گی۔ مثلاً کوئی نماز کے بعد ایک طرح کی اذان دیا کرے یا وبا کے دفع کرنے کے لئے اذان دے یا قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے لوگوں کو جمع کرے یا کھانے پر فاتحہ دے وہ کہہ سکتا ہے کہ اذان کی اصل تو شریعت سے ثابت ہے۔ اسی طرح قرآن پڑھنا بھی ثواب ہے، اسی طرح سورۂ فاتحہ بھی پڑھنا شریعت سے ثابت ہے اور یہ ایک مغالطہ ہے شیطان کا۔ صحیح یہ ہے کہ جس عبادت کا جو محل آں حضرتؐ نے بتلا دیا ہے اسی محل میں اس کا کرنا سنت ہے اور بے موقع اور بے محل

اس کا کرنا بدعت رہے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہؓ نے اُس شخص کا انکار کیا جس نے عیدگاہ میں نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھے۔ اسی طرح جس نے چھینکنے کے بعد السّلام علیکم کہا، آں حضرت ؐ نے اس کا انکار کیا۔ حالانکہ نفل پڑھنے کی اور سلام کرنے کی اصل شریعت سے ثابت ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ مُصْفَحٌ عَلَى الْحَقِّ. مومن کا دل حق بات کی طرف جھکایا جاتا ہے (ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ جس بات کو غور و فکر کے بعد قرآن اور حدیث کی رُو سے حق سمجھے اور اس کی طرف پھر جائے۔ اپنے ملک کے رسم و رواج، اپنے بزرگوں کے طریقہ کو خیر باد کہہ دے اور یہ ترک و اختیار بغیر کسی جبر و اکراہ کے ہونا چاہئے۔ اگر یہ بات اس میں نہیں ہے اور اپنے ملک کے رسم و رواج یا اپنے خاندان یا بزرگوں یا پیشواؤں کے طریق کو وہ مقدم رکھتا ہے یا اپنی بات کی پچ کرتا ہے تو ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں ہے)۔

اَلْقُلُوبُ اَرْبَعَةٌ مِنْهَا قَلْبٌ مُصْفَحٌ اِجْتَمَعَ فِيهِ النِّفَاقُ وَالْاِيمَانُ. دل چار طرح کے ہیں۔ ایک دو رُخہ دل جس میں ایمان اور نفاق دونوں موجود ہیں (یعنی زبان پر تو ایمان کا دعویٰ ہے اور دل میں اس کا یقین نہیں، جب مومنوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب کافروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو ان کے کافرانہ طرزِ عمل میں شریک ہوتے ہیں)۔

غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ. نہ تو اپنا سر جھکائے ہوئے نہ ایک طرف اپنا رخسار پھیرے ہوئے۔

تَزِلُّ عَنْ صَفْحَتِي الْمَعَابِلُ. میرے منہ کی (طرف) جانب سے تیر یا برچھے پھسل رہے تھے۔

حَجَرَيْنِ لِلصَّفْحَتَيْنِ وَحَجَرًا لِلْمَسْرُبَةِ. دو پتھر مقعد کے دونوں کناروں کے لئے اور ایک خود مقعد کے لئے (یعنی استنجا کے لئے کم سے کم تین پتھر لے)۔

لَوْ وَجَدْتُ مَعَهَا رَجُلًا لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ یا غَيْرَ مُصْفَحٍ (سعد بن عبادہؓ نے کہا، یا رسول اللہ صلعم میں تو اگر اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو پاؤں تو تلوار کی (دھار کی طرف سے) نہ کہ اُلٹی طرف سے یا عرض سے اس کا کام تمام کر دوں۔

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ لَنَضْرِبَنَّكُمْ بِالسُّيُوفِ غَيْرَ مُصْفَحَاتٍ. ایک خارجی نے کہا ہم تم کو تلواروں سے دھار کی طرف سے ماریں گے نہ کہ ان کے عرض سے (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ:

اَصْفَحَهُ بِالسَّيْفِ. یعنی تلوار کے عرض سے اس کو مارا نہ کہ دھار سے۔)

اِنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مُصْفَحَ الرَّأْسِ. انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جس کا سر چوڑا تھا۔

صَفُوحٌ عَنِ الْجَاهِلِينَ. (حضرت عائشہؓ نے اپنے والد کی تعریف میں کہا کہ) وہ جاہلوں سے منہ پھیر لینے والے تھے (جاہلوں کا جواب نہیں دیتے تھے اور نہ ان سے جھگڑا کرتے تھے)

صَفُوحٌ. اللہ تعالیٰ کی بھی صفت ہے، اس لئے کہ وہ بندوں کے گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور ان کو فوراً ہی سزا نہیں دیتا۔

مَلَائِكَةُ الصَّفِيحِ الْاَعْلَى. بلند ترین آسمان کے فرشتے۔

صَفِيحٌ آسمان کا ایک نام ہے۔

عِمَارَةُ الصَّفِيحِ الْاَعْلَى مِنْ مَلَكُوتِهِ. سب سے بلند آسمان کی آبادی اللہ تعالیٰ کے ملکوت سے ہے (وہاں مقرب فرشتے رہتے ہیں)۔

لَعَلَّهُ قَامَ عَلَى بَابِكُمْ سَائِلٌ فَاَصْفَحْتُمُوهُ. (حضرت اُمِّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ کسی نے گوشت کا ایک ٹکڑا مجھ کو تحفہ میں بھیجا، میں نے خدمت گار سے کہا کہ اس پارچہ کو آں حضرت کے لئے اُٹھا رکھ، پھر جو دیکھا تو وہ ایک پتھر

کا ٹکڑا ہوگیا ہے۔ میں نے اس واقعہ کو آں حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا شاید کوئی سائل تمہارے دروازے پر آیا تھا مگر تم نے اس کو خالی محروم پھرا دیا (اس وجہ سے یہ گوشت پتھر ہوگیا) (اہلِ عرب کہتے ہیں کہ:

صَفَحْتُهٗ یعنی میں نے اس کو دیا۔ اور اَصْفَحْتُهٗ اس کو خالی پھیر دیا کچھ نہیں دیا)۔

صِفَاحٌ۔ یہ ایک مقام کا نام ہے حُنَین اور حرم کی حدود کے درمیان۔

وَضَعَ الرِّجْلَ عَلٰی صَفْحِ الذَّبِیْحَةِ۔ آں حضرتؐ نے قربانی کے جانور کے ایک جانب پر پاؤں رکھا (یعنی ذبح کرتے وقت) (ایک روایت میں صِفَاحِهَا ہے معنی وہی ہیں۔ بعضوں نے کہا یہ صَفْحٌ کی جمع ہے)۔

فَمَا بَقِیَ اِلَّا صَفِیْحَةٌ یَمَانِیَّةٌ۔ (دو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں) یمن کا ایک چوڑا کتّہ رہ گیا۔

صَفِیْحَةٌ۔ چوڑی تلوار۔

صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ۔ جو شخص زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن اس کے سونے چاندی کے) چوڑے چوڑے ٹکڑے بنائے جائیں گے (پھر ان سے اس کا بدن داغا جائے گا معاذاللہ یااللہ بچائیو اور ہماری تقصیر معاف کر ہم نے بھی زکوٰۃ دینے میں غفلت کی ہے تیرے قصور وار ہیں)۔

مَنْ یُّبْدِ لَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَیْهِ۔ جو شخص اپنا حال ظاہر کرے گا تو ہم اس کو سزا دیں گے (اگر وہ چھپائے رکھے اور نہ کہے تو اللہ بخشنے والا ہے)۔

وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّہٖ۔ نہ اپنے رخسار کو ایک طرف پھرانے والا ہوگا۔

لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ فرشتے تم سے مصافحہ کرتے (اگر تم ہمیشہ اس حال پر رہتے جس حال پر میرے سامنے رہتے ہو)۔

وَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰی صِفَاحِهٖ۔ اپنا پاؤں ذبح کے وقت اس کے پہلو پر رکھا (تاکہ وہ ہلنے نہ پائے)۔

وَاَنَا اَتَصَفَّحُهُمْ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ (حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کے فرشتے کہتے ہیں کہ) میں آدمیوں کے منہ ہر دن میں پانچ بار غور سے دیکھتا ہوں (اس کی تنقیح کرتا ہوں کہ کس کی موت کا وقت آگیا تاکہ اس کی روح قبض کر دوں)۔

صَفَائِحُ الرَّوْحَاءِ۔ روحا کے اطراف و جوانب (وہ پیغمبروں کا راستہ ہے جب وہ بیت اللہ کا قصد کرتے ہیں)۔

مَرَّ فِیْ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا عَلٰی صَفَائِحِ الرَّوْحَاءِ عَلَیْهِمُ الْعَبَاءُ الْقَطَوَانِیَّةُ یَقُوْلُ لَبَّیْكَ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ۔ حضرت موسیٰؑ ستر پیغمبروں کے ساتھ قطوان کے کمبل اوڑھے ہوئے روحاء کے کناروں پر سے گزرے، لبیک کہتے جاتے تھے (یعنی تیرا بندہ، بندہ کا بیٹا تیری بارگاہ میں حاضر ہے)۔

صَفْدٌ۔ باندھنا، مضبوط جکڑنا۔

تَصْفِیْدٌ اور اِصْفَادٌ کے بھی یہی معنی ہیں۔

اِصْفَادٌ۔ دینا، غلام ہبہ کرنا۔

صِفَادٌ۔ وہ رسّی یا تسمہ یا بیڑی جس سے قیدی کو باندھیں۔

صَفَدٌ۔ عطیہ۔

اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیٰطِیْنُ۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو شیاطین باندھ دیئے جاتے ہیں (روزہ ان کو باندھ دیتا ہے، آدمی روزہ کی وجہ سے بُرے کاموں سے باز رہتا ہے، شیطان کا کید اور زور اس پر چل نہیں سکتا) مترجم کہتا ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہیں شیاطین اگر باندھے جاتے ہوں تو کیا عجب ہے مگر غالباً مراد کُل شیاطین نہیں ہے کیونکہ بعض لوگ رمضان میں بھی گناہوں سے باز نہیں آتے، تو شاید مراد وہ شیطان ہوں جو چھٹے پھرتے ہیں اور کسی خاص آدمی سے متعلق نہیں ہیں، یا وہ شیطان جو فرشتوں کی

باتیں چوری سے سُننے کے لئے اوپر جاتے ہیں۔)

نَهٰی عَنْ صَلٰوةِ الصَّافِدِ۔ دونوں پاؤں جوڑ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا (یعنی حالتِ قیام میں دونوں پاؤں ملا کر رکھنے سے گویا وہ بیڑی میں جُڑے ہوئے ہیں)۔

لَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ اٰتِیَ بِهٖ مَصْفُوْدًا۔ میں نے یہ چاہا کہ اس کو بیڑیاں ڈال کر لاؤں۔

صَفَدٌ۔ بیڑی جو قیدی کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے۔

اَصْفَادٌ اُس کی جمع ہے۔

طِبِّیْ طِبٌّ لَمْ اٰخُذْ عَلَیْهِ صَفَدًا۔ میرا علاج ایسا علاج ہے کہ میں اس پر مزدوری نہیں مانگتا (اُجرت یا فیس کا طلب گار نہیں)۔

صَفَرٌ۔ پیٹ میں زرد پانی (صفرا) جمع ہو جانا۔

صَفِیْرٌ۔ پھونک کی آواز نکالنا۔

صَفْرٌ اور صُفُوْرٌ۔ خالی ہونا۔

تَصْفِیْرٌ۔ زرد رنگنا۔

صُفْرَةٌ۔ زردی۔

اِصْفَارٌ۔ محتاجی، مفلسی، خالی کرنا۔

اِصْفِرَارٌ۔ زرد ہونا۔

صَفْرٌ اور صِفْرٌ اور صُفْرٌ۔ خالی۔

صَفَرٌ۔ مشہور مہینہ ہے جو محرم کے بعد ہوتا ہے۔ اور ایک پیٹ کی بیماری کو بھی کہتے ہیں جس سے آدمی کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ یعنی یرقان اور بھوک اور عقل۔

لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔ بیماری کا چھوت لگنا، اُلّو کا منحوس ہونا۔ اور صَفَر کوئی چیز نہیں ہے (عرب لوگ سمجھتے تھے کہ "صَفَر" ایک قسم کا سانپ ہے جو پیٹ میں پیدا ہو جاتا ہے اور بھوک کے وقت آدمی کو ستاتا ہے، اور یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ آں حضرتؐ نے اِس خیال کو باطل کیا۔ بعضوں نے کہا کہ یہاں صفر سے مُراد یہ ہے کہ محرم کو پیچھے اور صفر کو مقدم کر دینا جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں اِن مہینوں کے اندر تقدّم اور تاخّر کر لیا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے جیسا کہ اب تک بعض عورتیں اِس ماہِ صفر کو جس کو وہ تیرہ تیزی کا چاند بھی کہتی ہیں، نامبارک خیال کرتی ہیں۔ اسلام نے اِس خیال کو باطل قرار دیا)۔

مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ اب تک ہندوستان کے مسلمان ایسے واہی خیالات میں مُبتلا ہیں۔ کسی تاریخ کو منحوس کہتے ہیں، کسی دن کو نامبارک جانتے ہیں، تیرہ تیزی کے صدقے نحوست کو دفع کرنے کے لئے نکالتے ہیں۔ اسلام میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے سب دن اللہ کے دن ہیں اور جو اس نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے اور نجومی اور پنڈت سب جھوٹے ہیں، مسلمانوں کے اکثر جاہل بادشاہ اور دولت مند اِن نجومیوں اور پنڈتوں کے فریب میں آجاتے ہیں اور وہ طرح طرح کی باتیں بنا کر ان بے وقوفوں سے ہزار ہا روپیہ گھسیٹتے ہیں۔ اگر یہ مسلمان بادشاہ حدیث کا علم رکھتے تو کبھی اِن کے فریب میں نہ آتے اور ہر کام میں اللہ تعالٰی پر بھروسا رکھتے۔ سب اختیار اس کے ہاتھ میں ہے نہ ستارے کچھ کر سکتے ہیں نہ طالع کوئی چیز ہے نہ سعد اور نحس کوئی بات ہے۔ میں تو ان مسلمان بادشاہوں سے جو صرف نام کے مسلمان ہیں، نصاریٰ کے بادشاہوں کو بہتر سمجھتا ہوں۔ وہ عقل رکھتے ہیں اور علم سے ممتاز ہیں ایک پیسہ بھی کسی نجومی یا پنڈت کو نہیں دیتے اور ہر ایک کام سوچ سمجھ کر صلاح اور مشورہ کر کے چلاتے ہیں، اللہ تعالٰی نے ان کو ایسا غلبہ دیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں تقریبًا تمام دُنیا ان کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں کے پاس ایک ذرا سی سلطنتِ رُوم (یعنی ترکی)، اور سلطنتِ ایران باقی ہے۔ مگر ان میں ایران کی سیاسی صورتِ حال پریشان کُن ہے۔ اِس لئے کہ ایک طرف سے رُوس اور ایک جانب سے مغربی اقوام اُس میں قدم جمانے کی فکر کر رہے ہیں۔ سُلطانِ رُوم (ترکی) بھی نصرانی بادشاہوں سے جو چاروں طرف سے محیط ہیں، خوف زدہ اور مرعوب ہیں، وہ ان کے ایما اور مشوروں کو طوعًا و کرہًا وزن دیتے ہیں اور

پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں. یہ سب کچھ اس بات کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن اور حدیث کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اسلام کی حدود و قیود کو توڑ کر عیش و عشرت میں پڑ گئے معلوم نہیں کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ اگر مسلمان اب بھی خوابِ غفلت سے نہ جاگے اور قرآن و حدیث کو اپنا دستور العمل نہ بنایا تو پھر ایک گز زمین بھی ان کی حکومت میں نہ رہے گی تفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید۔

صَفْرَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ. اللہ کی راہ میں ایک بار بھوکا رہنا لال لال اونٹوں سے بہتر ہے (عرب لوگ کہتے ہیں کہ:

صَفِرَ الْوَطْبُ. مشکیزہ خالی ہوا (یعنی اس میں دودھ نہیں رہا)۔

اِنَّ رَجُلًا اَصَابَہُ الصَّفَرُ فَنُعِتَ لَہُ السَّکَرُ. ایک شخص کے پیٹ میں پانی بھر گیا (استسقاء کی بیماری ہوئی۔ لوگوں نے کہا شراب پیے تو فائدہ ہوگا۔ (آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا حرام میں نہیں رکھی)۔

صِفْرُ رِدَائِہَا وَمِلْأُ کِسَائِہَا. اس کی چادر تو خالی ہے اور ازار بھری ہوئی ہے (مطلب یہ ہے کہ اس عورت کا اوپر کا بدن تو ہلکا ہے اور نیچے کا بھاری ہے)۔ کِسَائِہَا سے اِزَارِہَا مراد ہے، جیسے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اوپر کے بدن سے سرین اور رانیں۔ اہلِ عرب کے نزدیک یہ مرغوب ہے کہ عورت کا پیٹ اور کمر پتلی ہو لیکن سرین بھاری ہو، اسی طرح رانیں اور پنڈلیاں)۔

اَصْفَرُ الْبُیُوْتِ مِنَ الْخَیْرِ الْبَیْتُ الصِّفْرُ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ. بھلائی سے خالی وہ گھر ہے جو اللہ کی کتاب سے خالی ہو (نہ اس میں قرآن شریف ہو نہ اس گھر والوں کو قرآن یاد ہو)۔

نَہٰی فِی الْاَضَاحِیْ عَنِ الْمُصْفَرَۃِ یا عَنِ الْمُصْفُوْرَۃِ. آں حضرتؐ نے قربانی میں کان کٹے ہوئے جانور سے منع فرمایا۔ (ایک روایت میں عَنِ الْمُصْفَرَّۃِ ہے، معنی وہی ہیں۔ بعضوں نے کہا دبلا جانور) (ایک روایت میں:

عَنِ الْمُصَغَّرَۃِ ہے، غین معجمہ سے، جس کے معنی حقیر اور خراب جانور)۔

کَانَتْ اِذَا سُئِلَتْ عَنْ اَکْلِ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ قَرَاَتْ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗ الاٰیۃ. حضرت عائشہؓ سے جب کوئی پوچھتا کہ دانت والے درندوں کا (جیسے بلّی، شیر، ریچھ، چیتا، بورچہ، تیندوا، لومڑی اور بجّو وغیرہ کو) کھانا کیسا ہے؟ تو وہ یہ آیت پڑھتیں "اے محمدؐ! کہدو کہ مجھ پر تو جو وحی نازل ہوئی، اس میں، میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مُردار ہو، یا بہتا خون یا سور کا گوشت" یہاں تک حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ ہانڈی کے اوپر (خون کی) زردی آجاتی ہے (یعنی گوشت کے پکتے وقت۔ امّ المومنینؓ کا مطلب یہ تھا کہ باوجودیکہ اللہ تعالٰے نے بہتے خون کو حرام فرمادیا مگر اس کے باوجود ہانڈی میں گوشت پکنے کے دوران جو خون کے سبب پانی کے اوپر کا حصہ زرد ہوجاتا ہے، وہ حرام نہیں ہے اور لوگ اس کو کھالیتے ہیں مگر درندوں کی حُرمت تو اللہ کی کتاب میں بالکل نہیں ہے، پھر وہ کیسے حرام ہوں گے۔ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے کہ درندے حرام نہیں ہیں۔ مگر بعض نے کہا کہ ان کا کھانا مکروہ ہے۔ لیکن اکثر علماء کے نزدیک دوسری حدیث کی رُو سے وہ حرام ہیں۔ اور شاید حضرت عائشہؓ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ اسی طرح حشراتُ الارض، یعنی چوہا، گھونس، نیولا وغیرہ ائمہ ثلٰثہ کے نزدیک حرام ہیں، لیکن امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہیں اور گوہ اکثر علماء کے نزدیک حلال ہے۔ صرف امام ابوحنیفہؒ نے اس کو حرام کہا ہے اور ان کی دلیل ضعیف ہے اور خرگوش بالاتفاق حلال ہے مگر امامیہ اس کو حرام کہتے ہیں۔ ہاتھی بھی امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے مگر دوسرے امام حرام کہتے ہیں۔ زرافہ (جو امریکہ و افریقہ میں ہوتا ہے) حلال ہے۔ بعضوں نے حرام بتایا ہے۔ اَلْقُنْفُذ کے

نزدیک حلال ہے مگر اہلِ حدیث حرام کہتے ہیں کیونکہ وہ پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ ہر دانت والے درندے اور ہر پنجہ والے پرندے سے آپؐ نے منع فرمایا)۔

یَا مُصَفِّرَ اِسْتِہٖ۔ اپنی گانڈ کو (زعفران سے) زرد رنگنے والے (یہ عتبہ نے ابوجہل کو کہا) (بعضوں نے کہا ہے کہ یہ لفظ اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو ناز و نعم میں پلا ہو، اس کو زمانہ کی سختیوں اور مصیبتوں کا تجربہ نہ ہو۔ بعضوں نے کہا مُصَفِّرِ اِسْتِہٖ سے گوز لگانے والا مُراد ہے۔ یعنی سُرین سے آواز نکالنے والا مطلب یہ ہے کہ نامرد اور بُزدل ہے۔ بعضوں نے کہا ابوجہل کے سُرین پر برص تھا وہ زعفران لگا کر اس کو چھپاتا)۔

اِنَّہٗ سَمِعَ صَفِیْرَہٗ۔ اس نے اس کی سیٹی سُنی۔

صَالَحَ اَھْلَ خَیْبَرَ عَلَی الصَّفْرَاءِ وَالْبَیْضَاءِ وَالْحَلْقَۃِ۔ آں حضرتؐ نے خیبر والوں سے اشرفی، روپیہ اور زرہوں پر صلح کی (یعنی یہ چیزیں ان سے لینا ٹھہرائیں)۔

یَا صَفْرَاءُ اِصْفَرِّیْ وَیَا بَیْضَاءُ اِبْیَضِّیْ۔ اے سونے تو زرد ہو کر چمکتا رہ، اے چاندی تو سفید ہو کر چمکتی رہ (یہ حضرت علیؓ نے دنیا کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یعنی مجھ کو نہ سونے کی خواہش ہے نہ چاندی کی)۔

اُغْزُوْا تَغْنَمُوْا بَنَاتِ الْاَصْفَرِ۔ جہاد کرو رومیوں کی (یعنی نصاریٰ کی) بیٹیاں لُوٹ میں لو۔

بَنُوْا الْاَصْفَرِ۔ نصاریٰ کو کہتے ہیں (یعنی رُومیوں کیونکہ ان کا دادا رُوم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم زرد رنگ کا تھا ہمارے زمانہ میں زرد قوم اہلِ چین و جاپان کو کہتے ہیں)۔

حُمْرَان۔ نصاریٰ کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا رنگ اکثر سُرخ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا نصاریٰ کے دادا رُوم بن عیصو نے حبشی عورت سے نکاح کیا تھا تو اولاد زرد پیدا ہوئی۔ بعضوں نے کہا ان کا دادا اَصفر بن رُوم بن عیصو تھا۔

مَرْجُ الصُّفَّرِ۔ دمشق کے قریب ایک مقام کا نام ہے (اس مقام پر مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان بڑی جنگ ہوئی تھی)۔

ثُمَّ جَزَعَ الصُّفَیْرَاءَ۔ وہاں پر صفیراء کی وادی ختم ہوتی ہے وادیٔ صفراء یا صفیراء ایک مقام ہے بدر کے نزدیک۔ اب بھی مدینہ کے راستہ میں ملتی ہے۔

تَوَضَّأَ مِنْ صُفْرٍ۔ پیتل کے لوٹے میں (معلوم ہوا کہ پیتل کے برتن میں سے وضو کرنا یا اس میں پانی پینا درست ہے۔ بعضوں نے اس کو مکروہ کہا ہے[۱۵] اس وجہ سے کہ مشرکین اپنے بُت پیتل ہی کے بناتے ہیں۔ اور ہندوستان کے مشرکین پیتل ہی کے بنے ہوئے برتن استعمال کرتے ہیں)۔

فَدَعَا بِصُفْرَۃٍ۔ خوشبو منگوائی (یعنی زرد خوشبو)۔

اَثَرُ صُفْرَۃٍ۔ ان پر زردی کا نشان تھا (یعنی خوشبو کا جو انھوں نے زفاف کے وقت استعمال کی تھی)۔

صَفْرَاءَ اِنْ شِئْتَ سَوْدَاءَ۔ زرد سمجھ یا کالی سمجھ (یعنی صَفْرَاءَ یا تو اپنے مشہور معنی میں ہے یعنی زرد، یا سَوْدَاءَ یعنی سیاہ کے معنی ہیں، کیونکہ صُفْرٌ لون کے معنی میں بھی آیا ہے، جیسے:

کَاَنَّہٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ۔ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

لَا اَدَعُ صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ۔ میں کعبہ میں نہ سونا چھوڑوں نہ چاندی (سب لوگوں میں تقسیم کر دوں)۔

صَفَرَاوَاتٌ۔ نالے یا پہاڑ۔

اِلٰی اَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ۔ یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے۔

فَاِذَا رَاَتْ صُفَارَۃً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ جب پانی پر زردی دیکھے تو غسل کرے (یعنی مستحاضہ پانی پر زردی دیکھے تو اپنے آپ کو حیض سے فارغ سمجھ کر غسل کرلے)۔

---

[۱۵] ابن منذر نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا نہ سنا جس نے پیتل یا تانبے یا شیشے کے برتن سے وضو کرنا مکروہ جانا ہو۔ ایسا ہی عینی اور حسبت وغیرہ ۱۲

اَنْ یَّرُدَّ ھُمَا صِفْرًا (اللہ تعالیٰ اس سے شرم کرتا ہے کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاکر اُس سے کچھ مانگے) اور وہ ان کو خالی لَوٹادے (اپنے بندے کی دُعا قبول نہ کرے)۔

صِفْرُ الْیَدَیْنِ۔ خالی ہاتھ جس کے پلّے کچھ نہ ہو۔

لَا یَسْجُدُ عَلٰی صُفْرٍ وَّلَا شَبَہٍ۔ پیتل اور شبہ پر سجدہ نہ کرے (شبہ بھی ایک قسم کا پیتل ہے جو سونے کے مشابہ ہوتا ہے اعلیٰ قسم کا۔)

صَفْصَفَۃٌ۔ ہموار میدان میں اکیلے چلنا، صفصاف چرانا۔

صَفْصَافٌ۔ ایک درخت ہے۔

قَاعٌ صَفْصَفٌ۔ ہموار میدان۔

صَفْعٌ۔ گردنی دینا، چپت لگانا۔

صَفْعَانٌ۔ چپت خورہ، کمینہ۔

صَفٌّ۔ صف باندھنا (یعنی لمبی قطار برابر کرنا)، پھیلانا۔

مُصَافَّۃٌ۔ طرفین سے صف بندی۔

اِصْطِفَافٌ۔ صف باندھنا۔

نَھٰی عَنْ صُفَفِ النُّمُوْرِ۔ تیندوؤں یا چیتوں کی کھالوں کے زین پوش سے آپؐ نے منع فرمایا (دوسری روایت میں یوں ہے کہ تیندوؤں کی کھالوں پر سواری سے آپ نے منع فرمایا)۔

صُفَّۃٌ۔ زین پوش۔

صُفَفٌ۔ جمع ہے صُفَّۃٌ کی اور اونٹ کی کاٹھی پر جو ڈالا جائے اُس کو مِیثَرَۃ کہتے ہیں اس کی جمع مَیَاثِر۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمْلِکُ صُفَّۃً وَّلَا لُقَّۃً۔ میں نے اس حال میں صبح کی کہ مٹھی اناج یا ایک لقمہ کا بھی مالک نہ تھا۔

کَانَ یَتَزَوَّدُ صَفِیْفَ الْوَحْشِ وَھُوَ مُحْرِمٌ۔ (وہ وحشی جانوروں کا جیسے ہرن نیل گائے وغیرہ کا) سُکھایا ہوا گوشت توشہ کے طور پر ساتھ رکھتے تھے حالانکہ احرام باندھے ہوئے تھے۔ (معلوم ہوا کہ احرام میں شکار کرنا منع ہے نہ کہ جنگلی جانوروں کا گوشت کھانا، جن کو خود محرم نے احرام سے پہلے شکار کیا ہو یا کسی دوسرے نے شکار کرکے اس کو دیا ہو)۔

اَھْلُ الصُّفَّۃِ۔ مفلس و نادار اور متوکّل و مجرّد مہاجر مسلمان، جن کے رہنے کے لئے کوئی گھر بھی نہ تھا وہ مسجدِ نبوی کے سائبان میں رہتے، اِن حضرات کی تعداد ستر تھی۔ مگر اس تعداد میں کمی یا بیشی بھی ہوتی رہتی تھی۔

صُوْفِیٌّ۔ اصل میں یہ صُفِّیٌّ تھا ایک فا کو واؤ سے بدل دیا (گویا یہ لفظ اہلِ صُفّہ کی طرف منسوب ہے)۔

صَلَّی ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ صُفَّۃِ زَمْزَمَ۔ ابنِ عباسؓ نے زمزم کے کنارے میں نماز پڑھی۔

کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُصَافَّ الْعَدُوِّ بِعُسْفَانَ۔ آنحضرتؐ عسفان میں دشمن کے سامنے تھے۔

اہلِ عرب کہتے ہیں:

صَفَّ الْجَیْشَ فَھُوَ مُصَافٌّ۔ یعنی دشمن کے لشکر کے سامنے صفیں باندھیں۔

وَنَحْنُ فِیْ مَصَافِّنَا یَوْمَ اُحُدٍ۔ ہم اُحد کے دن جنگ کے مقاموں میں تھے (کافروں کے مقابلے صفیں باندھے ہوئے تھے)۔

مَصَافٌّ۔ جمع ہے مَصَفٌّ کی۔ یعنی جنگ اور صف بندی کا مقام۔

عَلٰی مَصَافِّکُمْ۔ اپنی اپنی جگھوں میں رہو (جہاں جنگ کے لئے صف بندی ہوتی ہے)۔

کَاَنَّھُمَا خِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَافَّ۔ سورۂ بقرہ اور آلِ عمران گویا دو جھنڈ ہیں پرندوں کے، جو پنکھ پھیلائے ہوئے اُڑ رہے ہیں۔

صَوَافَّ۔ جمع ہے صَافَّۃٌ کی (بعض نے مندرجہ بالا جملہ کی ترجمانی اس طرح کی ہے "جو قطار باندھے ہوئے اُڑ رہے ہیں" جیسے قرآنِ حکیم میں ہے:

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ قسم ان فرشتوں کی جو صفیں باندھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح کر رہے ہیں)۔ اور

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ۔ اُن اونٹوں پر اللہ کا نام لو، جو نحر کے مقام پر قطار باندھے کھڑے ہیں۔

لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ اگر پہلی صف میں (جو امام کے پیچھے سب سے پہلی صف ہوتی ہے) جو فضیلت ہے اس کو لوگ جانتے ہوتے (تو اس پر قرعہ ڈالتے، اس کے لئے مسابقت کرتے، ہر شخص یہ کوشش کرتا کہ اوّل صف میں رہوں، بالآخر قرعہ ڈالنا پڑتا)۔

صَفَّ الرِّجَالَ۔ پہلے مردوں کی صف باندھی۔

كُنَّا بِصِفِّيْنَ۔ ہم صفّین میں تھے۔

صِفِّيْن۔ یہ شام اور عراق کے درمیان ایک مقام ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگِ عظیم ہوئی تھی جس میں ہزاروں مسلمان مارے گئے اور کافر یہ خبر سنکر باغ باغ ہوگئے کہ مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا ہوکر تلوار چل گئی۔

شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَ صِفُّوْنَ۔ میں صفّین میں موجود تھا اور وہ بُرا مقام ہے (کیونکہ وہاں مسلمان آپس میں لڑ کر کٹ مرے)۔

مِثْلُ الْقَطَائِفِ يَصُفُّوْنَهَا۔ کملیوں کی طرح اُن کے زین پوش بناتے ہیں۔

يُؤْكَلُ مَا دَفَّ وَلَا يُؤْكَلُ مَا صَفَّ۔ وہ پرندہ جو دورانِ پرواز پنکھ ہلاتا ہے (جیسے کبوتر) کھایا جائے، وہ پرند جو پنکھ پھیلا کر منڈلاتا ہے (جیسے چیل یا گدھ وغیرہ)۔

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔ (نماز میں) اپنی صفیں برابر رکھو، صفوں کا برابر کرنا نماز کا ایک جزء ہے۔

جَعَلَ صُفُوْفَنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کیں (یکساں برابر سیدھی مکمل اور باقاعدہ)۔

صَفَفْتُ الْقَوْمَ فَاصْطَفُّوْا۔ میں نے لوگوں کو صف باندھنے کے لئے کہا، انھوں نے صف باندھ لی۔

اَلصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ۔ وہ صف جو آپ سے نزدیک تھی۔

صَفَّهُمْ فِي الْقِتَالِ۔ نماز کی صف کو جہاد کی صف کی طرح قرار دیا (جیسے جہاد میں دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے اسی طرح نماز میں نفس اور شیطان سے)۔

كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ۔ آں حضرتؐ نماز میں ہماری صفوں کو تیر کی طرح برابر کرتے تھے۔

لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔ اپنی صفوں کو برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں میں مخالفت ڈال دے گا (تم آپس میں لڑنے لگو گے کیونکہ ہمارا ظاہر ہمارے باطن کا آئینہ دار ہے۔ جب سب مسلمان صفوں میں مِل کر برابر کھڑے ہوں گے آگے پیچھے نہ ہوں گے، تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کو بھی جوڑ دے گا اور اتفاق پیدا کردے گا)۔

(اِس زمانہ میں مسلمانوں نے اِس خیال کو چھوڑ دیا ہے اور صفوں کی ترتیب کے بارے میں جو ہدایات ہیں اُن کو بھلا دیا ہے، اِسی کا یہ اثر ہے کہ اُن میں آپس میں پھوٹ اور ایسی نااتفاقی ہے کہ خدا کی پناہ۔ یہ اسلام کے دشمن کمین گاہ میں رہ کر مسلمانوں کی نااتفاقی اور پھوٹ سے خوب فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور یہ عقل کے دشمن کچھ نہیں سمجھتے، بلکہ جو کوئی اُن کو اتفاق و اتحاد کی تلقین کرے، اس کے فوائد بتائے، یہ ناسمجھ اُسی کے دشمن بن جاتے ہیں اور اعدائے دین اور دشمنانِ اسلام کی صفوں میں مِل کر اُن کی تباہی کے درپے ہوجاتے ہیں۔ شاید یہ ارشاد کہ:

يَا اُمَّةً ضَحِكَتْ مِنْ جَهْلِهَا الْاُمَمُ مسلمانوں ہی کی شان میں ہے۔

اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا۔ یعنی صفوں کو قائم کرو اور سیدھے مِل کر کھڑے ہو (اِس طرح سے کہ ہر ایک کا

داہنا پاؤں دوسرے کے بائیں پاؤں سے یا بایاں پاؤں، دوسرے کے داہنے پاؤں سے ملا رہے درمیان میں ذرا سی جگہ بھی خالی نہ رہے)۔

اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا۔ کیا تم اس طرح صف نہیں باندھتے جیسے فرشتے اپنے مالک کے سامنے صف باندھتے ہیں۔

خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا مردوں کی بہتر صف پہلی صف ہے (جو عورتوں سے دور ہوتی ہے) اور بری صف اخیر صف ہے (جو عورتوں کے قریب ہوتی ہے) اور عورتوں کی بہتر صف اخیر صف ہے (جو مردوں سے دور ہوتی ہے) اور بری صف پہلی صف ہے (جو مردوں سے نزدیک ہوتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آں حضرتؐ کے زمانہ میں مرد اور عورت سب جماعت کی نماز میں شریک رہتے)۔

رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ۔ اپنی صفوں کو ٹھوس بناؤ (بیچ میں خالی جگہ مت رکھو مل کر کھڑے ہو)۔

اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ۔ پہلے آگے کی صف کو پورا کرلو (پھر جو اس کے نزدیک ہے اگر کچھ کمی رہے تو اخیر کی صف میں رہے (ایسا نہ کرو کہ آگے کی صف میں جگہ ہو اور کوئی اس کے بعد کی صف میں کھڑا ہو جائے)۔

رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُعِيْدَ الصَّلٰوةَ۔ آں حضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا جو صف کے پیچھے اکیلا کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، آپؐ نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا (کیونکہ جب صف میں جگہ ہو اور کوئی وہاں کھڑا نہ ہو بلکہ اکیلا پیچھے کھڑا ہو جائے، تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ مگر جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ نماز تو صحیح ہو جائے گی پر مکروہ ہوگی اور ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا)۔

اِلَّا مَا قُتِلَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ۔ مگر جو دو لشکروں کے بیچ میں مارا جائے۔

صَفْقٌ۔ مارنا اور اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، ہاتھ پر ہاتھ مارنا، بیع ختم ہونے کے لئے تالی بجانا، بند کرنا، کھولنا۔

صَفَاقَةٌ۔ سنگین ہونا۔

تَصْفِيْقٌ۔ پنکھ مارنا یا تالی بجانا، دستک دینا۔

اِصْفَاقٌ۔ پیٹ بھر کھانا لانا۔

تَصَفُّقٌ۔ تردد۔

اِنْصِفَاقٌ۔ لوٹ جانا۔

اِصْطِفَاقٌ۔ حرکت اور تموج۔

صَافِقَةٌ۔ وہ جماعت جو آکر اترے۔

اِنَّ اَكْبَرَ الْكَبَائِرِ اَنْ تُقَاتِلَ اَهْلَ صَفْقَتِكَ۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر (اس سے عہد و اقرار کرے) پھر اس کو مارنا (کیونکہ یہ دغا اور فریب ہے جو سخت مذموم اور بڑا گناہ ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو مارنا کیونکہ وہ اپنے دینی بھائی ہیں)۔

اَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ۔ اس کو اپنے ہاتھ کی مار دی (بیعت کی) اور اپنے دل کا پھل دیدیا (مطلب یہ ہے کہ جب بیعت کرلی تو دل سے اس کو پورا کرنا چاہئے

اَلْهَاهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ۔ ان کو بازاروں میں خرید و فروخت نے غافل کر دیا تھا (بہت سی حدیثیں آں حضرتؐ کی ان کو سننے کی فرصت نہیں ملتی تھی)۔

صَفْقَةٌ خَاسِرَةٌ۔ نقصان کا سودا۔

صَفْقَتَانِ فِيْ صَفْقَةٍ۔ ایک عقد میں دو معاملہ کرنے سے آپ نے منع فرمایا اس کی تفسیر کتاب الباء میں بیعتان فی بیعۃ کے متعلق گزر چکی ہے۔

نَهٰى عَنِ الصَّفْقِ وَالصَّفِيْرِ۔ تالی بجانے اور سیٹی دینے سے آپ نے منع فرمایا (کیونکہ یہ مشرکوں کی خصلت تھی مسلمان جب نماز پڑھتے تو وہ تالیاں بجاتے، سیٹیاں دیتے تاکہ نماز میں توجہ اور خیال بٹے۔ مجمع البحار میں ہے، بعضوں نے کہا کہ اسی تالی کے لئے ممانعت ہے جو کھیل کود کے طور پر ہو)۔

مترجم کہتا ہے، لیکن جو دستک کام سے دی جائے مثلاً نماز میں کوئی حادثہ ہو یا اور کسی ناگزیر ضرورت سے، تو وہ منع نہیں ہے۔

صَفَّاقٌ اَفَّاقٌ۔ بڑا معاملہ کرنے والا، جہان میں پھرنے والا (یعنی بہت سفر کرنے والا جہاں دیدہ)۔

اِذَا اصْطَفَقَ الْاٰفَاقُ بِالْبَيَاضِ۔ جب آسمان کے کناروں میں سفیدی پھیل جائے۔

فَاصْطَفَقَتْ لَهُ نِسْوَانُ مَكَّةَ۔ مکّہ کی عورتیں اُن کے پاس جمع ہوئیں۔ (ایک روایت میں فَانْصَفَقَتْ لَهُ ہے معنی وہی ہیں)۔

فَنَزَعْنَا فِي الْحَوْضِ حَتّٰى اَصْفَقْنَاهُ۔ ہم نے پانی کھینچ کھینچ کر حوض میں ڈالا، اس میں جمع کیا (صحیح اَفْهَقْنَاهُ ہے یعنی اس کو بھر دیا۔)

اِنَّهُ سُئِلَ عَنِ امْرَاَةٍ اَخَذَتْ بِاُنْثَيَيْ زَوْجِهَا فَخَرَقَتِ الْجِلْدَ وَلَمْ تَخْرِقِ الصِّفَاقَ فَقَضٰى بِنِصْفِ ثُلُثِ الدِّيَةِ۔ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے فوطے پکڑ لئے اور کھال پھاڑ ڈالی لیکن اندر کی باریک کھال جو گوشت پر ہوتی ہے نہیں پھاڑی۔ آپ نے حکم دیا تہائی دیت کے نصف حصہ کا۔

صِفَاقٌ۔ وہ جھلی جو کھال کے نیچے گوشت پر جمی ہوتی ہے۔

لَاَنْزِعَنَّكَ عَنِ الْمُلْكِ نَزْعَ الْاُصْفُقَانِيَّةِ۔ تجھ کو سلطنت سے اس طرح نکال دوں گا جس طرح خدمت گاروں (یعنی غلام اور لونڈیوں) کو نکال دیتے ہیں (یعنی ذلت اور رسوائی کے ساتھ، یہ معاویہؓ نے بادشاہِ روم کو لکھا تھا)۔

اَلتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ۔ عورتوں کو (اگر نماز میں کوئی امر پیش آ جائے تو) دستک دینا چاہیے (اور مرد سبحان اللہ کہیں)۔

اِذَا تَوَضَّاَ الرَّجُلُ فَلْيَصْفِقْ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ۔ جب آدمی وضو کرے تو اپنے منہ پر پانی مارے (اس طرح کہ پانی ڈالنے پر آواز نکلے، یعنی زور سے چھپا کہ مارے۔ یہ امامیہ کی روایت ہے)۔ (مجمع البحرین میں ہے کہ صَفْقَةٌ ہاتھ پر ہاتھ مارنے کو کہتے ہیں۔ اہلِ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی قطعی معاملہ کرتے، معاہدہ وغیرہ تو ایک شخص اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر مارتا۔ اسی نسبت سے اب ہر مطلق عقد کو صَفْقَةٌ کہنے لگے، جس طرح مستعمل ہے)۔

بَارَكَ اللّٰهُ فِي صَفْقَةِ يَدِكَ۔ یعنی اللہ تم کو تمہارے معاملہ میں برکت دے۔

مَنْ نَكَثَ صَفْقَةَ الْاِمَامِ جَاءَ اِلَى اللّٰهِ اَجْذَمَ۔ جو شخص امام برحق سے بیعت کرکے پھر اس کو توڑ ڈالے (امام سے کئے گئے عہد سے پھر جائے) وہ اللہ تعالیٰ کے پاس دست و پا شکستہ یا جذام کی بیماری میں مبتلا ہو کر آئے گا (جذام کی بیماری سے آخر میں ہاتھ پاؤں سڑ کر گل جاتے ہیں۔ اور یہاں پر امام سے مراد ایسا امام یا امیر ہے کہ جس کی امارت و امامت شرعاً صحیح ہو اور بیعت توڑنا اس وقت گناہ ہے جب بلا وجہ شرعی ہو۔ لیکن اگر امام منکرات کا ارتکاب کرنے لگے اور اپنے مامور و متبعین کو خلافِ شرع احکام دینے لگے تو ایسی صورت میں نہ صرف اس کی بیعت کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکے بلکہ اس کو اس منصب سے معزول کر دینا ہی درست ہے)۔

نَهٰى عَنِ الْاِسْتِحْطَاطِ بَعْدَ الصَّفْقَةِ۔ جب بیع کا معاملہ قطعی ہو جائے تو پھر اس میں کمی کرانا یا بائع سے کہنا کہ کچھ قیمت کم کر دے) اس سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے)۔

وَيُطَافُ عَلٰى نُزَّالِهَا فِي اَفْنِيَةِ قُصُوْرِهَا بِالْاَعَاسِيْلِ الْمُصَفَّقَةِ۔ بہشت میں اترنے اور ٹھہرنے کے مقاموں میں، اس کے محلات کے صحنوں میں صاف کئے ہوئے شہد کا دودھ ہوگا۔

اَلْعَسَلُ الْمُصَفَّقُ. صاف کیا ہوا شہد۔

فَضَرَبَهٗ فِی الْعَانَةِ فَخَرَجَتِ الصِّفَاقُ یا فَخَرَجَتِ السِّفَاقُ. اُس کے پیڑو پر مارا تو اندر کی جھلی جو گوشت پر ہوتی ہے نکل آئی۔

صَفِیْقُ الْوَجْهِ. بے شرم۔

صَفْنٌ یا صُفُوْنٌ. تین پاؤں پر کھڑا ہونا چوتھا پاؤں اُٹھا کر دونوں پاؤں برابر رکھنا، مارنا، متفکر ہونا، حیران ہونا۔

تَصْفِیْنٌ صَفَنْ بنانا، یعنی وہ گھر جو زنبور اپنے لئے بناتی ہے۔

تَصَافُنٌ. حصّوں کے موافق بانٹ لینا۔

صَفْنٌ اور صَفَنٌ. خصیہ کی تھیلی کو بھی کہتے ہیں اور بالی کے غلاف کو اور دسترخوان کو۔

صُفْنٌ. ڈولچی جس سے وضو کرتے ہیں اور توشہ دان۔

اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قُمْنَا خَلْفَهٗ صُفُوْفًا کُلٌّ صَافٌّ قَدَمَیْهِ قَائِمًا فَهُوَ صَافِنٌ. جب آں حضرتؐ رکوع سے سر اُٹھاتے، ہم سب صفیں باندھے ہوئے آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے دونوں پاؤں برابر زمین پر رکھے ہوئے (عرب لوگ ہر شخص کو جو اپنے دونوں پاؤں برابر زمین پر رکھے ہوئے کھڑا ہو "صافن" کہتے ہیں)۔

صُفُوْنٌ یہ جمع ہے صَافِنٌ کی (جس طرح قُعُوْدٌ جمع ہے قَاعِدٌ کی)۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَقُوْمَ لَهُ النَّاسُ صُفُوْنًا. جو شخص اس کو پسند کرے کہ لوگ دونوں پاؤں برابر کرکے اس کے لئے کھڑے ہو جائیں (تو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے)۔

فَلَمَّا دَنَا الْقَوْمُ صَافَنَّاهُمْ. جب وہ نزدیک آئے تو ہم بھی ان کے برابر کھڑے ہوئے۔

نَهٰی عَنْ صَلٰوةِ الصَّافِنِ. آں حضرتؐ نے دونوں پاؤں جوڑ کر (کہ درمیان میں کشادگی نہ رہے) نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

صَافِن۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے کہ جس کے معنی میں اختلاف ہے۔ دراصل صافن اس کو کہیں گے جو اپنا ایک پیر پیچھے کی طرف موڑلے، جیسے گھوڑا اپنے سم موڑ لیتا ہے۔ مگر بعض کا کہنا ہے کہ "صافن" وہ ہے جو ایک ہی پیر پر کھڑا ہو کر اپنے جسم کا سارا وزن اسی پر لے لے اور دوسرا پیر اٹھا رہنے دے۔

رَأَیْتُ عِکْرِمَةَ یُصَلِّیْ وَقَدْ صَفَنَ بَیْنَ قَدَمَیْهِ. میں نے عکرمہ کو دیکھا وہ دونوں پاؤں ملا کر نماز پڑھ رہے تھے۔

اِنَّهٗ عَوَّذَ عَلِیًّا حِیْنَ رَکِبَ وَصَفَنَ ثِیَابَهٗ فِیْ سَرْجِهٖ. جب حضرت علیؓ جنگ کے لئے سوار ہوئے، تو آنحضرتؐ نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی (یعنی اللہ کی حفاظت ان کے لئے چاہی) اور ان کے کپڑے اُن کی زین میں جوڑ دیئے۔

لَئِنْ بَقِیْتُ لَاُسَوِّیَنَّ بَیْنَ النَّاسِ حَتّٰی یَأْتِیَ الرَّاعِیَ حَقُّهٗ فِیْ صُفْنِهٖ. اگر میں اور زندہ رہا تو سب لوگوں کو برابر کر دوں گا (کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے گا) حتیٰ کہ گڈریے (چرواہے) کا حق اس کے توشہ دان میں آجائے گا (اس کو اپنے حق کے لئے لڑنا جھگڑنا نہ پڑے گا)۔

صُفْنٌ. وہ تھیلہ جس میں چرواہے کا کھانا، چقماق اور دوسری ضروریات رہتی ہیں۔

اَلْحَفِیُّ بِالصُّفْنِیِّ. پانی کی ڈولچی لے کر مجھ سے مل۔

شَهِدْتُ صِفِّیْنَ وَبِئْسَ الصِّفُّوْنَ۔ (جنگ) صفین میں موجود تھا اور صفین بُری جگہ تھی (ایک ایسی جگہ اور مقام کہ جہاں لڑ کر مسلمانوں کی اجتماعیت پاش پاش ہوگئی)۔

صَفْوٌ یا صَفَاءٌ یا صُفُوٌّ صاف ہونا، آسمان پر ابر نہ ہونا، اوپر اور بالائی حصہ کا عمدہ کا [illegible] نکال لینا۔

صَفْوٌ اور صَفَاوَةٌ۔ دودھ بہت ہونا۔

تَصْفِیَةٌ۔ صاف کرنا۔

مُصَافَاةٌ اور اِصْفَاءٌ۔ صاف رکھنا۔

اَصْفَی الرَّجُلُ۔ کثرتِ جماع کے سبب خالی ہوگیا، اب اس میں منی نہ رہی۔ شاعر کی شعرگوئی ختم ہوگئی۔

تَصَافِی۔ باہم صاف ہونا، موافقت کرلینا۔

اِصْطِفَاءٌ۔ چن لینا، برگزیدہ کرنا۔

اِسْتِصْفَاءٌ۔ برگزیدہ سمجھنا۔

صَافِی۔ سوداگروں کی اصطلاح میں خالص نفع بعد وضعِ اخراجات۔

اِنْ اَعْطَیْتُمُ الْخُمُسَ وَسَهْمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفِیَّ فَاَنْتُمْ اٰمِنُوْنَ۔ اگر تم لوٹ کے مال میں پانچواں حصہ، اور آں حضرتؐ کا حصہ اور صفی ادا کر دو، تو پھر تم کو امن ہے کچھ ڈر نہیں۔

صَفِیٌّ۔ وہ چیز جو لشکر کا سردار لوٹ کے مال میں سے خاص اپنے لئے چن لے تقسیمِ غنیمت سے پہلے۔ اس کو صَفِیَّةٌ بھی کہتے ہیں[1]۔

صَفَایَا۔ جمع ہے صَفِیَّة کی۔

کَانَتْ صَفِیَّةُ مِنَ الصَّفِیِّ۔ ام المومنین صفیہؓ صفی تھیں (یعنی آں حضرتؐ نے خیبر کی لوٹ میں سے ان کو خاص اپنے لئے منتخب فرمالیا تھا)۔

تَسْبِیْحَةٌ فِیْ طَلَبِ حَاجَةٍ خَیْرٌ مِّنْ لَقُوْحٍ صَفِیٍّ فِیْ عَامٍ لَزْبَةٍ۔ کسی کام میں ایک بار سبحان اللہ کہنا، اس دودھیل اونٹنی سے بہتر ہے جو جننے کے قریب ہو اور قحط اور سختی کے سال میں ملے۔

اِذَا ذَهَبَ بِصَفِیَّهٖ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَصَبَرَ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے خالص چہیتے (مثلاً فرزند یا بیوی یا دوست یا بھائی) کو اٹھالے پھر وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا ثواب چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت کے سوا دوسرا کوئی بدلہ پسند نہیں کرتا (یعنی ایسا شخص ضرور بہشت میں جائے گا)۔

کَسَانِیْهِ صَفِیِّیْ عُمَرُ۔ میرے منتخب دوست عمرؓ نے مجھ کو یہ پہنایا۔

لَهُمْ صِفْوَةُ اَمْرِهِمْ۔ اُن کو اپنے کام میں جو بہتر ہو اس کا اختیار ہے۔

هُمَا یَخْتَصِمَانِ فِی الصَّوَافِی الَّتِیْ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْوَالِ بَنِی النَّضِیْرِ (حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں اُن مالوں کے لئے) جھگڑتے ہوئے آئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خاص کرکے دیئے تھے بنی نضیر یہودیوں کی جائدادوں میں سے۔

صَوَافِی (نہایہ میں ہے کہ) وہ املاک اور اراضی جن کے مالک جلاوطن کر دیئے گئے یا مرگئے اور وہ لاوارث رہ گئیں۔

صَافِیَة۔ یہ صَوَافِی کا مفرد ہے (ازہری نے کہا کہ صَوَافِی وہ املاک اور اراضی جن کو بادشاہ خاص اپنے مصارف کے لئے مخصوص کرلے) (اور بعضوں نے قرآن میں اس طرح پڑھا ہے:

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا صَوَافِیَ۔ یعنی اُن جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لو جو خاص اس کے لئے رکھے گئے ہیں)۔

مترجم کہتا ہے دکن کی اصطلاح میں ایسی اراضی کو کہ جس کو بادشاہ اپنے لئے مخصوص کرلیتا ہے "صرفِ خاص" کہتے ہیں اور اب تک ریاست حیدرآباد میں ایک قطعہ ملک اس نام سے مخصوص ہے جو نظام کے مصارفِ خاص میں صرف کیا جاتا ہے۔

صَفَا وَ مَرْوَة۔ یہ دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان حج اور عمرے میں سعی کرتے ہیں (اصل میں صَفَا جمع ہے، صَفَاةٌ کی بمعنی چکنا اور صاف پتھر)۔

یَضْرِبُ صَفَاتَهَا بِمِعْوَلِهٖ۔ اس کے سخت اور چکنے پتھروں کو اپنے سبّل سے مارتا ہے (سبّل زمین کھودنے کا آلہ۔ یعنی اُس کو خوب پرکھتا ہے)

[1] طیبی نے کہا یہ صفی لینا صرف آں حضرتؐ کو جائز تھا اور کسی حاکم کو کرنا درست نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

لَا تُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ۔ ان کا کوئی پتھر نہیں ٹھونکا جاتا (یعنی ان کو کوئی نہیں ستاتا)۔

كَأَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ۔ وحی کی آواز ایسی ہے جیسے ایک زنجیر کو صاف سپاٹ چکنے پتھر پر چلائیں۔

صَفْوَان کی جمع صُفِيٌّ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ خود جمع ہے اور اس کا مفرد صَفْوَانَةٌ۔

أَبْيَضُ مِثْلُ الصَّفَا۔ سفید، چکنے اور صاف پتھر کی طرح (یہ مثال ہے ایمان کے استحکام اور صحت وصفائی کی)۔

وَصَفْوُهُ لَكُمْ وَكَدِرُهُ عَلَيْهِمْ۔ اچھا اچھا تو تمہارے لئے ہے اور خراب خراب سب اُن پر ہے (یعنی رعیت کے لوگ مزے میں رہتے ہیں، بادشاہوں کے علیات لے کر مزے اور آرام سے گزارتے ہیں اور بادشاہ کو طرح طرح کی فکریں کرنا پڑتی ہیں۔ مال کا وصول اور جمع کرنا، پھر مناسب موافقوں پر صرف کرنا۔ رعایا اور ملک کی حفاظت کرنا اور دشمنوں کی تاک میں رہنا)۔

اِصْطِفَاءٌ۔ چننا۔

إِنَّمَا سُمِّيَ الصَّفَا صَفًا لِأَنَّ الْمُصْطَفَى آدَمَ هَبَطَ عَلَيْهِ۔ صَفا پہاڑ کا نام صفا اس لئے ہوا کہ مصطفیٰ (یعنی حضرت آدمؑ) اسی پر اُترے تھے۔

نَحْنُ قَوْمٌ فَرَضَ اللهُ طَاعَتَنَا لَنَا الْأَنْفَالُ وَلَنَا صَفْوُ الْمَالِ۔ ہم (امام لوگ) وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت فرض کی ہے، ہم ہی کو لوٹ کے مال ملنے چاہئیں اور منتخب شدہ مال بھی ہم کو ملنا چاہئے۔

لِلْإِمَامِ صَوَافِي الْمُلُوكِ۔ امام کو بادشاہوں کی خاص چُنی ہوئی چیزیں ملنی چاہئیں (یعنی کافر بادشاہوں کی)۔

قَدِ اصْطَفَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ مُنَبِّهِ بْنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ذُو الْفِقَارِ اخْتَارَهُ لِنَفْسِهِ۔ آنحضرتؐ نے غزوۂ بدر میں (لوٹ کے مال سے) مُنبّہ بن حجاج کی تلوار خاص اپنے لئے رکھ لی، اسی کا نام ذو الفقار تھا۔ پھر وہ تلوار حضرت علیؓ کو دیدی)۔

مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ اللهِ مِنْ خَلْقِهِ۔ حضرت محمد صلی اللہ کے منتخب (بندہ) ہیں، اس کی مخلوقات میں۔

صَافِيَةٌ۔ یہ حضرت فاطمہؓ کا ایک باغ تھا۔

صَفْوَان۔ یہ کئی راویانِ حدیث کا نام ہے۔ اس کے علاوہ صفوانؓ بن معطل وہ صحابی تھے جن سے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تھی۔

صَفِيَّةٌ۔ یہ عبد المطلب کی بیٹی اور آنحضرتؐ کی پھوپی تھیں حضرت زُبیرؓ ان کے بیٹے تھے۔ اور صفیہ بنت حیی آنحضرتؐ کی بیوی تھیں جو غزوۂ خیبر میں ہاتھ آئی تھیں۔

باب الصّاد مع القاف

صَقْبٌ۔ گھونسا لگانا یا سخت ٹھوس چیز پر مارنا، بلند کرنا، اکٹھا کرنا، آواز کرنا، قریب ہونا، دور ہونا۔

مُصَاقَبَةٌ۔ مواجہہ اور موافقت۔

إِصْقَابٌ۔ نزدیک کرنا، نزدیک ہونا۔

اَلْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ۔ ہمسایہ اپنے نزدیک والی زمین یا مکان کا زیادہ حقدار ہے (یعنی اس کو حق شفعہ حاصل ہے۔ ایک روایت میں بِسَقَبِهِ ہے، سین سے، معنی وہی ہیں۔ یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو حق شفعہ حاصل ہے اور جمہور علماء صرف شریک کے لئے حق شفعہ ثابت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کا خیال رکھنا چاہئے، اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے، اس کا حق دُور والوں پر مقدم ہے اور اگر اس سے شفعہ کا حق مُراد ہو تو لازم آتا ہے کہ ہمسایہ شریک پر مقدم ہو۔ حالانکہ خود حنفی حضرات بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔ كذا قال الكرماني)۔

كَانَ إِذَا أُوتِيَ بِالْقَتِيلِ قَدْ وُجِدَ بَيْنَ الْقَرْيَتَيْنِ حَمَلَهُ عَلَى أَصْقَبِ الْقَرْيَتَيْنِ إِلَيْهِ

حضرت علیؓ کے پاس جب کوئی ایسا مقتول آتا جس کی نعش دو بستیوں کے درمیان ملتی، تو آپ اس کو نزدیک والی بستی میں اٹھالاتے (وہاں دریافت کرنے قسامت کا حکم دیتے)۔
صَقَحٌ۔ سر کے سامنے کے حصے پر بال نہ ہونا۔ بمعنی صَلَعٌ ہے
اَصْقَحُ بمعنی اَصْلَعُ۔
صَقْرٌ۔ مارنا۔
صَاقُوْرٌ۔ پھاوڑے یا بیلچے سے توڑنا، سلگانا، جلانا، سخت گرمی پہنچانا۔
تَصْقِیْرٌ۔ سلگانا، روشن ہونا۔
اِصْقِیْرَادٌ۔ بہت ترش ہونا۔
صَقْرٌ۔ ہر شکاری پرند کو کہتے ہیں۔ جیسے باز، شاہین بحری وغیرہ۔
صَوَاقِرُ۔ جو پرندے شکار نہیں کرتے اُن کو کہتے ہیں۔
صَقْرٌ۔ کھٹے دودھ کو بھی کہتے ہیں۔
کُلُّ صَقَّارٍ مَلْعُوْنٌ۔ ہر صقار ملعون ہے (لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ صقار کون؟ ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے، جب وہ آپس میں ملیں گے ایک دوسرے پر لعنت کریں گے)۔
(ایک روایت میں سَقَّارٌ ہے سین سے، اس کو کتاب س میں بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض نے کہا کہ صَقَّارٌ سے چغل خور مراد ہے اور بعض نے مغرور اور متکبر معنی کئے ہیں)۔
لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنَ الصَّقُوْرِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چغل خور (یا دیوث) سے نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔
اَوْ مُشْمَعِلًّا صَقْرًا۔ یا جلدی سے چل دینے والا پرندہ۔
نَاقَۃٌ مُشْمَعِلَّۃٌ۔ تیز رو اونٹنی (اس کا ذکر گزر چکا)۔
لَیْسَ الصَّقْرُ فِیْ رُءُوْسِ النَّخْلِ۔ کھجور کا شیرہ درختوں کی چوٹیوں پر نہیں ہے (بلکہ کھجور کو درخت سے اتار کر اُس سے بنایا جاتا ہے)۔
صَقْعٌ۔ مارنا یا سر پر مارنا، داغ دینا، گوز لگانا، گرانا، سیدھے راستے سے پھر جانا یا خیر اور احسان کے راستے سے پھرنا۔ چیخنا پکارنا (جیسے صُقَاعٌ اور صَقِیْعٌ ہے)۔
صَقَعٌ۔ بیہوش ہونا۔
صَقِیْعٌ۔ شبنم، اوس۔
مِصْقَعٌ۔ فصیح و بلیغ بلند آواز والا۔
مَنْ زَنَا مِمْ بِکْرٍ فَاصْقَعُوْہُ مِائَۃً۔ جو شخص کنواری سے زنا کرے اس کے سو کوڑے لگاؤ۔
مِمْ بِکْرٍ اصل میں مِنْ بِکْرٍ تھا، مگر نون کے بعد جب بے آتی ہے تو نون کو میم سے بدل دیتے ہیں۔ بعضوں نے کہا یہ مِمْ بِکْرٍ ہے بکسرۂ را بلا تنوین۔ اصل میں مِنَ الْبِکْرِ تھا اور یہ اہلِ یمن کی لغت ہے وہ لام تعریف کو میم سے بدل دیتے ہیں جیسے لیس من امبر امصیام فی امسفر ہے
اِنَّ مُنْقِذًا صُقِعَ اٰمَّۃً فِی الْجَاهِلِیَّۃِ۔ منقذ سر پر زمانہ جاہلیت میں ایک زخم لگا تھا جو اس کے دماغ پر پہنچا تھا۔
صُقْعَۃٌ۔ سخت سردی۔
شَرُّ النَّاسِ فِی الْفِتْنَۃِ الْخَطِیْبُ الْمِصْقَعُ۔ فتنہ اور فساد میں سب سے بدتر وہ خطبہ سنانے والا ہے جو فصیح اور بلیغ آواز والا ہو (لوگ اس کے خطبے سے اور زیادہ گمراہ ہوں اور فتنہ اور فساد پر مستعد ہوں)۔
صَقْعَبٌ۔ لمبی آواز دینے والا۔
صَقْعَرَۃٌ۔ چیخنا۔
صُقْعُرٌ۔ ٹھنڈا پانی یا تلخ غلیظ و بدبودار پانی۔
صَقْلٌ یا اِصْقَالٌ۔ جلا دینا، صاف کرنا، صیقل کرنا، میل نکال ڈالنا، مارنا۔
مُصَاقَلَۃٌ۔ مدارات کرنا، مداہنت کرنا۔

صِقَالَةُ الْبِنَاءِ ۔ پاڑ جس کو بنا کر عمارت کے بالائی حصہ کو تعمیر کرتے ہیں۔

صُقْلَةٌ ۔ کوکھ۔

صَيْقَل ۔ وہ شخص جو تلواروں کا زنگ صاف کرتا ہے، اُن کو جلا دیتا ہے۔

صَيَاقِل اور صَيَاقِلَة: یہ صَيْقَل کی جمع ہیں۔

وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صُقْلَةٌ ۔ لاغری اور دُبلے پن نے اس میں کوئی عیب نہیں کیا (یہ صَقَلْتُ النَّاقَةَ سے ماخوذ ہے یعنی میں نے اونٹنی کو دُبلا کیا۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ بہت کوکھیں پھولا تھا اور نہ بالکل دُبلا تھا)۔

وَيُصْبِحُ صَقِيلًا دَهِينًا ۔ آنحضرتؐ صبح کرتے اور آپ چمک دار چکنے ہوتے (یعنی حضورؐ کا جسم صاف، چمکدار اور نورانی معلوم ہوتا)۔

مِصْقَلَة حضرت علی رضؓ کا عامل تھا۔ اور جس چیز سے کسی زنگ خوردہ شئے کو صاف کریں اس کو بھی مِصْقَلَة کہتے ہیں۔

صَقِيلٌ ۔ چکنی ٹھوس چیز جس کے اندر پانی جذب نہ ہو بلکہ اوپر ہی سے بہہ جائے۔

صِقْلَابٌ ۔ بہت کھانے والا، اور سفید رنگ۔

صَقَالِبَة ۔ چھٹی اقلیم کے لوگ جو سفید رنگ ہوتے ہیں، (جیسے بلغاری اور روسی)۔

بابُ الصّاد مع الکاف

صَكٌّ ۔ زور سے مارنا، دھکیلنا، طمانچہ لگانا، تمسک، دستاویز، قبالہ بند کرنا، ملا دینا۔

اِصْطِكَاكٌ ۔ رگڑ کھانا۔

صَكَّاكٌ ۔ قبالہ نویس۔

صَكِيكٌ ۔ ضعیف، ناتوان۔

مَرَّ بِجَدْيٍ اَصَكَّ مَيِّتٍ ۔ آنحضرتؐ ایک بکری کے مرے ہوئے بچے پر گزرے، جس کے گھٹنے رگڑے گئے تھے

صَكَكٌ ۔ دوڑنے کے وقت ایک پیر کا گھٹنا دوسرے سے رگڑ جانے کو "صکک" کہتے ہیں۔ (بعض نے کہا ہے کہ اَصَكّ سے اس حدیث میں یہ مراد ہے کہ اس کے گھٹنوں کے بال نکل گئے تھے)۔

قَاتَلَكَ اللّٰهُ اُخَيْفِشَ الْعَيْنَيْنِ اَصَكَّ الرِّجْلَيْنِ (عبد الملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا) اللہ تجھ کو تباہ کرے (کمبخت) آنکھوں کا بیمار، پاؤں کا "اَصَكّ" ہے (یعنی چلتے وقت تیرا ایک پاؤں دوسرے سے رگڑ کھاتا ہے)۔

حَمَلَ عَلٰى جَمَلٍ مِصَكٍّ ۔ ایک مضبوط زوردار اونٹ پر سوار کیا (بعضوں نے کہا "مِصَكّ" سے وہی مطلب مراد ہے کہ چلنے کے دوران اس کی کونچیں رگڑ کھائیں)۔

فَاَصُكُّ سَهْمًا فِي رِجْلِهٖ ۔ میں اس کے پاؤں میں ایک تیر مار دیتا۔

فَاصْطَكُّوْا بِالسُّيُوْفِ ۔ آخر وہ تلواروں سے لڑنے لگے (ایک دوسرے پر وار کرنے لگے)۔

اَحْلَلْتَ بَيْعَ الصِّكَاكِ ۔ (ابوہریرہؓ نے مروان سے کہا کہ) تو نے دستاویزوں کی بیع درست کر دی (اس زمانہ میں یہ ہوتا تھا کہ حکومت سے لوگوں کو سالیانہ یا ماہوار کی سند مل جاتی کہ اتنے عرصہ کے بعد ان لوگوں کو اتنی رقم ادا کر دی جائے گی۔ لوگ اِن سندوں کو رقم وصول کرنے سے قبل دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ ابوہریرہؓ نے اس سے منع کیا کیونکہ یہ ایک ایسی شئے کی بیع ہے جو ابھی بائع کے قبضہ میں نہیں آئی، اور اس طریقہ کی بیع سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے)۔

مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں حکومت نے نوٹ نکالے ہیں۔ یعنی لوگوں سے روپیہ لے کر اُتنے ہی روپے کی ایک دستاویز اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ مجاز ہے کہ جب چاہے اس دستاویز کو بیچ ڈالے یا حکومت کو واپس کر کے اپنا روپیہ واپس لے۔ بظاہر اس کی بیع میں کوئی قباحت معلوم

نہیں ہوتی۔ کیونکہ حکومت کے سیاسی زور سے اِس دستاویز کو رواج دیا گیا ہے اور اِس رواج کو روکنا حکومت کی نگاہ اور قانون میں بغاوت کرنا ہے۔ بہر حال یہ لازمی ہے کہ نوٹ برابر برابر بیچے یعنی سُو روپے کا سُو روپے کے عوض، ورنہ سُود ہوگا اگر بغیر بٹہ کے گریز نہ ہو تو ایسا کرے کہ مثلاً ۹۹ روپے لے اور ایک روپیہ کے بدل آٹھ آنے یا بارہ آنے کے پیسے لیلے تو اِس صورت میں اختلافِ جنس کی وجہ سے سُود کی حرمت باقی نہ رہے گی اور یہ بھی ضرور ہے کہ یہ معاملہ نقد النقد کرے نہ کہ اُدھار، کیونکہ یہ بیع صرف میں داخل ہے اور اس میں ایک طرف اُدھار ہونا درست نہیں۔

مجمع البحار میں ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سرکاری سندوں کا بھی جس میں رقم دینے کا وعدہ ہو یا غلّہ وغیرہ دینے کا، تو اُس کا بیچنا درست ہے وہ شخص ان کو فروخت کر سکتا ہے جس کے نام کی سند ہے لیکن جس نے اس کو خریدا، وہ پھر اس کو تیسرے کے ہاتھ نہیں بیچ سکتا جب تک رقم یا غلہ وصول نہ کرلے۔

كَانَ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّ جَفْنَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ فِي صَكَّةِ عُمَيٍّ۔ آں حضرت؏ عبد اللہ بن جُدعان کے کڑھے میں دوپہر کے وقت سایہ لیتے (یہ کڑھ بہت بڑا تھا۔ عبد اللہ بن جُدعان زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کو اس میں سے کھلایا کرتے، سوار اور پیادے سب اس میں سے کھاتے۔ "عُمَیٌّ" ایک شخص کا نام تھا جو حاجیوں کی دوپہر کی گرمی میں خدمت کرتا، اُن کو پانی پلاتا۔ بعضوں نے کہا ایک لٹیرا تھا جس نے دوپہر کے وقت اپنی قوم کو لُوٹا۔ پھر صَكَّةُ عُمَيٍّ کا لفظ دوپہر کے لیے عام طور پر استعمال ہونے لگا)۔

صَكَّةُ عُمَيٍّ کے بارے میں بعض نے کہا ہے کہ اِس وجہ سے کہتے ہیں کہ نصفُ النّہار کے وقت شدتِ حرارت میں جو کوئی باہر نکلتا ہے تو سورج کی عمودی شعائیں آنکھ نہیں کھولنے دیتیں گویا اندھے کی طرح ہو جاتا ہے۔

اہلِ عرب کہتے ہیں:

لَقِيْتُهُ صَكَّةَ عُمَيٍّ۔ میں اُس سے ٹھیک دوپہر کو ملا۔

حَتّٰى اَعْطٰى صِكَاكًا۔ یہاں تک کہ اُس نے دستاویزیں دیدیں۔

فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملکُ الموت آئے تو آپ نے اُنکی آنکھ پر ایک طمانچہ مارا ان کی آنکھ پھوڑ دی (کیونکہ وہ اس وقت آدمی کے بھیس میں تھے اور حضرت موسیٰ نے ان کو نہیں پہچانا)۔

مَا مِنْ رَجُلٍ يَشْهَدُ شَهَادَةَ زُوْرٍ عَلٰى رَجُلٍ مُسْلِمٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مَكَانًا صَكًّا مِنَ النَّارِ۔ جو شخص کسی مسلمان پر جھوٹی گواہی دے (اس کو نقصان پہنچانے کے لئے)، تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی ایک جگہ کا قبالہ اس کے لئے لکھ دے گا (وہ اس جگہ میں ضرور جائے گا)۔

هَلْ تَعْلَمُ نَفْسَ مَنْ تَقْبِضُ قَالَ لَا اِنَّمَا هِيَ صِكَاكٌ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِقْبِضْ نَفْسَ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ۔ (کسی نے حضرت عزرائیل؏ سے پوچھا کیا تم کو یہ معلوم رہتا ہے کہ فلاں شخص کی رُوح میں قبض کروں گا (یعنی قبض کرنے سے پیشتر تم کو اُس کا علم رہتا ہے کہ اس کی موت فلاں وقت آئے گی) اُنھوں نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ (ہر روز) آسمان سے پروانے اُترتے ہیں کہ آج فلاں شخص کی جو فلانے کا بیٹا ہے رُوح قبض کر دیں خدائی پروانوں پر عمل کرتا ہوں باقی موت کا وقت وہ مجھ کو بھی معلوم نہیں ہے، بجز پروردگار کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ساری دُنیا حضرت عزرائیل؏ کے سامنے ایک طبق کی طرح ہے جس میں دانے پڑے ہوں۔ پھر جس دانے کے اُٹھا لینے کا حکم ہوتا ہے اس کو وہ اُٹھا لیتے ہیں)۔

فَجَاءَتِ الرِّيْحُ بِبَوْلِهِ فَصَكَّتْ وُجُوْهَنَا وَثِيَابَنَا ہوا اس کا پیشاب اُڑا کر لائی اور ہمارے چہروں اور کپڑوں پر مار دیا۔

صَكْمٌ۔ مار ڈالنا، دھکیلنا۔

صَاكِمٌ۔ موزہ۔
صُكُمٌ۔ جمع ہے صَاكِمٌ کی۔
صَكْمَةٌ۔ سخت صدمہ۔
صَوَاكِمُ۔ مصائب، سختیاں۔
صَكَمَتْهُ الصَّوَاكِمُ۔ اُس پر مصائب ٹوٹ پڑے۔

بابُ الصّاد مع اللام

صَلْبٌ۔ جلانا، سُودی دینا، چربی نکالنا، بھوننا، ہمیشہ رہنا، سخت ہونا۔
صَلَابَةٌ۔ سختی۔
تَصْلِيبٌ۔ سُولی دینا، ترسول بنانا۔
تَصَلُّبٌ۔ سخت بن جانا، سخت ہونا۔
نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْمُصَلَّبِ۔ آنحضرتؐ نے اس کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا جس میں صلیب (ترسولی) کی شکلیں بنی ہوں (نصاریٰ یہ شکل برکت کے لئے بناتے ہیں۔ ان کے خیال میں حضرت عیسیٰ سُولی پر چڑھائے گئے تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کو زندہ کرکے اُٹھالیا)۔
كَانَ إِذَا رَاٰى التَّصْلِيبَ فِي مَوْضِعٍ قَضَبَهٗ۔ آپ کسی کپڑے میں کہیں ترسول کی شکل دیکھتے تو اس کو کاٹ ڈالتے۔
فَنَاوَلْتُهَا عِطَافًا فَرَاَتْ فِيْهِ تَصْلِيبًا فَقَالَتْ نَحِّيْهِ عَنِّيْ۔ میں نے ان کو ایک چادر کا کونہ دیا، انھوں نے دیکھا کہ اس میں صلیب کی شکل بنی ہے تو کہنے لگیں اس کو ہٹاؤ (مجھ سے دُور رکھو)۔
تَكْرَهُ الثِّيَابَ الْمُصَلَّبَةَ۔ حضرت بی بی اُمّ سلمہؓ ان کپڑوں کو مکروہ سمجھتی تھیں، جن میں صلیب کی شکل بنی ہوتی۔
رَاَيْتُ عَلَى الْحَسَنِ ثَوْبًا مُّصَلَّبًا۔ میں نے امام حسنؓ کو ایک کپڑا پہنے دیکھا جس پر صلیب کی شکل بنی تھی۔
تَصْلِيبٌ۔ عورتوں کا ایک خاص قسم کا پہناوا۔
صَلَّبَتِ الْمَرْاَةُ خِمَارَهَا۔ یعنی عورت نے اپنی اوڑھنی میں تصلیب کی۔
خَرَجَ اِبْنُهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَضَرَبَ جُفَيْنَةَ الْاَعْجَمِيَّ فَصَلَّبَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو آپ کے صاحبزادے عبید اللہ نکلے اور جفینہ عجمی کو (جو آپ کی قتل کی سازش میں شریک پایا گیا تھا) اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں مارا، ترسول کی شکل بنادی (یعنی ایسی شکل +)۔
صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلٰى خَاصِرَتِيْ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ هٰذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُ۔ میں نے حضرت عمرؓ کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھا انھوں نے کہا نماز میں سُولی کی شکل بنانا یہی ہے، آنحضرتؐ اس سے منع فرماتے تھے (اس لئے کہ جس شخص کو سُولی دی جاتی ہے اس کے دونوں ہاتھ اسی طرح لکڑی پر پھیلے رہتے ہیں)۔
خَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ۔ اللہ تعالےٰ نے کچھ لوگوں کو بہشت کے لئے بنایا اور بہشت کو ان کے لئے اُس وقت سے بنایا جب وہ اپنے باپ دادوں کی پشت میں تھے (ابھی دنیا میں آئے بھی نہ تھے)۔
اَصْلَابٌ۔ یہ صُلْبٌ کی جمع ہے، بمعنی پُشت۔
قَرَابَةٌ صُلْبِيَّةٌ۔ خون کا رشتہ۔
قَرَابَةٌ سَبَبِيَّةٌ۔ شادی کی رشتہ داری، یعنی ازار بندی رشتہ۔
فِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ۔ اگر کمر توڑ ڈالی جائے، (آدمی کُبڑا ہوجائے) تو اس میں دیت لازم ہوگی (بعضوں نے اس طرح پر ترجمہ کیا ہے کہ "پیٹھ پر مارنے کی وجہ سے اگر منی کا نکلنا موقوف ہوجائے تو دیت لازم ہوگی")
تُنْقَلُ مِنْ صَالَبٍ اِلٰى رَحِمٍ + اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ (یہ اُس قصیدہ کا ایک شعر ہے جو حضرت عباسؓ

نے آں حضرتؐ کی تعریف میں کہا، یعنی تم پشتِ پدر سے ماں کے پیٹ میں منتقل ہوتے رہے، جب ایک عالم گزرا تو دوسرا طبقہ پیدا ہوا۔

لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَاهُ أَصْحَابُ الصُّلُبِ۔ جب آپ مکہ میں آئے تو ہڈیوں کے پکانے والے آپ کے پاس آئے (یہ وہ لوگ تھے جو ہڈیاں[1] جمع کرکے اُن کو پانی میں پکاتے اور جو کچھ روغن ان میں سے نکلتا اس کا سالن کرتے)۔

اِنَّهُ اسْتُفْتِيَ فِي اسْتِعْمَالِ صَلِيبِ الْمَوْتَى فِي الدِّلَاءِ وَالسُّفُنِ فَأَبَى عَلَيْهِمْ۔ حضرت علی رضؓ سے پوچھا گیا کہ مُردار کی چربی ہم ڈولوں اور کشتیوں میں لگائیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

صَلِيبٌ چربی کو بھی کہتے ہیں صُلُبٌ اُس کی جمع ہے۔

تَمْرُ ذَخِيرَةَ مُصَلِّبَةٌ۔ ذخیرہ کی کھجور سخت ہوتی ہے۔

تَمْرُ الْمَدِينَةِ صُلْبٌ۔ مدینہ کی کھجور سخت ہوتی ہے۔

(عرب لوگ کہتے ہیں کہ:

رُطَبٌ مُصَلِّبٌ۔ پکی کھجور سخت اور خشک۔

أَطْيَبُ مَضْغَةٍ صَيْحَانِيَّةٌ مُصَلِّبَةٌ۔ جو صیحانی کھجور سخت ہوگئی ہو، وہ چبانے میں بہت عمدہ (ہوتی) ہے۔ (صیحانی مدینہ کی ایک قسم کی کھجور ہے)۔

اِنَّ الْمُغَالِبَ صُلْبَ اللّٰهِ مَغْلُوبٌ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی قوت سے مقابلہ کرے وہ مغلوب ہوگا (کیونکہ اللہ کے سوا کسی میں قوت نہیں، جس کسی میں کچھ قوت ہے تو وہ اللہ ہی کی عطا کردہ ہے۔)

فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ۔ اس کپڑے میں جس میں ترسول کی شکل بنی ہو یا تصویریں ہوں۔

يَكْسِرُ الصَّلِيبَ (جب حضرت عیسیٰؑ قیامت کے قریب آسمان سے اُتریں گے تو) صلیب کو توڑ ڈالیں گے (مذہب عیسائیت کو جو نصاریٰ نے اختیار کرلیا ہے اس کی

[1] یعنی وہ ہڈیاں جن پر کا گوشت لے کر لوگ پھینک دیتے ہیں ۱۲ منہ

تردید کریں گے اور باطل قرار دیں گے اور توحید اور اسلام کو پھیلائیں گے)۔

لَمْ يَكُنْ فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ۔ جہاں جہاں اس میں مورتیں تھیں ان کو توڑ ڈالا (تصالیب سے تصاویر مُراد ہیں)۔

أَمَرَ بِمَحْوِ الصُّلُبِ۔ آپؐ نے ترسول کو میٹ ڈالنے کا حکم دیا۔

صَالِبٌ۔ سخت بخار لرزے کے ساتھ۔

صَلِيبِيَّةٌ۔ نصاریٰ کی وہ فوجیں جو اپنے جھنڈوں اور کپڑوں پر صلیب کا نشان بنا کر بیتُ المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے آئے تھے یہ جنگ دنیا کی بڑی جنگوں میں سے ہے اس میں لاکھوں نصاریٰ اور مسلمان مارے گئے۔ بالآخر بیت المقدس پر قبضہ مسلمانوں ہی کا رہا۔ سُلطان صلاح الدینؒ نصاریٰ پر غالب ہوئے اور ان کو نکال باہر کیا۔ محاربہ صلیب اسی جنگ کا نام ہے۔

أَقِمْ صُلْبَكَ۔ اپنی پیٹھ (رکوع میں) سیدھی رکھ۔

صَلْتٌ۔ اڑ لگانا، چکنائی کم ہونا، کشادہ پیشانی، عمدہ صیقل کی ہوئی تلوار، بڑی چھری، جو شخص اپنی حاجتوں کو پورا کرے۔

صَلْتٌ اور صُلْتٌ۔ ننگی تلوار سے مارنا۔

إِصْلِيتٌ اور مِصْلَاتٌ اور مِصْلَتٌ اور مُنْصَلِتٌ۔ بہادر، جری، اپنے ارادوں کو پورا کرنے والا۔

كَانَ صَلْتَ الْجَبِينِ۔ آں حضرت صلعم کشادہ پیشانی تھے۔

سَهْلَ الْخَدَّيْنِ صَلْتَهُمَا۔ رخسار ڈھلے ہوئے برابر نہ یہ کہ گال پھولے ہوئے۔

فَاخْتَرَطَ السَّيْفَ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا۔ (غورث نے آں حضرتؐ کی تلوار لے کر سونت لی (آپؐ ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے) ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی

اَصْلَتَ السَّیْفَ۔ تلوار سُونت لی یا نیام سے نکال لی (مجمع البحار میں صَلَتَ السَّیْفَ جو اس معنی میں لکھا ہے اس کی تائید لغت سے نہیں ہوتی)۔
جَاءَ بِمَرَقٍ یَصْلِتُ۔ ایک شوربا ایسا لیکر آیا جس میں چکنائی کم تھی، پانی اوپر نظر آرہا تھا۔
مَرَّتْ سَحَابَۃٌ فَقَالَ تَنْصَلِتُ۔ ایک ابر گزرا تو فرمایا یہ پانی برسانے کا قصد کرتا ہے۔
اِنْصَلَتَ یَنْصَلِتُ۔ برہنہ ہوا، جلدی بھاگا۔ (ایک روایت میں تَقَصَّلَتْ ہے، یعنی آیا۔
صَلْجٌ۔ گلانا، ملنا، مارنا۔
صَلَجٌ۔ بہرا ہونا۔
صُلُجٌ۔ کھرے روپے۔
صُلْحٌ۔ آشتی کرنا، صلح کرنا، مل جانا۔
صَلَاحٌ اور صُلُوحٌ اور صَلَاحَۃٌ۔ درست ہونا۔ (اس کی ضد فَسَادٌ ہے، یعنی بگڑ جانا۔)
مُصَالَحَۃٌ اور صِلَاحٌ۔ موافقت کرنا (اس کی ضد مُخَالَفَۃٌ ہے)۔
اِصْلَاحٌ۔ درست کرنا، بنانا۔
تَصَالُحٌ۔ مل جانا، صلح کرلینا (جیسے اِصْطِلَاحٌ ہے)۔
صَالِحٌ۔ نیک اور پرہیزگار۔
صَلَاحٌ۔ مکہ کا ایک نام ہے۔
لَا تَصْلُحُ اِلَّا لَکَ۔ صفیہ آپ کے لائق ہیں (نہ کہ دحیہ کلبی کے، کیونکہ وہ پیغمبر کی اولاد اور اپنی قوم میں معزز اور محترم تھیں)۔
اِذَا صَلُحَ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ۔ (بدن میں گوشت کا ایک مُضغہ ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ خبردار رہو کہ وہ مُضغہ آدمی کا دل ہے)۔
فَارْکَبُوْھَا صَالِحَۃً۔ تو اس کو درست رکھ کر اس پر سواری کرو (یعنی اس کے پانی چارہ اور سردی گرمی کا پوری طرح خیال رکھو، وہ بے زبان جانور ہے)۔
اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ۔ اچھا خواب یعنی سچا خواب۔ (جس کا دیکھنے والا صالح، متقی اور باعلم آدمی ہوتا ہے)۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَہٗ صَلَاحًا وَّ اَوْسَطَہٗ نَجَاحًا وَّ اٰخِرَہٗ فَلَاحًا۔ یا اللہ! اس دن کے شروع کو ہمارے دین کے لئے بہتر کر (صبح کو عبادت اور نماز میں مصروف رہیں) اور اس کے درمیانی حصہ کو ہمارے لئے حاجت روائی کا ذریعہ بنا (دُنیا کے مقاصد اس میں پُورے ہوں، روٹی رزق ملے) اُس کے آخری حصہ کو کامیابی کر (خاتمہ اسلام پر ہو، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے بجائے اس کی رضامندی حاصل کرسکوں)
اَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ وَ اَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ۔ میری دنیا درست کر (کسی کا محتاج نہ ہوں) اور میری آخرت بھی درست کر (یعنی دنیا میں اعمالِ صالحہ کی وجہ سے آخرت میں اللہ کی خوشنودی اور مقامِ عزت حاصل کرسکوں)۔
فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ۔ اگر نماز اس کی اچھی نکلی (سنت کے موافق) تب تو وہ کامیاب ہوا۔
لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ۔ نیک کاموں کی۔
صَالِحٌ۔ صالح علیہ السلام مشہور پیغمبر تھے جو قومِ ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے۔
اِجْعَلْ دُعَائِیْ اٰخِرَہٗ صَلَاحًا۔ آخری دُعا میری اچھی کر۔
مَنْ اَصْلَحَ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ اَصْلَحَ اللّٰہُ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّاسِ۔ جو شخص اللہ سے اپنا معاملہ درست رکھے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھی اس کا معاملہ درست کردے گا۔
اَصْلَحَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنَ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کو درست کیا۔

اَلعَبدُ الصَّالِحُ۔ سکندر یا خضرؑ یا امام موسیٰ کاظم۔
اِذَا ضَلَلتَ الطَّرِیقَ فَنَادِ یَا صَالِحُ اَرشِدنَا اِلَی الطَّرِیقِ یَرحَمُكَ اللّٰهُ۔ جب تو (جنگل میں) راستہ بھول جائے تو اس طرح پکار، اے صالح ہم کو راستہ بتلاؤ، اللہ تم پر رحم کرے (اس لئے کہ صالح خشکی پر مامور ہیں اور حمزہ دریا پر۔ کذا فی مجمع البحرین) (یہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ اس کے علاوہ ایک اور دوسری حدیث میں ہے، جب تم میں سے کسی کا جانور بھڑک کر نکل جائے کسی جنگل کی طرف تو یوں پکارے، اللہ کے بندو! میری مدد کرو)۔

یَومُ الجُمُعَةِ یَومُ صَالِحٍ۔ جمعہ کا دن اچھا دن ہے۔
اَلصُّلحُ جَائِزٌ بَینَ المُسلِمِینَ اِلَّا صُلحًا اَحَلَّ حَرَامًا اَو حَرَّمَ حَلَالًا۔ مسلمان آپس میں جس طرح صلح کریں ہر صلح جائز ہے، مگر وہ صلح جائز نہیں جو حرام چیز کو حلال کرنے پر ہو یا حلال چیز کو حرام کرنے پر۔
قُلتُ لِاَبِی الحَسَنِ رَجُلٌ یَهُودِیٌّ اَو نَصرَانِیٌّ کَانَ لَهُ عِندِی اَربَعَةُ اٰلَافِ دِرهَمٍ اِلَی اَن صَالِحَ وَرَثَتَهُ وَلَا اُعلِمَهُم کَم کَانَ قَالَ لَا یَجُوزُ حَتّٰی تُخبِرَهُم۔ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا، ایک یہودی یا نصرانی کے میرے پاس چار ہزار درہم امانت تھے (وہ مرگیا) اب میں اس کے وارثوں سے صلح کرسکتا ہوں ان کو دے کر اس طرح کہ میں ان کو یہ نہ بتلاؤں کہ متوفی کے کتنے میرے پاس امانت تھے؟ فرمایا نہیں، جب تک تو ان سے بیان نہ کر دے کہ اتنے درہم میرے پاس امانت تھے (اگر وہ بیان کے بعد بھی کم لینے پر راضی ہوجائیں تو پھر صلح جائز ہے)۔
اِصطِلَاحٌ۔ کسی قوم، کسی طبقہ اور اہلِ فن کا کسی متعین مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے کسی لفظ کے استعمال پر متفق ہونا مثلاً "صلوٰۃ" کے لغوی معنی دُعا کے ہیں مگر شریعت کی اصطلاح میں یہ لفظ نماز کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

صَلَخٌ۔ خارشت بہراپن۔
دَاهِیَةٌ صُلُوخٌ۔ ہلاک کرنے والی آفت۔
تَصَالُخٌ۔ بہرا بننا۔
اِصلِخَاخٌ۔ کروٹ پر لیٹنا۔
صَلَخدٌ یا صِلَخدٌ یا صِلخَادٌ۔ قوی زور آور۔
نَاقَةٌ صَلَخدَاةٌ۔ زوردار اونٹنی۔

صَلَخمٌ۔ سخت شدید۔
عُرِضَتِ الاَمَانَةُ عَلَی الجِبَالِ الصُّمِّ الصَّلَاخِمِ اللہ تعالے نے اپنی امانت سخت مضبوط پہاڑوں پر پیش کی (مگر وہ بھی ڈر گئے، مگر آدمی نے قبول کرلی)۔

صَلدٌ۔ چکنا، صاف، سخت، جس پر کچھ نہ اُگے۔
صُلُودٌ۔ آواز دینا پر آگ نہ دینا۔
صَلَدٌ۔ دوڑنے میں ہاتھ زمین پر مارنا، چڑھنا، آواز دینا، سخت ہونا چمکنا۔
صَلَادَةٌ۔ بخیلی۔
تَصلِیدٌ۔ بخیلی کرنا۔
اِصلَادٌ۔ سخت ہونا۔
اَصلَدُ۔ بخیل۔
صَلدَاءُ۔ یہ مونث ہے اَصلَدُ کا۔
لَمَّا طُعِنَ سَقَاهُ الطَّبِیبُ لَبَنًا فَخَرَجَ مِنَ الطَّعنَةِ اَبیَضَ یَصلِدُ۔ جب امیرالمومنین حضرت عمرؓ کو خنجر سے مارا گیا تو حکیم نے آپ کو دودھ پلایا، وہ اسی طرح سفید چمکتا ہوا زخم سے باہر نکل آیا (زخم آرپار ہوگیا تھا اور سخت کاری تھا۔ دودھ کے زخم سے خارج ہونے کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضؓ سمجھ گئے کہ میں بچنے والا نہیں)۔
اَقسَمتُ عَلَیكَ لَمَّا تَقَیَّأتَ فَقَاءَ لَبَنًا یَصلِدُ۔ انھوں نے قے کی تو سفید چمکتا ہوا دودھ نکلا۔
ثُمَّ لَمَّا قَضِیبَهُ فَاِذَا هُوَ اَبیَضُ یَصلِدُ

پھر اپنی چھڑی کا پوست نکالا، وہ سفید چمک رہی تھی۔

زَنْدٌ صَلَّادٌ۔ وہ چقماق جس سے آگ نہ نکلے (آواز دے کر رہ جائے)۔

اِنْ صَلَدَتْ زِنَادُکُمْ۔ اگر تمہاری پتھری آگ نہ دے (یعنی تم بخیلی کرنا چاہو)۔

صَلْدَحٌ۔ چوڑا پتھر۔

جَارِیَۃٌ صَلْدَحَۃٌ۔ چوڑی چھوکری۔

صَلَنْدَحَۃٌ۔ سخت۔

صَلْدِمٌ۔ شیر سخت۔

صَلَادِم۔ یہ صَلْدِمٌ کی جمع ہے یعنی سخت سم والے۔

صِلَوْرٌ۔ مار ماہی (یعنی بام مچھلی)۔

صَلْصَلَۃٌ۔ آواز دینا، ڈرانا۔

صَلْصَالٌ۔ گارا۔

کَاَنَّہٗ صَلْصَلَۃٌ عَلٰی صَفْوَانٍ۔ گویا وہ لوہے کی آواز ہے جو سفید صاف چکنے پتھر پر حرکت کرے (نہایہ میں ہے صَلْصَلَہ لوہے کی آواز جب اس کو ہلائیں۔ اور "صلصلہ" کی آواز "صلیل" سے زیادہ ہے)۔

مِثْلُ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ۔ گھنٹے کی سی آواز (یہ آواز فرشتہ کی ہوگی یا اس کے پنکھوں کی جو وحی کے وقت آنحضرتؐ کو سنائی دیتی۔ ایسی وحی میں آپؐ پر بہت سختی ہوتی سخت جاڑوں میں پسینہ پسینہ ہو جاتے)۔

مترجم کہتا ہے۔ یہ تاویل فاسد ہے۔ اس لئے کہ دوسری روایت میں اِس طرح پر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے تو فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے لوہے کی زنجیر سخت پتھر پر چلائیں۔ تو یہ آواز خاص جناب احدیت کے کلام سے پیدا ہوتی ہے جو فرشتوں اور پیغمبروں کو سنائی دیتی ہے اور جن لوگوں نے کلام الٰہی میں آواز اور حروف کا انکار کیا ہے وہ بے وقوف ہیں۔ متعدد حدیثوں اور آیتوں سے اللہ کے کلام میں آواز ثابت ہے اور اہلِ حدیث کا یہی قول ہے)۔

مجمع البحرین میں ہے کہ:

صَلْصَالٌ۔ وہ گارا جو پکایا نہ گیا ہو، مگر خشک ہونے کے بعد کھن کھن کر رہا ہو (جب پکا لیا جائے تو اس کو فخّار کہتے ہیں۔

صَلْصَل۔ بدبو دار کو بھی کہتے ہیں۔ (یہ صَلَّ اللَّحْمُ سے ماخوذ ہے، یعنی گوشت بدبو دار ہو گیا)۔

اِغْتَرَفَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ غُرْفَۃً بِیَمِیْنِہٖ مِنَ الْمَاءِ الْعَذْبِ الْفُرَاتِ فَصَلْصَلَہَا فَجَمَدَتْ فَقَالَ لَہَا مِنْکَ اَخْلُقُ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ وَالْاَئِمَّۃَ الْمُہْتَدِیْنَ۔ الحدیث (اللہ تعالیٰ نے ایک چلّو داہنے ہاتھ سے میٹھے شیریں پانی کا لیا اس کو ہلایا وہ جم گیا۔ فرمایا میں تجھ سے پیغمبروں اور رسولوں اور نیک بندوں اور راہ پانے والے اماموں کو پیدا کروں گا (پھر ایک چلّو کھارے پانی کا لیا، اُس کو ہلایا وہ جم گیا۔ فرمایا میں تجھ سے ظالم بادشاہوں اور شریر متکبّر لوگوں اور شیطان کے بھائیوں کو بناؤں گا)۔

نَہٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ فِیْ ذِی الصَّلَاصِلِ۔ ذی الصلاصل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا (ذی الصلاصل ایک مقام کا نام ہے مکہ کے راستے میں، محمد بن مکی نے کہا کہ اس مقام پر خسف کا عذاب اترا تھا)۔

صِلٌّ۔ وہ سانپ جس کا منتر نہ ہو۔

صُلْصُلَۃٌ۔ فاختہ۔

صَلَعٌ۔ سر پر سامنے کی طرف بال نہ ہونا۔

تَصْلِیْعٌ۔ پھیلا کر ہاتھ رکھنا، کسی امر کو خوب ظاہر کرنا

تَصَلُّعٌ۔ نمایاں ہونا ابر سے نکل جانا۔

اَصْلَع۔ گنجا۔

اُصَیْلِع۔ ایک قسم کا سانپ باریک گردن والا، اس کا سر گولی کی طرح ہوتا ہے۔ اور ذکر کو بھی کہتے ہیں۔

وَاَنْ لَّا اَرَاہُ مَطْمَعًا فَوَقَّاعٌ بِصُلَیْعٍ۔ ہیں

کسی سے کچھ طمع نہ رکھوں، ایک پٹپر میدان میں جہاں کچھ روئیدگی نہ ہو، جا پڑوں۔

(اصل میں یہ صَلَعٌ سے ماخوذ ہے، یعنی سر پر بال نہ ہونا، تو اسی مُشابہت سے جس زمین پر روئیدگی نہ ہو وہ بھی گویا گنجی ہے)۔

مَا جَرَى الْيَعْفُورُ بِصُلَّحٍ ۔ پٹپر میدان میں ہرن کا بچہ نہیں جاتا یا جنگلی بیل۔

وَتُحْتَرَشُ بِهَا الضِّبَابُ مِنَ الْاَرْضِ الصَّلْعَاءِ وہاں گوہ کا شکار کیا جاتا ہے، سپاٹ زمین میں (جہاں گھانس اور پیداوار وغیرہ نہ ہو)۔

تَكُوْنُ جَبْرُوَّةٌ صَلْعَاءُ ۔ صاف ظالم بادشاہت ہو گی۔

اِنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصُّلَيْعَاءِ وَالْقُرَيْعَاءِ ۔ ایک گنوار نے آں حضرتؐ سے اس زمین کو پوچھا جس میں کچھ نہ اُگے یا جس کے کناروں میں اُگے درمیان میں کچھ نہ اُگے۔

رَكِبْتَ الصُّلَيْعَاءَ ۔ تم سخت آفت میں گرفتار ہوئے بہت ہی بُرا کام جس کی بُرائی ظاہر ہے، تم نے کیا۔ (یہ حضرت ابوبکرہؓ نے معاویہؓ سے کہا جب معاویہ نے زیاد کو جو ولد الزنا تھا یعنی ابوسفیان نے اُس کی ماں سُمَیّہ سے زنا کیا تھا، اپنا بھائی بنا لیا)۔

تَصَلَّعَتِ الشَّمْسُ ۔ سُورج صاف ہو گیا، ابر سے نکل گیا۔

كَاَنِّي بِهِ اُفَيْدِعَ اُصَيْلِعَ ۔ گویا میں اُس حبشی کو دیکھ رہا ہوں (جو قیامت کے قریب کعبہ کو ڈھائے گا) کم بخت ٹیڑھے پاؤں کا سر کا گنجا ہے۔

مَا قَتَلْنَا عَجَائِزَ صُلْعًا ۔ (ہم نے جنگِ بدر میں) بوڑھوں کو مارا جن کے سر کے بال جھڑ گئے تھے۔

صُلْعٌ اور صُلْعَانٌ جمع ہے اَصْلَعُ کی۔

اَيُّمَا اَشْرَفُ الصُّلْعَانُ اَوِ الْفُرْعَانُ (کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کون لوگ بہتر ہیں وہ جن کے سامنے سر پر بال نہ رہے ہوں (جیسے حضرت عمرؓ تھے) یا وہ لوگ جن کے سر پر خوب گھنے بال ہوں (انھوں نے کہا وہ لوگ بہتر ہیں جن کے سارے سر پر بال ہوں۔ لوگوں نے کہا، آپ کے تو سر پر بال نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا، آں حضرتؐ کے تو سارے سر پر بال تھے)۔

صَلْعَمْ ۔ مختصر ہے صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا۔ جیسے تعؔ مختصر ہے تعالیٰ کا، اور رضؔ مختصر ہے رضی اللّٰہ عنہ کا، اور ؑ مختصر ہے علیہ السلام کا۔ مگر یہ کتابت میں ہے اور پڑھنے والے کو پورے الفاظ اس طرح پڑھنے چاہئیں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور تَعَالٰى اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اور عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ بعضوں ایسے اشاروں کو کتابت میں بھی مکروہ جانا ہے لہٰذا پورا لکھنا بہتر ہے۔

صُلُوْغٌ ۔ دانت نکل آنا، یا پانچویں یا چھٹے برس میں لگنا۔

صَالِغٌ ۔ جو گائے یا بکری ایسی ہو۔

صَوَالِغُ ۔ یہ جمع ہے صَالِغ کی۔

صُلْغَةٌ بڑی کشتی۔

صَلَغَةٌ ۔ چار یا چھ برس کا اونٹ۔

عَلَيْهِمُ الصَّالِغُ وَالْقَارِحُ ۔ ان کو پانچ پانچ چھ چھ برس کی گائے بکریاں گھوڑے دینا ہوں گے (یعنی زکوٰۃ میں)۔

صَلَفٌ ۔ اپنی ایسی تعریف کرنا کہ جو وصف اس میں نہ ہو، حد سے زیادہ بڑھ جانا، غرور اور تکبّر سے نمو اور برکت کم ہونا، بہت گرجنا اور کم برسنا، حظ نہ اٹھانا۔

اِصْلَافٌ ۔ گراں جان ہونا، بے خیر و برکت ہونا، دشمنی رکھنا۔

تَصَلُّفٌ ۔ تملّق اور تکلّف۔

اٰفَةُ الظَّرْفِ الصَّلَفُ ۔ ظرافت کی آفت مبالغہ ہے (یعنی حد سے بڑھ جانا تکبر کے ساتھ)۔

مَنْ تَبَغَّ فِي الدِّيْنِ يَصْلِفُ ۔ جو شخص دین میں حد سے بڑھ جائے گا اُس کا حظ کم ہو جائے گا (یعنی جو شخص ذرا

ذرا سی باتوں پر لوگوں کو بے دین اور کافر بنائے تو ایسے شخص کا حصہ خود دین میں سے گھٹ جائے گا یا وہ لوگوں سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ دین داری کے ساتھ لوگوں سے محبت اور موافقت رکھنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ اُس سے اور وں کو فائدہ اور ان سے اس کو حظ ہو)۔

كَمْ مِنْ صَلَفٍ تَحْتَ الرَّاعِدَةِ۔ جو گرجتے ہیں وہ کم برستے ہیں (یہ ایک مثل ہے جو ان لوگوں کے حق میں کہی جاتی ہے جو دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن کام کچھ نہیں کرتے صرف زبانی ڈینگیں مارتے ہیں)۔

لَوْ اَنَّ امْرَأَةً لَا تَتَصَنَّعُ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے (ہمیشہ میلی پڑی رہے) تو وہ اپنے شوہر سے کوئی حظ نہیں اٹھائے گی (بلکہ اپنے شوہر پر ایک طرح کا بوجھ ہوگی)۔

تَنْطَلِقُ اِحْدَاكُنَّ فَتُصَانِعُ بِمَالِهَا عَنِ ابْنَتِهَا الْحَظِيَّةِ وَلَوْ صَانَعَتْ عَنِ ابْنَتِهَا الصَّلِفَةِ كَانَتْ اَحَقَّ۔ تم میں کوئی عورت جاکر اپنی بیٹی سے، جو خاوند سے فیض اُٹھا رہی ہے (اس کے باوجود مال جاکر) اپنے مال سے سلوک کرتی ہے، اس کو آراستہ کرتی ہے (اس کو روپیہ پیسہ دیتی ہے) حالانکہ اس کو اپنی اُس بیٹی سے سلوک کرنا زیادہ ضروری تھا جو خاوند سے مستفیض نہیں ہوتی (کیونکہ وہ بیچاری تکلیف میں رہتی ہے خاوند اس کی خبر نہیں لیتا، اس کی ضروریات پوری نہیں کرتا)۔

اِمْرَأَةٌ صَلِفَةٌ۔ وہ عورت جو اپنے خاوند کو عزیز نہ ہو (خاوند اس کی طرف توجہ نہ کرتا ہو)۔

اِنِّيْ اُحَالِفُ مَا دَامَ الصَّالِفُ مَكَانَهُ قَالَ بَلْ مَا دَامَ اُحُدٌ مَكَانَهُ (ضمیرہ نے کہا یا رسول اللہ) میں آپ سے قسمیہ عہد کرتا ہوں جب تک صالف اپنی جگہ رہے آپ نے فرمایا نہیں، جب تک اُحد پہاڑ اپنی جگہ رہے۔

صَالِف۔ ایک پہاڑی ہے زمانۂ جاہلیت کے مشرک لوگ اس کے پاس جاکر قسم کے ساتھ عہد اور پیمان کرتے، آپؐ نے اس کا ذکر مکروہ جانا اور فرمایا کہ اس کی بجائے اُحد پہاڑ کا نام لے (جو مدینہ کے پاس ہے)۔

صَلْفَاءُ۔ سخت زمین۔

صَلِيْفٌ۔ گردن کی ایک جانب۔

اَلْمُؤْمِنُ لَا عَنِفٌ وَّلَا صَلِفٌ۔ مومن نہ بدمزاج بدخو ہوتا ہے نہ قلیل الخیر (بلکہ فیض رساں، کثیر الخیر، مہربان حلیم اور بُردبار ہوتا ہے)۔

صَلْفَحَةٌ۔ اُلٹنا پلٹنا۔

صَلَافِحُ۔ درہم (اس کا مفرد نہیں ہے)۔

صَلْفَعَةٌ۔ گردن مارنا، مونڈنا۔

صَلْفَعَ۔ مفلس ہوگیا۔

صَلْقٌ۔ زور سے چلّانا، مارنا، جماع کرنا، آفت ڈالنا۔

اِصْلَاقٌ یہ صَلْقٌ کا مترادف ہے۔

تَصَلُّقٌ۔ دردِ زہ سے عورت کا چلّانا۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ صَلَقَ وَحَلَقَ۔ ہم مسلمانوں میں سے وہ نہیں ہے جو مُصیبت کے وقت چلّائے (نوحہ کرے) اور بال منڈائے، سر اور ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کرے جیسے ہندو مشرک کیا کرتے ہیں (بعضوں نے کہا صَلَقَ کے معنی یہ ہیں کہ مُنہ پر طمانچے مارے، کپڑے پھاڑے، سینہ کوٹے)۔

اَنَا بَرِيْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ۔ میں اُس عورت سے بیزار ہوں (بے تعلّق ہوں) جو چلّاکر روئے بال منڈائے۔

اَمَا وَاللّٰهِ مَا اَجْهَلُ عَنْ كَرَاكِرَ وَاَسْنِمَةٍ وَّلَوْ شِئْتُ لَدَعَوْتُ بِصَلَاءٍ وَّصِنَابٍ وَّصَلَائِقَ (حضرت عمرؓ نے کہا) یہ بات نہیں کہ میں اونٹ کے سینے کی کرّی (ڈوں) اور کوہانوں کے مزے سے واقف نہیں (اونٹ کے کوہان اور سینے میں جو گٹھلی سی ہوتی ہے جس کو کرکرہ کہتے ہیں اس کا گوشت نہایت مزیدار ہوتا ہے) اگر میں چاہوں تو بھنا ہوا

گوشت اور رائی اور انگور کا سالن اور باریک چپاتیاں منگواؤں اور کھاؤں دگر دنیا میں اس طرح کی لذت مجھ کو پسند نہیں ہے۔ بعضوں نے صَلَائِق کا ترجمہ بھُنے ہوئے حلوان کیا ہے ایک روایت میں سَلَائِق سین سے ہے یعنی ترکاریاں وغیرہ)۔

لَوْ شِئْتُ لَمَلَأْتُ الرِّحَابَ صَلَائِقَ وَ سَبَائِكَ۔ اگر میں چاہوں تو سارے آنگن حلوانوں کے بھُنے ہوئے گوشت اور باریک چپاتیوں (میدے کے ماندوں) سے بھر سکتا ہوں (پروردگار نے مجھ کو اس قدر مقدور دیا ہے)۔

إِنَّهُ تَصَلَّقَ ذَاتَ لَيْلَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ۔ ایک رات وہ اپنے بچھونے پر سمٹ گئے اُلٹ گئے مُڑ گئے۔

ثُمَّ صَبَّ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ وَهُوَ يَتَصَلَّقُ فِيهَا۔ پھر اس میں پانی اُنڈیلا، وہ اس میں اُلٹ رہا تھا۔

غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔ یہ ایک مشہور جہاد ہے۔

بَنُو الْمُصْطَلِقِ۔ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔

صَلٌّ۔ صاف کرنا، پہنچنا۔

صَلِيلٌ۔ آواز کرنا، انڈا پھوٹنے کی باریک آواز یا پانی پینے کی آواز۔

صِلٌّ۔ آفت، شمشیر بُرّاں۔

كُلْ مَا رَدَّ عَلَيْكَ قَوْسُكَ مَا لَمْ يَصِلَّ۔ جو جانور تیرے تیر سے مارا جائے اس کو کھا جب تک بدبودار نہ ہوگیا ہو (یہ صَلَّ اللَّحْمُ اور أَصَلَّ سے ہے۔ یعنی گوشت بدبودار ہوگیا۔ نہایہ میں ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے، اس لئے کہ بدبودار سڑے گوشت کا کھانا حلال ہے)۔

أَتُحِبُّونَ أَنْ تَكُونُوا كَالْحَمِيرِ الصَّالَّةِ۔ کیا تم کو بلند آواز گورخروں کی طرح ہو جانا پسند ہے (بعضوں نے الضَّالَّةِ ضاد معجمہ سے روایت کیا ہے جو غلط ہے)۔

صَالٌّ اور صَلْصَالٌ۔ گورخر بڑی آواز والا۔

صَلْصَالٌ۔ سوکھ گارے کو بھی کہتے ہیں جو کھن کھن آواز دینے لگے یا بدبودار ہو جائے (عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا کہ صَلْصَالٌ وہ پانی ہے جو زمین پر پڑے، پھر زمین پھٹ کر اس میں جذب ہو جائے اور اس میں سے آواز نکلے)۔

صَلٌّ۔ ایک قسم کا زرد سانپ جو ریت میں ہوتا ہے، آدمی جب اس کو دیکھتا ہے تو لرز کر مر جاتا ہے (شیخ ابن سینا نے کہا اس سانپ کے کاٹے کا کوئی علاج نہیں ہے، بجز اس عضو کے کاٹ ڈالنے کے، کاٹنے کا عمل فوراً ہونا چاہیے ورنہ تین ساعت میں مُہلک ہے)۔

مَاءٌ صَلَالٌ۔ بدبودار پانی۔

طِينٌ صَلَّالٌ۔ آواز دینے والی مٹی۔

صُلَّةٌ۔ بچا ہوا پانی، بدبو۔

صِلِّيَانٌ۔ ایک قسم کی بھاجی ہے۔

مُصَلِّلٌ۔ سردار، کریم النسب، شریف۔

صَلْمٌ۔ کاٹنا یا کان یا ناک جڑ سے کاٹنا۔

اِصْطِلَامٌ۔ جڑ سے نکالنا۔

صَلَامَةٌ۔ سخت آدمی (یہ جمع ہے صَالِمٌ کی)۔

صَيْلَمٌ۔ آفت، مصیبت، تلوار۔

أَصْلَمُ۔ پٹّو۔

يَكُونُ النَّاسُ صُلَامَاتٍ يَضْرِبُ بَعْضُهُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ لوگ گروہ گروہ ہو جائیں گے ایک دوسرے کی گردنیں ماریں گے۔

لَمَّا قُتِلَ أَخُوهُ مُصْعَبٌ أَسْلَمَهُ النَّعَامُ الْمُصَلَّمُ الْآذَانِ أَهْلُ الْعِرَاقِ۔ جب عبد اللہ بن زبیر کے بھائی مصعب بن زبیر مارے گئے تو کٹے ہوئے کان شتر مرغ نے یعنی عراق والوں نے ان کو سپرد کر دیا، ان کا بچاؤ نہ کیا۔ (شتر مرغ کے کان بالکل چھوٹے ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے تو گویا اس کے کان کٹے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے ذلیل و خوار مراد ہے)۔

فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَثْأَرُوا وَاتَّدَيْتُمْ فَمَشُّوا بِآذَانِ النَّعَامِ الْمُصَلَّمِ۔ اگر تم اپنی مقتولہ کا بدلہ نہ لو اور

دیت پر راضی ہو جاؤ، تو شترمرغ کے کٹے کانوں کے ساتھ چلدو (یعنی ذلیل اور خوار ہو کر جاؤ)۔

وَتُصْطَلَمُونَ فِي الثَّالِثَةِ۔ اور تیسرے فتنہ میں بالکل جڑ پیڑ سے اُکھاڑ دیئے جاؤ گے۔

وَلَا الْمُصْطَلَمَةُ أَطْبَاؤُهَا۔ اور قربانی میں وہ جانور بھی درست نہیں ہے جس کے تھن کٹے ہوں۔

لَئِنْ عُدْتُمْ لَيَصْطَلِمَنَّكُمْ۔ اگر پھر ایسا کرو گے تو جڑ پیڑ سے تم کو اُکھاڑ دے گا۔

فَتَكُونُ الصَّيْلَمُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔ پھر مجھ میں اور اُس میں ایک آفت ہوگی (یعنی دنگا فساد)۔

أُخْرُجُوا يَا أَهْلَ مَكَّةَ قَبْلَ الصَّيْلَمِ كَأَنِّي بِهِ أُفَيْحِجَ أُفَيْدِعَ يَهْدِمُ الْكَعْبَةَ۔ اے باشندگانِ مکہ بڑی آفت آنے سے پہلے مکہ سے نکل جاؤ، گویا میں اُس حبشی کو دیکھ رہا ہوں (کم بخت) اُس کی دونوں رانوں میں فاصلہ ہے، پاؤں ٹیڑھے ہیں اور کعبہ کو گرا رہا ہے۔

عَدُوٌّ يَصْطَلِمُ۔ وہ دشمن جو جڑ پیڑ سے اُکھیڑ دے (سارا مال لوٹ لے)

صِلَّوْرٌ۔ بام مچھلی جو سانپ کی طرح ہوتی ہے۔

لَا تَأْكُلُوا الصِّلَّوْرَ وَالْاِنْقِلِيسَ۔ صلور اور انقلیس مچھلیوں کو مت کھاؤ (جو سانپ کی شکل پر ہوتی ہیں)۔ امامیہ نے اسی قول کی رُو سے (واضح رہے کہ یہ قول حضرت عمار رض کا ہے) اِن دونوں مچھلیوں کا کھانا ناجائز رکھا ہے۔ اور بعض نے مکروہ کہا ہے)۔

صَلْوٌ۔ سُرین کی ہڈی پر مارنا، سُرین کی ہڈیاں ہلانا۔

صَلَا۔ سرین لٹک جانا زچگی کے قریب سے۔

تَصْلِيَةٌ۔ پیچھے جانا، دُعا کرنا، نماز پڑھنا۔

صَلٰوۃٌ اور صَلَوَاتٌ بہت سی آیتوں اور حدیثوں میں مذکور ہے۔ لغت میں صلوٰۃ دُعا کو کہتے ہیں اور شرع میں ایک مخصوص عبادت کا نام ہے ارکان اور شرائط کے ساتھ۔

اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ یعنی سب دُعائیں جن سے تعظیم مقصود ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ یا اللہ! حضرت محمدؐ پر اپنی رحمت اُتار، اُن کا نام دنیا اور آخرت میں روشن کر، اُن کی شریعت کو قیامت تک باقی رکھ، اُن کی شفاعت آخرت میں قبول کر۔ اِس بارے میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے بھی اِس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ؟ صحیح جواب اس کا یہ ہے کہ جائز نہیں۔ (خطابی نے کہا کہ لفظ صلوٰۃ کو تعظیم و تکریم کے معنی میں آنحضرتؐ کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہیں استعمال کر سکتے البتہ اِس لفظ کو برکت و رحم کے لئے دوسروں کے واسطے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے آں حضرتؐ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِي أَوْفٰى۔ یا اللہ! ابو اوفیٰ کی آل پر رحمت اور برکت فرما۔)

طیبی نے کہا، انبیاء اور ملائکہ پر درود بھیجنا بالاتفاق درست ہے لیکن جمہور یہ کہتے ہیں کہ ابتداءً اوروں پر منع ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ تنزیہاً مکروہ ہے کیونکہ سلف سے صلوٰۃ کا لفظ انبیاءؑ ہی کے لئے ماثور ہے۔ جس طرح عزّ وجلّ خاص پروردگار کے لئے۔ اگرچہ آں حضرتؐ بھی عزیز اور جلیل ہیں۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا أَوْ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ عَشْرًا۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار اپنی رحمت اُتارے گا یا فرشتے دس بار اس کے لئے دُعا کریں گے (کہ اے اللہ تو اُس کو بخش دے)۔

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْأَوَّلِينَ۔ یا اللہ اگلے لوگوں کے ساتھ بھی حضرت محمد صلعم پر اپنی رحمت اُتار اور دنیا والوں کے ساتھ بھی اور پچھلے لوگوں کے ساتھ بھی)۔

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ۔ روحوں کے ساتھ بھی حضرت محمدؐ

پر اپنی رحمت اُتار اور بدنوں کے ساتھ بھی اُن پر اپنی رحمت اُتار۔

اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ وَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ۔ جب تم میں سے کوئی کھانے کے لئے بُلایا جائے (کوئی اس کی دعوت کرے) تو قبول کرے (دعوت میں حاضر ہو) اگر روزہ دار ہو تو میزبان کے لئے دُعا کرے یا وہاں نماز پڑھنے میں مشغول ہوجائے (تاکہ اُس مکان میں برکت ہو۔ اگر روزہ نفل ہو اور میزبان اُس کے کھانا نہ کھانے سے ناراض ہو تو روزہ توڑ ڈالے اور کھانا کھالے)۔

اَلصَّائِمُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَہُ الطَّعَامُ صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلَائِکَۃُ۔ روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جائے اور وہ روزہ کی وجہ سے نہ کھاسکے تو فرشتے اس کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

اِذَا مِتْنَا صَلّٰی لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ۔ جب ہم مرجائیں گے تو عثمان بن مظعون ہمارے لئے دُعا کریں گے۔

سَبَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ وَثَلَّثَ عُمَرُ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (شرط میں) آگے بڑھ گئے، حضرت ابوبکر رض کسی قدر پیچھے آپؐ کے ساتھ ہی رہے (کیونکہ اُن کے گھوڑے کا سر آں حضرتؐ کے گھوڑے کے پٹھے کے برابر رہا) حضرت عمر رض ان کے بعد رہے (یعنی تیسرے نمبر پر)۔

اِنَّہٗ اُتِیَ بِشَاۃٍ مَصْلِیَّۃٍ۔ آں حضرتؐ کے پاس بھُنی ہوئی بکری لائے (عرب لوگ کہتے ہیں:

صَلَیْتُ اللَّحْمَ۔ جب آگ پر گوشت بھُونیں، اگر آگ میں ڈال دیں اور جلا دیں تو صَلَّیْتُ تشدید کے ساتھ کہتے ہیں یا اَصْلَیْتُ۔ چنانچہ:

صَلَّیْتُ الْعَصَا بِالنَّارِ۔ یعنی میں نے آگ پر رکھ کے لکڑی کو نرم اور سیدھا کیا۔

اَطْیَبُ مُضْغَۃٍ صَیْحَانِیَّۃٌ مَصْلِیَّۃٌ۔ نہایت مزیدار لقمہ صیحانی کھجور ہے جو دھوپ میں سکھائی گئی ہو۔

لَوْ شِئْتُ لَدَعَوْتُ بِصِلَاءٍ وَصِنَابٍ (حضرت عمر رض نے فرمایا) اگر میں چاہوں تو بھُنا ہوا گوشت اور رائی اور انگور کی چٹنی منگواؤں۔

فَرَاَیْتُ اَبَا سُفْیَانَ یَصْلِیْ ظَہْرَہٗ بِالنَّارِ۔ میں نے ابوسفیان کو دیکھا وہ اپنی پیٹھ آگ سے تاپ رہا تھا۔

اَنَا الَّذِیْ لَا یُصْطَلٰی بِنَارِہٖ۔ میں وہ شخص ہوں جس کی آگ سے کوئی تاپ نہیں سکتا (یعنی ایسا بہادر ہوں کہ میرا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا)۔

اِنَّ لِلشَّیْطَانِ مَصَالِیَ وَفُخُوْخًا۔ شیطان کے پاس پھندے اور جال ہیں (ان میں آدمیوں کو پھانس لیتا ہے)۔

اِنَّ اللّٰہَ بَارَکَ لِدَوَابِّ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ صِلِّیَانِ اَرْضِ الرُّوْمِ کَمَا بَارَکَ لَھَا فِیْ شَعِیْرِ سُوْرِیَۃَ۔ اللہ تعالٰے نے مجاہدین کے جانوروں کو روم کی صِلِّیان میں وہ برکت دی جیسے شام کے جو میں۔

صِلِّیَانٌ۔ ایک بھاجی ہے۔

صَلٰوۃ کی دُوسری حدیثیں مجمع البحار وغیرہ سے

صَلّٰی عَلٰی اُحُدٍ صَلٰوتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ۔ آپؐ نے اُحد کے شہیدوں کے لئے ایسی دُعا کی جیسے میت کے لئے کرتے ہیں حالانکہ اُن کو دفن ہوکر کئی سال کی مدّت گزر چکی تھی لہٰذا معلوم ہوا کہ قبر پر جنازے کی نماز پڑھ سکتے ہیں بلا قید مدّت)۔

کَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ۔ میں اپنے لئے جو دُعا کرتا ہوں اُس میں آپؐ کس قدر دُرود بھیجوں (یعنی کتنی دُرود پڑھوں، اور دوسری دُعائیں جو اپنی بھلائی کے لئے کرتا ہوں وہ کتنی کروں؟)

اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا۔ میں اپنی ساری دعا یہی رکھتا ہوں کہ آپؐ پر دُرود بھیجوں (یہ سُن کر آں حضرتؐ نے فرمایا کہ تیری فکر بس اُسی وقت دُور ہوگی، تیرا مقصد پورا ہوگا

معلوم ہوا درود بھیجنا اپنے لئے دعا کرنے سے افضل ہے اور درود شریف کی برکت سے سب مقاصد پورے ہو جائیں گے اپنے لئے دعا کرنے کی حاجت نہ رہے گی۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری یاد میں مشغول رہنے کی وجہ سے سوال نہ کر سکے تو میں اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر دوں گا۔ ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حیّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ بہتر دعا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ انھوں نے ایک شاعر[*] کا شعر پڑھا جس نے ابن جدعان کی تعریف کی، اس سے کچھ مانگا نہیں اور کہا کیا ابن جدعان تعریف کرنے والے کا مطلب سمجھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں سمجھ سکتا)۔

عُلِّمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ ہم کو آپ پر سلام کرنا تو بتا یا گیا لیکن آپ پر درود کیونکر بھیجیں؟ (یعنی نماز میں یا ہر وقت)۔

إِذَا صَلَّى مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ أَجْزَأَهُ۔ جب ایک بار مجلس میں آپ پر درود پڑھ لیا جائے تو کافی ہے (اگرچہ بار بار آپ کا ذکر آئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ہر مرتبہ درود پڑھنا ضروری ہے)۔

صَلٰوتُهُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ كَذٰلِكَ۔ آدھی رات کے بعد نماز پڑھنا بھی ایسا ہی ہے (اس وقت کی نماز اور معاصی پر اظہارِ ندامت اور توبہ اللہ کی رحمت کا موجب ہے)۔

لَا يُصَلِّي لَكُمْ (ایک شخص نے نماز میں قبلہ کی سمت تھوکا) آں حضرتؐ نے فرمایا، اب یہ تمہاری امامت نہ کرے، (کیونکہ یہ شخص گستاخ اور بے ادب ہے۔ فکر کی ضرورت ہے کہ جب اتنی سی خلافِ شرع بات کرنے پر آں حضرتؐ نے اس کو امامت کے لائق نہ سمجھا تو جو کوئی بدعتی ہو یا فاسق یا فاجر اس کو امام بنانا کیسے جائز ہو گا۔ البتہ اگر وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ادا کر لینا جائز ہو گا۔ منصبِ امامت پر اس شخص کو مقرر اور مامور کرنا چاہئے جو قاری اور فقیہ اور متقی اور پرہیزگار، سب مقتدیوں سے افضل ہو۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں امامیہ تو اس حکم کے پابند ہیں اور جاہل اور فاسق بھی اس بارے میں احتیاط برت رہے ہیں مگر بعض سُنّی حضرات اس مسئلہ میں لاپرواہی کر جاتے ہیں اور اکثر اہلِ علم اور قاری کے موجود ہوتے ہوئے بھی جاہل کو یہ منصب دیدیتے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ جملہ ایسے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ٹھیک ٹھیک طریقہ سنت پر کاربند ہوں)۔

صَلَّى الْمَغْرِبَ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ۔ مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھی (معلوم ہوا کہ نمازِ مغرب میں ہمیشہ ہی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنا خلافِ سنت بلکہ مروانیوں کا طریق ہے)۔

فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا الصَّلٰوةُ۔ میں نے عرض کیا نماز کا وقت آگیا یا نماز پڑھئے (فرمایا):

الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ۔ نماز تیرے آگے ہے (یعنی آگے چل کر پڑھیں گے مزدلفہ میں مغرب اور عشا ملا کر)۔

وَالْمُصَلّٰى أَمَامَكَ۔ نماز کا مقام تیرے آگے ہے۔

فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا نماز کا وقت آپہنچا اور ان کے پاس پانی نہ تھا (تیمم کا حکم ابھی نہیں اترا تھا۔ آخر انھوں نے بے وضو) نماز پڑھ لی (اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب وضو اور تیمم دونوں ناممکن ہوں تو یونہی نماز پڑھ لے)۔

اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً۔ نماز کے لئے، جو اکٹھا کرنے والی ہے آؤ

إِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ۔ نماز جماعت کے ساتھ ہے۔

اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ (جب تو امام کے پیچھے ہو) تو سورۂ فاتحہ چپکے سے اپنے دل میں پڑھ لے (بلند آواز سے نہ پڑھ)

فَذَكَرَ مِنْ صَلٰوتِهِ۔ ان کی نماز کا حال بیان کیا (کہ وہ اچھی طرح نہیں پڑھتے)۔

صَلٰوةُ الْقَاعِدِ عَلٰى نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ بیٹھ کر

[*] یعنی امیہ بن ابی الصلت۔

نماز پڑھنے والے کو کھڑے رہ کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا۔ (مُراد وہ شخص ہے جو قیام پر قدرت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود بیٹھ کر ہی پڑھے۔ لیکن جو کوئی معذور ہو کھڑا نہ ہو سکے اس کو تو پورا ثواب ملنے کی اُمید ہے)۔

بَيْنَ مُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم وَبَيْنَ الْجِدَارِ۔ آنحضرت صلعم کے سجدے کے مقام اور دیوار کے درمیان۔

اِنَّ جِبْرَئِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ جبرئیل علیہ السلام اُترے انھوں نے نماز پڑھی، آں حضرت صلعم نے بھی ان کے بعد ہی پڑھی (جبرئیلؑ امام تھے اور آں حضرت مقتدی تھے تو آپؐ نے نماز کا ہر جز جبرئیلؑ کے بعد ادا کیا یعنی ساتھ ہی بلا توقف جیسے مقتدی کو کرنا چاہیے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ کے نماز پڑھ چکنے کے بعد نماز پڑھی)۔

صَلّٰى بِیَ الظُّهْرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي۔ دوسرے دن ظہر کی نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سایہ ایک مثل ہو گیا تھا (تو ایک مثل سایہ ہونے سے پہلے نماز ادا کی، اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ایک مثل سایہ ہونے پر تو عصر کا وقت آجاتا ہے پھر اس وقت ظہر کی نماز کیسے پڑھی)۔

وَصَلّٰى بِیَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ اور عصر کی نماز اُس وقت شروع کی جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا (یعنی ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کی نماز شروع کی، اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ایک مثل سایہ ہونے پر جب عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ضرور ایک مثل سے پہلے شروع کی ہوگی حالانکہ اُس وقت عصر کا وقت نہیں ہوا ہوگا)۔

صَلّٰى بِیَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ وَصَلّٰى بِیَ الظُّهْرَ فِي الثَّانِي حِيْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا (یعنی سوا سایۂ زوال کے) اور دوسرے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا (یعنی سایۂ زوال سمیت، اب کوئی اشکال نہ رہے گا)۔

مجمع البحار میں ہے کہ زوال کا ٹھیک وقت اللہ تعالےٰ پہچانتا ہے یا اس کے مقرب فرشتے اس کے بعد پھر ان کے بعد دوسرے لوگ۔ ایک روایت میں ہے کہ آں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا، کیا سورج ڈھل گیا؟ انھوں نے جواب یا نہیں ہاں اور کہا نہیں اور ہاں کے درمیان سورج نے پانچ سو برس کی راہ طے کی (اس حدیث سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ سورج گردش کرتا ہے اور زمین ساکن ہے، جیسے بطلیموس کا خیال ہے۔ لیکن زمانۂ حال کے تمام سائنس داں اس خیال پر متفق ہو گئے ہیں کہ زمین سورج کے گرد حرکت کرتی ہے اور سورج ساکن ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے)۔

فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا۔ دوسرے دن صبح کی نماز اپنے وقت پر ادا کرے (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فائتہ نماز کو دوبارہ ادا کرے۔)

اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا یا اَتُصَلِّی الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔ کیا تو فجر کی چار رکعتیں پڑھتا ہے (یہ انکار آپؐ نے اس شخص پر کیا جس نے فرضوں کے لیے تکبیر ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا شروع کیں۔ حالانکہ جب فرض کی تکبیر ہو، اس وقت کوئی سنت پڑھنا درست نہیں فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رَدّ ہوا جو کہتے ہیں کہ اگر یہ اُمید ہو کہ امام کے ساتھ ایک رکعت بھی مل جائے گی تو تکبیر ہونے کے باوجود فجر کی سنتیں پڑھ لے۔ اور دوسری حدیث بھی ان لوگوں کے قول کی تردید کرتی ہے)۔

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ جب فرض کی تکبیر ہو تو پھر کوئی نماز پڑھنا درست نہیں سوائے فرض نماز کے۔

ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ وتر کے بعد آپؐ دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے (امام احمدؒ اور اوزاعیؒ نے اس دوگانہ کا بیٹھ کر پڑھنا جائز رکھا ہے۔ اور امام مالکؒ نے اس کا انکار کیا ہے، کیونکہ دوسری حدیثوں میں صاف یہ حکم موجود ہے کہ وتر کو رات کی آخری نماز کرو۔ اور آں حضرتؐ نے

شاذو نادر ہی یہ دوگانہ پڑھا بیان جواز کے لئے اور ممکن ہے کہ یہ خاص ہو آں حضرتؐ سے۔ امام احمدؒ نے فرمایا میں یہ دوگانہ پڑھتا ہوں نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔)

مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جاہلوں نے یہ دوگانہ پڑھنا لازم کرلیا ہے، ہمیشہ اس کو پڑھتے ہیں۔ بلکہ جو کوئی نہ پڑھے اس کو مطعون کرتے ہیں یہ سراسر جہالت اور بیوقوفی ہے۔

فَصَلّٰی بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرَ وَصَلّٰی بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰی رَكْعَتَيْنِ۔ آں حضرتؐ نے نمازِ خوف اس طرح ادا کی (مجاہدین کے دو گروہ کئے) پہلے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ سرک گئے، اس کے بعد دوسرا گروہ آیا اس کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں، لیکن دوسرا دوگانہ آپ کا نفل تھا اور مقتدیوں کا فرض (معلوم ہوا فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے ساتھ درست ہے)

نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَهٗ صلعم اِذْ اَقْبَلَتْ عِيْرٌ۔ ہم آں حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں اونٹوں کا قافلہ غلّے لے کر آپہنچا۔

لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔ تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے مقام پر پہنچ کر (ایک روایت میں ظہر کی نماز مذکور ہے تو جس شخص نے ظہر پڑھ لی تھی اس کو یہ حکم دیا کہ عصر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھے اور جس نے ظہر نہیں پڑھی تھی اس کو یہ حکم دیا کہ ظہر کی نماز وہاں جاکر پڑھے آپ کا مطلب یہ تھا کہ راستہ میں ٹھہرو نہیں فوراً جاؤ۔ اس ارشادِ نبویؐ کے بعد بعض صحابہ نے ظاہر پر عمل کیا اور نماز کا وقت فوت ہوجانے کی پرواہ نہ کی، بنی قریظہ پہنچکر پڑھی اور بعض نے کہا کہ آپ کا مطلب جلد جانے کا تھا نہ یہ کہ نماز فوت کردو لہٰذا انھوں نے راستہ میں نماز پڑھ لی۔ دونوں گروہ کی نیت بخیر تھی، اس لئے آپ نے کسی پر ملامت نہیں کی)۔

صَلَّيْتُ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ۔ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھیں (یعنی پنجگانہ نمازیں

کہ جمعہ کی نمازیں)۔

لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔ آں حضرتؐ نے عیدگاہ میں نفل نہیں پڑھے نہ عید کی نماز سے پہلے نہ اس کے بعد (امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے اسی حدیث کی رُو سے عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ رکھا ہے اور شافعیؒ نے اس کو جائز کہا ہے)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ عَلَى الصَّلٰوةِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُكَ عَلٰى مُخَالَفَتِكَ لِلسُّنَّةِ۔ (ایک شخص عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھ رہا تھا، عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو منع کیا۔ اُس نے کہا کیا اللہ تعالےٰ نماز پڑھنے پر عذاب کرے گا) انھوں نے کہا نماز پڑھنے پر تو عذاب نہیں کرے گا لیکن سنّت کے خلاف کرنے پر عذاب کرے گا۔ (دین میں کوئی نئی بات ثواب کی نیت سے جس کی اصل شرع سے نہ ہو نکالنا بدعت ہے اور ایسی ہر بدعت گمراہی ہے۔ نماز کس درجہ ثوابِ عظیم کا کام ہے مگر اس میں بھی نئی ایجاد باعثِ عذاب ہے۔ مثلاً کوئی فجر کی چار رکعتیں پڑھے یا ظہر کی آٹھ، اور کہے اس میں کیا قباحت ہے میں نے تو زیادہ عبادت کی، یا ایک اذان کی جگہ دو اذانیں کہے یا اذان کے اوّل اور آخر کوئی کلمہ زیادہ کرے یا تکبیر سے پہلے درود شریف پڑھا کرے یا نماز کے بعد نعتیہ قصائد پڑھے، یہ سب گمراہی اور بے دینی کی باتیں ہیں، عباداتِ بدنیہ میں ہر ایک ایجاد گمراہی ہے)

مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ لَهٗ۔ جو شخص مسجد میں جنازے کی نماز ادا کرے اس کو کچھ ثواب نہ ملے گا۔

ف بعض صلحائے امت اور بزرگانِ سلف کے بارے میں جو روایات مذکور ہیں کہ وہ شب میں سو سو، دو دو سو نفل رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو یہ بدعت اس وجہ سے نہیں کہ نفل نماز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاقید و بلاتعین ثابت ہے یعنی نوافل کے لئے آپؐ نے کوئی تعداد مقرر نہیں فرمائی ہے۔ بایں ہمہ میرے نزدیک نفل نمازوں میں بھی اتباعِ سنت افضل ہے اور جتنی رکعتیں آنحضرتؐ نے جن موقعوں پر پڑھی ہیں اتنی ہی پڑھی جائیں تو افضل ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۱۲ منہ

(بعضوں نے اِسی حدیث کی رُو سے مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنا
مکروہ رکھا ہے، لیکن اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ اس میں کوئی
قباحت نہیں ہے اور اس حدیث میں فَلَا شَیْئَ عَلَیْهِ
صحیح ہے۔ یعنی اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ فَلَا
شَیْئَ لَهٗ کا بھی یہی مطلب ہے اور لام علیٰ کے معنی میں ہے)۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ۔ جس نے اپنے
تئیں مار ڈالا تھا (خودکشی کی تھی) آں حضرتؐ نے اس پر (جنازے
کی نماز نہیں پڑھی۔ لیکن صحابہ نے پڑھ لی۔ اسی طرح ایک شخص
قرضدار رہ کر مرا تھا تو آپؐ نے صحابہ سے فرمایا تم اس پر نماز
پڑھ لو، پھر ایک شخص نے مرحوم کا قرضہ اپنے ذمہ لے لیا، تب
آپؐ نے اس پر نماز ادا کی)۔

صَلّٰی فِیْهَا بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ۔ آپؐ نے کعبہ کے
اندر دو ستونوں کے درمیان (نفل) نماز پڑھی (اب یہ جو
اُسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپؐ نے وہاں نماز نہیں پڑھی اس
پر یہ حدیث مقدم ہو گی کیونکہ اس میں اثبات ہے اور اس میں
نفی اور احتمال ہے کہ اُسامہ نے آپؐ کی نماز پر خیال نہ کیا
ہو گا صرف دُعا کرتے دیکھا ہو گا۔ اکثر علماء کے نزدیک کعبہ کے
اندر فرض نماز درست نہیں ہے لیکن نفل درست ہے)۔

لَا یُصَلِّی الْاِمَامُ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ
امام نے جس جگہ فرض نماز پڑھائی وہاں (سنت اور نفل) نہ پڑھے
بلکہ دوسرے مقام پر سرک کر پڑھے۔

لَا تُصَلُّوْا صَلٰوةً فِیْ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ۔ ایک دن
میں ایک ہی نماز دو بار مت پڑھو (یعنی فرض کی نیت کر کے،
امام مالکؒ نے کہا جب ایک نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لے تو دوبارہ
اس کا اعادہ جائز نہیں۔ میں کہتا ہوں یہ بھی اس صورت
میں ہے جب دوبارہ پھر فرض کی نیت کرے۔ ورنہ آنحضرتؐ
نے ایک صحابی کو جو آپؐ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ چکے تھے
اجازت دی کہ وہ اس شخص کے ساتھ شریک ہو جائیں کہ جو
اپنی انفرادی نماز پڑھ رہا تھا چونکہ وہ جماعت ہو جانے کے بعد
آیا تھا۔ اور حضرت معاذؓ آنحضرتؐ کے ساتھ نماز فرض پڑھتے
اور اس کے بعد جا کر اپنی قوم کی امامت کرتے)۔

صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔ مغرب کے فرض سے پہلے ایک
دوگانہ (سنت کا پڑھ لو) اس حدیث پر بھی لوگوں نے ہمارے
زمانہ میں عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مغرب سے پہلے کوئی سنت نہیں پڑھتا
حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ "ہر اذان اور اقامت کے
درمیان ایک نماز ہے جو پڑھنا چاہے اس کے لئے" اس حدیث
سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عشاء کے فرضوں سے پہلے بھی ایک دوگانہ سنت
کا ادا کر سکتا ہے گو آں حضرتؐ اور صحابہؓ سے منقول نہیں ہے)۔

مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّةَ رَکَعَاتٍ۔ جو شخص
مغرب کے بعد چھ رکعتیں نفل پڑھے (بعض نے اسی کو صلوٰۃ الاوّابین
کہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ الاوّابین چاشت کی نماز ہے)۔

اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ یُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِیْ صَلٰوةِ
السَّحَرِ۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنّت کی پڑھنا فجر کی چار رکعتوں
کے برابر ہے (یعنی فجر کی سنّت اور فرض ملا کر چار رکعتوں میں جتنا
ثواب ہے اسی قدر ثواب اس میں ملے گا)۔

اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ۔ تو چار رکعتیں پڑھے۔

صَلٰوتُهٗ فِیْ بَیْتِهٖ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِیْ مَسْجِدِیْ
(سنّت اور نفل) گھر میں ادا کرنا میری مسجد میں (جہاں ایک نماز
کا ثواب ہزار یا پچاس ہزار کے برابر ہے) ادا کرنے سے افضل
ہے۔ اس حدیث پر بھی لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اور جس
کو دیکھو وہ سُنّتیں ہمیشہ مسجد ہی میں ادا کرتا ہے، حالانکہ دوسری
حدیث میں ہے کہ اپنے گھروں کو قبر نہ بناؤ۔ یعنی ان میں نماز نہ
پڑھ کر اور جمعہ کے بعد تو کبھی آں حضرتؐ نے سُنّتیں مسجد میں
نہیں پڑھیں، اگر پڑھی بھی تو گھر میں آ کر۔ مگر ہمارے زمانہ کے
ناواقفوں کو کیا کہا جائے، وہ جمعہ کے بعد سُنّتیں مسجد ہی میں
ادا کرتے ہیں)۔

یُصَلُّوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ وَلَهُمْ وَاِنْ
اَخْطَاُوْا فَلَکُمْ وَعَلَیْهِمْ۔ امام لوگ جو امامت کرتے ہیں

اگر ٹھیک طور سے (شرائط اور آداب کے ساتھ) نماز پڑھیں گے تو تم کو اور اُن کو دونوں کو ثواب ملے گا. اگر غلطی کریں گے (مثلاً بے وضو نماز پڑھا دیں اور تم کو خبر نہ ہو) تو تم کو ثواب مِل جائیگا (تمھاری نماز درست ہوگی) اور وبال اُن پر پڑے گا۔

قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ لَکُمْ۔ کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں۔

صَلِّ وَعَلَیْهِ بِدْعَتُهٗ۔ (امام حسن بصریؒ نے کہا) تو نماز پڑھ لے، اگر امام بدعتی ہے تو اس کی بدعت کا وبال اسی پر پڑے گا (تیری نماز صحیح ہو جائے گی)۔

مَنْ صَلّٰے صَلٰوتَنَا۔ جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے (اور ہمارے قبلے کی طرف مُنہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھالے وہ مسلمان ہے یعنی اس کو مسلمان سمجھیں گے۔ اب دل کا حال اللہ تعالٰے جانے)۔

صَلَّیْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الظُّهْرَ۔ عمر ابن عبد العزیزؒ (بنی اُمیہ کی عادات کے موافق) نمازِ ظہر میں دیر کی (جب حدیث سُنی تو اوّل وقت پڑھنے لگے)۔

صَلّٰی فَصَلّٰی ثُمَّ صَلّٰی فَصَلّٰی۔ جبرئیلؑ نے نماز پڑھی آنحضرتؐ نے بھی اُن ہی کے ساتھ پڑھی پھر جبرئیلؑ نے دوسری نماز پڑھی، آنحضرتؐ نے بھی ان ہی کے ساتھ پڑھی۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ جس نے جان بُوجھ کر نماز کو ترک کر دیا وہ کافر ہوگیا۔

بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ بندے اور کفر کے درمیان نماز ہے (جب نماز چھوڑ دی تو کفر میں چلدیا)۔

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا (حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا) کونسا کام اللہ تعالٰی کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا، نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔

وَلَا یُصَلّٰی یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِیْنَةِ۔ اُن دنوں (علانیہ) نماز کہیں نہیں ہوتی سوائے مدینے کے (کیونکہ مکہ میں بھی اس وقت کافروں کا غلبہ تھا، جو ناتواں مسلمان وہاں رہ گئے تھے وہ چُھپ کر نماز ادا کرتے)۔

اَبُوْ بَكْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَكْرٍ۔ مرض الموت میں آں حضرتؐ برآمد ہوئے (حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے) لوگ ابوبکرؓ کی اقتدا کر رہے تھے اور ابوبکرؓ آں حضرتؐ کی (حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کا مطلب یہ ہے کہ لوگ نماز کے ارکان ان کو دیکھ کر ادا کرتے تھے، نہ یہ کہ وہ امام تھے امام تو آں حضرتؐ ہی تھے)۔

اٰمُرُ بِحَطَبٍ فَاٰمُرُ بِالصَّلٰوةِ۔ میں جلانے کی لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز قائم کرنے کا (جو کوئی جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کا گھر جلادوں)۔

مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ابوبکر صدیقؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (یہ آپؐ نے مرض الموت میں فرمایا۔ اس میں صاف اشارہ ہے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف)۔

صَلٰوةُ اللَّیْلِ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاِحْدٰی عَشَرَاتٍ رات کی نماز (یعنی تہجد اور وتر) سات رکعتیں ہیں یا نو یا گیارہ۔ (جتنی ہوسکیں مگر گیارہ سے زیادہ آں حضرتؐ نے نہیں پڑھیں نہ رمضان میں نہ غیر رمضان میں)۔

مترجم کہتا ہے میں بھی گیارہ رکعتیں پڑھتا ہوں اس طرح پر کہ پہلا دوگانہ بیٹھ کر مختصراً ادا کرتا ہوں پھر آٹھ رکعتیں کھڑے رہ کر ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتا ہوں پھر ایک رکعت پڑھتا ہوں، رمضان اور غیر رمضان سب میں ایسا کرتا ہوں امام ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں آں حضرتؐ کی تہجد کی کئی شکلیں بیان کی ہیں، ان میں سے جو چاہے اختیار کرے، بہر حال سنت نبوی کی پیروی کرنا بہتر ہے دوسرے فقراء اور مشائخین کی پیروی سے۔ (مجمع البحار میں ہے کہ گیارہ رکعتیں پڑھنے میں حکمت یہ ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب کی بھی گیارہ رکعتیں ہی ہیں، گویا وہ دن کے وتر ہیں اور یہ رات کے)۔

اَلصَّلٰوۃُ مَثْنٰی بِتَشَھُّدٍ۔ رات کی نماز دو رکعتیں ہیں تشہد کے ساتھ (یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرے، نہ کہ چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھے)۔

یُصَلِّیْ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ۔ صفِ اول کے لئے دعا کرتے (یوں کہتے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ تین بار)۔

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ فرض نمازوں کے بعد تہجد کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے (یہاں تک کہ راتبہ سنتوں سے بھی۔ مگر بعضوں نے کہا کہ راتبہ سنتیں افضل ہیں)۔

فَاجْعَلْہُ لَہٗ صَلٰوۃً۔ جس شخص کو میں نے برا کہا ہو یا اس پر لعنت کی ہو تو اس کے لئے رحمت کر (سبحان اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنی امت سے کس قدر الفت اور محبت تھی کہ جن لوگوں سے ناراض ہوئے اور ان کو برا کہا، زمانۂ آخر میں ان پر بھی اللہ کی رحمت چاہی)۔

مترجم کہتا ہے کہ جب میں مراد آباد میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ میں غصہ بہت ہے۔ اکثر جب ناراض ہوتے تو فرماتے، خدا تم کو تباہ کرے، ایک شخص نے آپ سے پوچھا حضرت آپ ایسے کلمات فرمایا کرتے ہیں جن سے لوگوں کو بڑا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ کہنے لگے میں نے پروردگار سے عرض کر دیا ہے کہ جس کو میں کوسوں تو اس پر رحمت اور برکت اتار۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ صَلٰوۃُ الْخَلَائِقِ۔ "سبحان اللہ" ساری مخلوقات کی تسبیح ہے (سب اس کی پاکی بزبانِ قال یا حال بیان کر رہی ہیں)۔

خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْھِمْ۔ تم میں بہتر امام وہ ہیں جو تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم ان کے لئے دعا کرتے ہو (یعنی وہ اپنی رعایا پر مہربان اور عادل اور منصف ہیں، رعایا کے وہ خیر خواہ ہیں اور رعایا ان کی خیر خواہ ہے، ایسے حاکم کہاں ملتے ہیں اور یوں تو خوف یا طمع کی وجہ سے ابن الوقت قسم کے لوگ بڑے سے بڑے حاکم کی بھی شان میں قصیدہ خوانی کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر دلوں کی گہرائی سے سچی دعا کرنا، یہ اور بات ہے) اور بدتر حاکم وہ ہیں جو تم پر لعنت کرتے ہیں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو۔ (بعضوں نے اس طرح ترجمہ کیا ہے:

"جو تم پر تمہارے مرنے کے بعد نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں، اور تم ان پر جب ان کا انتقال ہو نمازِ جنازہ پڑھتے ہو"

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ رَکْعَتَی الْفَجْرِ فَلْیَضْطَجِعْ جب کوئی فجر کی سنتیں پڑھے تو کروٹ پر لیٹ جائے (ذرا آرام لے پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو۔ یہ مسنون ہے، امام ابن حزمؒ نے تو اس کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی نماز ہی صحیح نہ ہوگی)۔

اَنَا الصَّلٰوۃُ (قیامت کے دن سب اعمال آئیں گے نماز آ کر کہے گی) میں نماز ہوں۔

اَوَّلُ مَا فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَانِ۔ پہلے ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں (یہ حدیث کتاب الالف میں گزر چکی ہے)۔

فَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ۔ اگر وہ نماز والوں میں سے ہوگا (یعنی جو نفل نماز بہت پڑھا کرتے ہیں)۔

فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَمَمْتُھُمْ۔ نماز کا وقت آگیا میں نے ان کی امامت کی۔

فَلَمَّا صَلَّی الصُّبْحَ وَصَلَّیْنَا۔ جب آپؐ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے پڑھی (یہ حدیث ام ہانی کی روایت سے ضعیف ہے کیونکہ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی تھیں اور نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی تھی۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ معراج سے پہلے بھی دو نمازیں فرض تھیں، ایک فجر کی دوسری عصر کی)۔

فَاِنَّھَا صَلٰوۃٌ وَّقُرْبَانٌ۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دعا ہیں اور اللہ کی قربت (کا ذریعہ یعنی ان کے پڑھنے

سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے)۔

مَاصَلَّيْتُ مِنْ صَلٰوةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ۔ اے اللہ! میں نے جو رحمت کی دعا کی ہے وہ اس کے لئے کہ جس پر تو رحم کرنا چاہتا ہے (اور جو میں نے لعنت بھیجی ہے وہ اُس پر کہ جس پر تو لعنت کرنا چاہتا ہے)۔

فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ۔ دو بھائی ایک ہفتہ کے فاصلے سے مرے تھے۔ لوگوں نے یوں دعا کی۔ یا اللہ! تو اس کو اپنے بھائی سے ملادے، آپ نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے)۔ اس نے جو اپنے بھائی کے بعد نماز پڑھی، وہ کہاں جائے گی اور جو عمل نیک اس نے اس کے بعد کیا وہ کہاں جائے گا۔ دونوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے)۔

اَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهٗ وَصَلّٰى بَعْدَهٗ سِتَّةَ اٰلَافِ رَكْعَةٍ وَكَذَا وَكَذَا (دو شخص ایک برس کے فاصلے سے مرے تھے، صحابہؓ نے ان میں سے ایک کا مرتبہ خواب میں زیادہ دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا) کیا پچھلے شخص نے چھ ہزار اور اتنی (یعنی ۳۰۵ رکعتیں) سال بھر میں نہیں پڑھیں (ہر روز سترہ رکعت کے حساب سے سال بھر میں اتنی رکعتیں ہوجاتی ہیں)۔

اَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيْ مَعَهٗ۔ کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو اس پر خیرات کرے، اس کے ساتھ شریک ہوکر نماز پڑھ لے (تاکہ اس کو جماعت کا ثواب حاصل ہوجائے یہ اس شخص کے لئے فرمایا جو نماز جماعت کے بعد مسجد میں آیا تھا)۔

اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔ جب مؤذن فجر کی اذان دے کر خاموش ہوجاتا۔

اِذَا اَيْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا اَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ۔ جس شخص نے رات کو اپنی بیوی کو جگایا پھر دونوں نے مل کر نماز پڑھی یا مرد نے الگ پڑھی (عورت نے الگ) گو دو رکعتیں سہی، تو اس کا نام اللہ کے ذاکروں میں لکھا جائے گا۔

اَفَاضَ صَلّٰى مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ۔ آپ دن کے آخری حصہ میں لوٹے، جب ظہر پڑھ چکے تھے (اور عصر بھی)۔

صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ۔ ہر نیک اور بد کے پیچھے (جب تک وہ صریح کفر نہ کرتا ہو نماز پڑھ لو (مطلب یہی کہ مسلمانوں کا حاکم اور بادشاہ اگر بدکار بھی ہو تو اس کے پیچھے جمعہ اور عید ادا کرلو۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنی مساجد میں امامت کے لئے بدکار شخص کو بھی منتخب کرسکتے ہو۔ اب یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ تمہاری امامت وہ لوگ کریں جو تم میں نیک ہوں اس کے خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ مسجد میں امامت کے لئے اسی کو منتخب کرنا چاہئے جو نیک اور پرہیزگار اور قاری ہو۔ کذا فی مجمع البحار)۔

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ جا پھر سے نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی (بلکہ ٹکریں لگائیں۔ یہ اس شخص سے فرمایا جس نے جلدی جلدی نماز پڑھ لی تھی)۔

صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔ مغرب سے پہلے (دو رکعتیں سنت کی) پڑھ لو (صحیح یہ ہے کہ یہ دوگانہ مستحب ہے، سلف کا یہی قول ہے لیکن خلفائے راشدین اور امام مالک اور اکثر علما نے اس کو مستحب نہیں سمجھا)۔

مترجم کہتا ہے کہ ہم کو آں حضرتؐ کی حدیث مل جانے کے بعد نہ خلفائے راشدین سے کچھ کام ہے نہ امام مالکؒ سے اور نہ کسی عالم یا مجتہد سے، بس حدیث شریف کی پیروی سب پر مقدم ہے خواہ اس پر کسی نے عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اہل حدیث کا یہی اصول ہے البتہ جس مسئلہ میں آں حضرتؐ کی حدیث نہ ملے نہ قرآن کی آیت، اس میں تم خلفائے راشدین، اور صحابہ اور مجتہدین کی رائے پر عمل کرسکتے ہو اور ان کی پیروی تمہاری اپنی رائے پر مقدم ہے۔

وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِيْ يُصَلِّيْهَا ثُمَّ يَنَامُ۔ ایک شخص (ایک نماز پڑھ کر پھر دوسری نماز کا) انتظار کر رہا ہے

کہ اس کو امام کے ساتھ (جماعت سے) پڑھے، اس کو اس سے بڑھ کر ثواب ہے جو نماز پڑھ کر سو رہے (اور دوسری نماز کا انتظار نہ کرے)۔

اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔ تو چار رکعتیں پڑھے (یعنی صلوٰۃ التسبیح۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے لیکن جزری نے حصن میں اس کو ذکر کیا ہے دارقطنی نے کہا قرآن کے فضائل میں جتنی حدیثیں آئی ہیں ان سب میں قُلْ ہُوَ اللّٰہُ کی فضیلت میں حدیث زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح نمازوں کی فضیلت میں جو حدیثیں منقول ہیں ان میں صلوٰۃ التسبیح کی حدیث زیادہ صحیح ہے)۔

فَلَمْ تُصَلِّهَا اُمَّةٌ قَبْلَكُمْ۔ عشاء کی نماز تم سے پہلے کسی امت نے نہیں پڑھی (گو پیغمبروں نے پڑھی ہو اس صورت میں اس حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں یہ بیان ہے کہ یہی اوقات نماز کے اگلے پیغمبروں کے تھے)۔

اِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ۔ جب نکلے تو آں حضرتؐ پر درود و سلام بھیجے۔

لَا اُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ قَالَ فَاِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ۔ (ایک شخص محنت مزدوری کرکے تھک جاتا اور رات کو جب سوتا تو صبح کی نماز کے لئے اس کی آنکھ نہ کھلتی، اس نے اپنا عذر آں حضرتؐ سے بیان کیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ) میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا کہ سورج نکل آتا ہے آپؐ نے فرمایا جب تو جاگے اس وقت پڑھ لے (کیونکہ سونے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، جب سو کر اٹھے اس وقت نماز میں دیر نہ کرے وہی اس کا وقت ہے)۔

حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔ یہاں تک کہ تو اپنے پیغمبر پر درود بھیجے (یہ حضرت عمرؓ کا کلام ہے یا آں حضرتؐ کا)۔

اَلْعَهْدُ الَّتِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز کو چھوڑ دینا ہے (جب تک نماز پڑھتے رہیں گے ہم ان پر اسلام کے احکام جاری کریں گے، جب نماز چھوڑ دیں گے تو ان کو کافر سمجھیں گے)۔

لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ فرشتے برابر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے، یوں کہتے ہیں، یا اللہ اس پر مہربانی کر، اس پر رحم کر۔

اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ۔ نماز قیامت کے دن نور ہوگی اور صدقہ دلیل ہوگا (مجمع البحرین میں ہے کہ نماز میں تشہد کے بعد درود پڑھنا امامیہ اور امام احمد اور شافعی کے نزدیک واجب ہے (اہل حدیث کا بھی یہی مذہب ہے) اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک نے اس کے خلاف کیا ہے اسی طرح غیر نماز میں جب آپ کا ذکر آئے تو درود بھیجنا واجب ہے۔ ابن بابویہ نے جو ہمارے فقہا میں سے ہیں یہی کہا ہے اور زمخشری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور طحاوی نے بھی ایسا ہی کہا ہے)

اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ اَفْضَلُ مِنَ الدُّعَاءِ لِنَفْسِهٖ۔ آں حضرتؐ پر درود بھیجنا اپنی ذات کے لئے دعا کرنے سے افضل ہے (اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب مقاصد پورے کر دے گا اور تمام حاجات بر لائے گا)۔

مَا مِنْ صَلٰوةٍ يَحْضُرُ وَقْتُهَا اِلَّا نَادٰى مَلَكٌ بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ۔ جب کسی نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ لوگوں کے سامنے پکارتا ہے۔

صَلًا۔ گھوڑے کی دم کا مقام۔

صَلَوَانِ۔ وہ دو ہڈیاں جو دم کے داہنے اور بائیں اٹھی ہوتی ہیں۔

مُصَلِّيْ۔ اس گھوڑے کو بھی بولتے ہیں جو شرط میں دوسرے نمبر پر آتا ہے اس وجہ سے کہ اس کا سر آگے والے گھوڑے کے پٹھے کے پاس ہوتا ہے۔

بابُ الصّاد مع المیم

صَمَأَ۔ نکلنا، طلوع ہونا، برانگیختہ کرنا، ابھارنا، لادنا۔

صَمْتٌ یا صُمَاتٌ یا صُمُوْتٌ۔ خاموش رہنا۔

تَصْمِیْتٌ اور اِصْمَاتٌ۔ خاموش کرنا

صَامِت۔ وہ مال جو خاموش ہے (جیسے چاندی، سونا جواہرات وغیرہ۔ اور "ناطق" وہ مال جو جاندار ہو جیسے اونٹ گھوڑے، گائے، بیل، بکری وغیرہ۔

لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم دَخَلْتُ عَلَیْہِ یَوْمَ اَصْمَتَ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ۔ جب آں حضرتؐ پر بیماری کی شدّت ہوئی تو میں آپ کے پاس گیا، جس دن آپؐ کی زبان بند ہو گئی تھی آپؐ نے بات نہیں کی۔ (عرب لوگ کہتے ہیں کہ:

صَمَتَ الْعَلِیْلُ یا اَصْمَتَ الْعَلِیْلُ۔ جب وہ خاموش ہو جائے بات نہ کر سکے۔

اِنَّ امْرَأَۃً مِّنْ اَحْمَسَ حَجَّتْ مُصْمِتَۃً۔ قبیلۂ احمس کی ایک عورت نے خاموش رہ کر حج کیا (تمام حجاج میں سے کسی سے بات نہ کی)۔

اَصْمَتَتْ اُمَامَۃُ بِنْتُ اَبِی الْعَاصِ۔ امامہ بنت ابی العاص (جو آں حضرتؐ کی نواسی تھیں ان) کی زبان بند ہو گئی تھی۔

اِنَّمَا صُمْتَۃٌ لِلصَّغِیْرِ۔ کھجور بچہ کو چپ کرنے والی ہے (جہاں رویا تو ایک کھجور منہ میں دیدی وہ پھر چپ ہو جاتا ہے)۔

اِنَّمَا نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنْ خَزٍّ۔ آں حضرتؐ نے اُس کپڑے سے منع فرمایا جس میں نرا ریشم ہو (سوت نہ ہو)۔

عَلٰی رَقَبَتِہٖ صَامِتٌ۔ اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوگا۔

وَقَدْ اُصْمِتَتْ یا اَصْمَتَتْ۔ وہ خاموش ہو گئی تھیں۔

لَا صَمْتَ یَوْمٌ اِلَی اللَّیْلِ۔ خاموشی کا روزہ ہمارے دین میں نہیں ہے کہ آدمی صبح سے شام تک چپ رہے (اگلے دینوں میں یہ روزہ مشروع تھا)۔

مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ جو کوئی خاموش رہے گا وہ نجات پائے گا (بہت سی آفتوں سے محفوظ رہے گا جو زبان ہلانے سے پیدا ہوتی ہیں اور بے فائدہ باتیں کرنے سے)۔

اِلْزَمِ الصَّمْتَ تَسْلَمْ۔ خاموشی کو لازم کر لے تو سلامت رہے گا۔

مَالَہٗ صَامِتٌ وَّلَا نَاطِقٌ۔ وہ بالکل نادار ہے نہ خاموش مال اس کے پاس ہے نہ بولتا مال (یعنی نہ سونا چاندی ہے نہ گائے بیل اور اونٹ وغیرہ)۔

صَمْتُ الصَّوْمِ حَرَامٌ۔ چپ روزہ رکھنا حرام ہے۔

مُصْمَت۔ ٹھوس (اس کی ضد اَجْوَف کھوکھلا)۔

صِمِّیْتٌ۔ بہت خاموش رہنے والا (جیسے سِکِّیْتٌ ہے)۔

مُصَمِّت۔ فریاد سننے والا۔

صَمْحٌ۔ مارنا گلا دینا، سختی کرنا۔

اَصْمَحُ۔ بہادر۔

صَمْخٌ۔ کان کے سوراخ پر مارنا۔

فَاَخَذَ مَاءً فَاَدْخَلَ اَصَابِعَہٗ فِیْ صِمَاخِ اُذُنَیْہِ۔ پھر پانی لیا اور انگلیوں کو کانوں کے سوراخ میں ڈالا۔ (بعض نے سِمَاخ سین سے روایت کیا ہے معنی وہی ہیں)۔

فَضَرَبَ اللّٰہُ عَلٰی اَصْمِخَتِہِمْ۔ اللہ نے اُن کے کانوں کو تھپک دیا (یعنی سلا دیا)۔

اَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِہٖ صَمَائِخُ الْاَسْمَاعِ۔ اس کو چوری سے سننے کے لئے کانوں نے اپنے سوراخ جھکائے

کُلُّ اُذُنٍ وَلُوْدٌ وَّکُلُّ صِمَاخٍ بَیُوْضٌ۔ جس جانور کے کان بڑے بڑے ہیں وہ بچہ جنتا ہے اور جس کے کان چھوٹے ہیں وہ انڈا دیتا ہے۔

صَمْدٌ۔ قصد کرنا، برابر مقابل میں ہونا، مارنا، کھڑا کرنا، ڈاٹ لگانا، بندھن لگانا۔

صَمَدٌ۔ سردار، ٹھوس۔

صَمَدٌ۔ اللہ کا بھی ایک نام ہے، بمعنی سردار اور دائم اور باقی۔ یا جس میں جوف نہ ہو، یا جس کی طرف لوگ اپنی حاجات لے کر جائیں۔

صَمَدَ الْبَيْتَ۔ گھر کو آراستہ کیا۔

صَمَدَتِ الْعَرُوسَ۔ دُولہن کو اونچی جگہ پر (بلند مقام پر) بٹھایا۔

تَصْمِيدٌ۔ جمع کرنا۔

مُصَامَدَةٌ۔ جھگڑا کرنا۔ مارپیٹ کرنا۔

صِمَادٌ۔ ڈاٹ، بندھن۔

لَوْ قُلْتُ لَا يَخْرُجُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ اِلَّا صَمَدٌ مَا خَرَجَ اِلَّا اَقَلُّكُمْ۔ حضرت عمرؓ نے کہا، نسب اور خاندانوں کا علم مت سیکھو اور لوگوں کے نسب پر طعنہ مت مارو، قسم خدا کی اگر میں کہوں اس دروازے سے وہی نکلے جو شریف ہو (جس کے خاندان میں کوئی عیب نہ ہو) تو تم میں سے بہت کم لوگ نکلیں گے۔

فَصَمَدْتُ لَهُ حَتّٰى اَمْكَنَتْنِي مِنْهُ غِرَّةٌ۔ میں نے ابوجہل کے مارنے کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کی ایک غفلت نے مجھ کو موقع دیا، میں نے مار کر اس کو گرا دیا (یہ معاذ بن عمرو بن جموح رضؓ نے کہا)۔

فَصَمْدًا صَمْدًا حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ توجہ کرتے رہو توجہ یہاں تک کہ حق کا ستون تم پر کھل جائے۔

لَا يَصْمُدُ اِلَيْهِ صَمْدًا (آں حضرتؐ نے جب کسی ستون یا لکڑی کی طرف نماز پڑھی تو اس کو اپنی داہنی یا بائیں ابرو کے برابر رکھتے اور سیدھا اس کے مقابل نہیں کھڑے ہوتے۔ بلکہ ایک طرف ذرا مُڑے رہتے، اس میں یہ اشارہ تھا کہ اس لکڑی یا ستون کی عبادت نہیں کرتے)۔

اَلصَّمَدُ الْمَصْمُوْدُ اِلَيْهِ فِي الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ۔ صمد وہ ہے جس کی طرف لوگ توجہ کریں تھوڑا کام ہو یا بڑا کام۔

وَقَدْ صَمَدُوْا لَهَا۔ لوگوں نے جمرہ وسطیٰ کا قصد کیا اس کے سر پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارنے لگے۔

مَا كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ بَيْتًا ظَاهِرَ اللّٰهِ فِي اَكْنَافِ مَكَّةَ يُصْمَدُ۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ ایک کھلا گھر مکہ کے اطراف میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا جس کی طرف لوگ قصد کریں گے۔

وَلَا رَهِيْبَةَ اِلَّا سَيِّدٌ صَمَدٌ۔ (رہیبہ سردار ہے لوگ اپنی حاجات کے لئے اس کی طرف رُجوع کرتے ہیں (مرجع خلائق ہے)۔

خُذْهَا حُذَيْفَ فَاَنْتَ السَّيِّدُ الصَّمَدُ۔ یہ تلوار کی ضرب لے، اے حذیفہ تو تو سردار اور سب لوگوں کا مرجع تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ صَمَدْتُ مِنْ بَلَدِيْ۔ اے اللہ! میں اپنے شہر سے تیرا قصد کر کے نکلا۔

فَصَمَدَ اِلٰى جَدِّيْ۔ اُس نے میرے دادا کا قصد کیا۔

بِئْرُ عَبْدِ الصَّمَدِ۔ ایک کنواں ہے مکہ معظمہ کے راستے میں۔

صَمْدَحَةٌ۔ بہت زیادہ گرم ہونا۔ سخت۔

صُمَادِحٌ۔ سخت، خالص، شیر، کھلا راستہ۔

صَمَيْدَحٌ۔ گرم دن سخت۔

صَمْرٌ۔ بخیلی کرنا، روکنا، تھم جانا۔

صَمَرٌ۔ دہی بن جانا۔

صَامُوْرَاءُ۔ دہی۔

صُمَادِيٌّ۔ گاؤ سرین۔

صَمْرٌ۔ ایک درخت ہے۔

اِدْفَعْ هٰذَا اِلٰى اَسْمَاءَ لِتَدْهَنَ بِهٖ بَنِيْ اَخِيْهِ مِنْ صَمَرِ الْبَحْرِ۔ یہ گھی کا کپّا اسماء کو دیدے وہ اپنی بھتیجیوں کا بدن اس سے چکنا کر کے سمندر کی بدبُو کو رفع کرے۔

صِمْرِدٌ۔ دودھیل اونٹنی یا کم دُودھ دینے والی۔

صَمَارِيْدُ۔ سخت زمینیں یا موٹی یا دُبلی بکریاں۔

صَمْصَمَةٌ۔ رواں ہونا۔

صُمَاصِمٌ۔ شیر۔

صَمْصَمٌ۔ بخیل۔

صِمْصِمَةٌ۔ جماعت کا بیچا بیچ۔

لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰی رَقَبَتِیْ۔ اگر تم کاٹنے والی تلوار میری گردن پر رکھو۔

صَمْصَامٌ کی جمع ہے صَمَاصِم۔

تَرَدَّوْا بِالصَّمَاصِمِ۔ انھوں نے تلواروں کو اپنی چادر بنایا (یعنی تلواریں لے کر چلے، ان کے حمائل کو مونڈھوں پر رکھا)۔

مجمع البحرین میں ہے کہ صَمْصَام اُس تلوار کو کہیں گے جو خوب روانی کے ساتھ کاٹے اور مڑے نہیں۔

صَمْعٌ۔ باتوں میں روک لینا، مارنا۔

صَمْعٌ۔ کلام میں غلطی کرنا۔

تَصْمِیْعٌ۔ مضبوط ارادہ کرنا جیسے تَصْمِیْمٌ ہے۔

اَصْمَع۔ چھوٹے کان والا۔ کاٹنے والی تلوار۔

اَصْمَعِیّ۔ ابو سعید عبد الملک جو عرب کا بڑا ادیب اور فصیح شخص گزرا ہے۔

کَاَنِّیْ بِرَجُلٍ اَصْعَلَ اَصْمَعَ یَهْدِمُ الْكَعْبَةَ۔ گویا میں ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جو چھوٹے سر چھوٹے کان والا کعبہ کو گرا رہا ہے۔

كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يُّضَحِّیَ بِالصَّمْعَاءِ۔ عبد اللہ ابن عباسؓ چھوٹے کان والی بکری قربانی کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے (یعنی جس بکری کے کان پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں، نہ یہ کہ کان کٹے ہوں)۔

كَاِبِلٍ اَكَلَتْ صَمْعَاءَ۔ ان اونٹوں کی طرح جنھوں نے صمعاء کھایا ہو۔

صَمْعَاءُ۔ ایک بھاجی ہے اس کو بُہمی بھی کہتے ہیں۔

صَوْمَعَةٌ۔ نصاریٰ کا معبد یعنی گرجا۔ اور مینار کو بھی کہتے ہیں (اس کی جمع صَوَامِع ہے)۔

اِصْمِعْدَادٌ۔ جلدی چلنا۔

مُصْمَعِدٌّ۔ شیر کو بھی کہتے ہیں۔

اَصْبَحَ وَقَدِ اصْمَعَدَّتْ قَدَمَاهُ۔ صبح کو اس کے پاؤں سوج گئے تھے۔

صَمْعَرٌ۔ سخت اور سخت زمین۔

صَمْعَرِیٌّ۔ سخت جس پر جادو منتر اثر نہ کرے۔

صَمْعَرِيَّةٌ۔ خبیث سانپ۔

صُمْعُوْرٌ۔ پست قد بہادر۔

صَمْغٌ یا صَمَغٌ۔ گوند۔

صَمْغَةٌ۔ زخم یا گوند کا ٹکڑا۔

نَظِّفُوا الصِّمَاغَيْنِ فَاِنَّهُمَا مَقْعَدُ الْمَلَكَيْنِ۔ ہونٹوں کے دونوں کناروں کو جہاں تھوک جمع ہوتا ہے صاف پاک رکھو، وہاں دو فرشتوں کی بیٹھک ہے۔

صِمَاغَانِ اور صَامِغَانِ اور صَاغِمَانِ اور صِوَارَانِ۔ ہونٹوں کے دونوں کنارے، دونوں جبڑوں کے جوڑ۔

حَتّٰی عَرِقْتِ وَزَبَّبَ صِمَاغَاكِ۔ یہاں تک کہ تو پسینے پسینے ہوگئی اور تیرے ہونٹوں کے دونوں کناروں پر پھین آگیا۔

اِذَا كَانَ مُجَدَّرًا كَاَنَّهٗ صَمْغَةٌ۔ یتیم کو جب چیچک نکل آئے اور وہ گوند کی طرح سفید ہو جائے۔

لَاَقْلَعَنَّكَ قَلْعَ الصَّمْغَةِ۔ میں تجھ کو اس طرح اکھاڑ ڈالوں گا جیسے گوند اکھاڑتے ہیں (کہ اس کا کوئی اثر شاخ پر نہیں رہتا بلکہ شاخ کی چھال بھی اس کے ساتھ نکل آتی ہے۔ یہ حجاج بن یوسف کا کلام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بنیادی طور پر تجھ کو تباہ اور بے نشان کر دوں گا)۔

شَاةٌ مُصْمِغَةٌ بِلَبَنِهَا۔ بکری تازہ دودھ دینے والی۔

خُبْزٌ مُصْمَغٌ۔ گوند کی روٹی۔

صَمْغَلٌ۔ سخت۔

مُصْمَغِلٌ۔ چربی یا بیماری سے پھولا ہوا۔

صَمْقَةٌ۔ بدمزہ دودھ۔

اِصْمَاقٌ۔ بند کرنا۔

صَامِقٌ۔ بھوک کا پیاسا۔

مَصْمِقٌ ۔ حیران، پریشان، جو کھائے نہ پیئے۔
صَمْقَاۃٌ ۔ کھٹا ہونا، روشن ہونا۔
یَوْمٌ مُصْمَقِرٌّ ۔ گرم دن۔
صَمَکَۃٌ ۔ قوی، زور آور۔
اِصْمِکَاکٌ ۔ غصہ ہونا، پھٹ جانا۔
صَمَکُوْكٌ ۔ جاہل، برائی کے لئے جلدی کرنے والا۔
صَمَکِیْكٌ ۔ یہ صَمَکُوْكٌ کا مترادف ہے یعنی احمق، جلدباز۔
مُصْمَئِکَّۃٌ ۔ تر، مرطوب۔
صَمَکْمَكٌ ۔ بدبودار، مجرد، قوی زور آور۔
صَمَلٌ ۔ سخت ہونا، شدید ہونا، باز رہنا، مارنا۔
اِصْمِئْلَالٌ ۔ سخت ہونا، گنجان ہونا۔
صَامِل ۔ خشک۔
صُمُلٌّ ۔ بدخلق۔
اَنْتَ رَجُلٌ صُمُلٌّ ۔ تو بدخلق آدمی ہے۔
هُوَ عُتُلٌّ صُمُلٌّ ۔ وہ سخت گیر بدخلق ہے۔
صَمَلَ الشَّجَرُ ۔ درخت پیاسا ہوکر سخت ہوگیا۔
اِنَّهَا صَمِیْلَۃٌ ۔ اس کی پنڈلیاں سخت اور خشک ہیں۔
صَمَّ ۔ بند کرنا، قطعی عزم کرنا، مارنا۔
صَمَمٌ ۔ بہراپن، اونچا سننا۔
صَمَّتِ الْاُذُنُ ۔ کان بہرا ہوگیا۔
صُمَّ صَدَی فُلَانٍ ۔ فلاں شخص مرگیا۔
صَمَّتْ حَصَاۃٌ بِدَمٍ ۔ اتنا زیادہ خون ہے کہ اس میں کنکری ڈالو تو آواز نہیں دیتی۔
صَمَّمَ السَّیْفُ ۔ ہڈی تک کو تلوار نے کاٹ دیا۔
وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الصُّمَّ الْبُکْمَ رُءُوْسَ النَّاسِ (قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) برہنہ پیر پھرنے والوں، برہنہ جسم والوں، بہروں، گونگوں لوگوں کا سردار دیکھے گا (یعنی جو قومیں یکسر جاہل اور گنوار ہیں حکمت، دانائی، تدبر اور عدل و تقوےٰ سے عاری ہیں ان

کو قوموں کا بندوبست اور اقتدار مل جائے گا۔ بہروں سے یہ مراد ہے کہ قوم کے متفقہ فیصلوں اور مطالبوں اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے وہ بے حس اور بہرے بنجائیں گے)۔
اَلْفِتْنَۃُ الصَّمَّاءُ الْعَمْیَاءُ ۔ ایسا فتنہ جو بہرا اور اندھا ہوگا (یعنی سخت فتنہ جو مٹائے نہ مٹے گا۔ جس طرح بہرا شخص نہ کسی مصلح کی بات سن سکتا ہے نہ اندھے کو روشنی دکھانے سے راہ کے خطرات نظر آتے ہیں)۔
بعض نے کہا کہ صَمَّاءُ سے مراد وہ سانپ ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہیں۔
فِتْنَۃٌ صَمَّاءُ بَکْمَاءُ عَمْیَاءُ ۔ ایک فتنہ بہرا گونگا اندھا ہوگا (لوگ اس میں بہرے ہوجائیں گے، حق بات نہیں سنیں گے، گونگے ہوں گے، حق بات نہیں کہیں گے، اندھے ہوں گے ہدایت کا سیدھا راستہ نہیں دیکھیں گے۔)
ثُمَّ تَکَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَصَمَّنِیْهَا النَّاسُ ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمائی، جس کے سننے سے لوگوں نے مجھ کو بہرا کردیا (یعنی لوگوں کے شور غل کی وجہ سے میں سن نہ سکا)۔
ایک روایت میں صَمَّتَنِیْهَا النَّاسُ ۔ یعنی لوگوں نے مجھ کو وہ بات آں حضرت سے پوچھنے نہ دی اور خاموش کردیا۔
شَهْرُ اللّٰہِ الْاَصَمُّ رَجَبٌ ۔ اللہ کا بہرا مہینہ رجب کا مہینہ ہے (چونکہ رجب کو عرب کے لوگ حرام مہینہ سمجھتے اس میں جنگ وجدال اور لوٹ مار نہیں کرتے تھے، اس لئے اس کو بہرا فرمایا یعنی لوگ اس مہینہ میں بہرے رہتے ہیں ان کے کانوں میں ہتھیاروں کی آواز نہیں آتی)۔
نَهٰی عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ ۔ آپ نے اشتمال صماء سے منع فرمایا (وہ یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے ہاتھ اور پیر سب بند ہوجائیں کوئی حصہ کپڑے سے باہر نہ رہے۔ گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صَخْرَۃٌ صَمَّاءُ کہتے ہیں یعنی وہ

پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو، سب طرف سے سخت اور یکساں ہو)۔

بعضوں نے کہا اِشْتِمَالِ صَمَّاء یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے سے اپنا تمام جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اُٹھا دے تو اس کا ستر کھل جائے۔ غرض دونوں باتیں مکروہ ہیں۔

اَلْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ صَمَّاءَ۔ فاسق شمشاد کے درخت کی طرح ہے جو مُڑتا ہی نہیں، نہ اس میں سوراخ ہوتا ہے (کیونکہ یہ درخت ٹھوس اور سخت ہوتا ہے جہاں مُڑا اکھڑ گیا اور سیدھا نہیں ہوتا)۔

فِیْ صِمَامٍ وَاحِدٍ۔ دخول ایک ہی سوراخ میں ہونا چاہئے (یعنی فرج میں، نہ کہ دُبر میں)۔

وَلَوْ شِئْتَ لَاَصْمَمْتَنِيْ۔ اگر تو چاہتا تو مجھ کو بہرا کر دیتا۔

صُمٌّ اِذَا سَمِعُوْا خَيْرًا ذُكِرْتُ بِهٖ۔ جب کوئی میری تعریف کرتا ہے تو بہرے بن جاتے ہیں اور جب کوئی بُرائی کرتا ہے تو کان لگا کر سنتے ہیں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا اِشْتِمَالِ صَمَّاء یہ ہے کہ آدمی چادر کو دونوں بغلوں کے نیچے سے لیجا کر اس کے دونوں کنارے ایک مونڈھے پر کر لے۔ (جب امام نے یہ تفسیر کی ہے تو یہی معنی لینا اولیٰ ہے)۔

خَلْخَالٌ اَصَمُّ۔ وہ پازیب جس میں آواز نہ نکلے۔

لَا تَاْخُذِ الْحِجَارَ الصُّمَّ۔ سخت اور ٹھوس کنکریاں مت لے بلکہ نرم کئی رنگ کی کنکریاں لے۔

صَمِيْمُ الْقَلْبِ۔ خلوصِ دل سے اور دل کا درمیانی حصہ۔

صِمَّةٌ۔ شجاع، بہادر، شیرِ نر، سانپ۔

صَمْیٌ۔ شکار کے جانور کا سامنے مرجانا، کسی کام کا واقع ہونا۔

اِصْمَاءٌ۔ جلدی کرنا، شکار کے جانور کو دیکھتے دیکھتے مار ڈالنا۔

صَمَيَانٌ۔ اُلٹنا کودنا، جلدی کرنا۔

اِنْصِمَاءٌ۔ اونڈلنا۔

كُلْ مَا اَصْمَيْتَ وَدَعْ مَا اَنْمَيْتَ۔ وہ جانور کھالے جو شکار کے بعد تیرے دیکھتے دیکھتے مرجائے (کیونکہ وہاں یقین ہوتا ہے کہ شکار کے زخم سے وہ مرا) جو جانور شکار کے دوران زخمی ہو کر غائب ہو جائے، پھر مرا ہوا ملے اُس کو چھوڑ دے (کیونکہ شاید وہ شکار کے زخم سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے مرا ہو)۔

بابُ الصّاد مع النّون

صِنَابٌ۔ وہ سالن جو رائی اور تیل سے بنایا جاتا ہے۔

اَتَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا وَجَاءَ مَعَهَا بِصِنَابِهَا۔ ایک گنوار آں حضرتؐ کے پاس خرگوش لے کر آیا جس کو بھون لیا تھا، اس کے ساتھ اس کا جوڑ یعنی "صناب" بھی لیکر آیا۔

لَوْ شِئْتُ لَدَعَوْتُ بِصِلَاءٍ وَصِنَابٍ۔ اگر میں چاہوں تو بریاں گوشت اور صناب منگواؤں۔

صِنَابٌ۔ اچار۔

صُنْبُرَةٌ۔ درخت کمزور اور پتلے تنے اور بے ثمر کا۔

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا صُنْبُوْرٌ۔ کفارِ قریش کہتے تھے محمد ناٹھے (بے اولاد) ہیں (لہٰذا ان کے انتقال کے بعد کوئی یادگار بھی نہ رہے گی)۔

مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو جھوٹا کیا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دینِ اسلام کی وجہ سے اس دم تک قائم ہے انشاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ آپ کی آل میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایسی برکت دی کہ دنیا کے مختلف حصوں میں لاکھوں سیّد موجود ہیں۔ پھر ابوجہل اور ابولہب کی اولاد کا پتہ نہیں، اگر کوئی ہو بھی تو وہ شرم کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان کی اولاد میں سے ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے "بے اولادہ" کی پھبتی چُست کرنے والوں کو ہی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔

اِنَّ رَجُلًا وَقَفَ عَلَی ابْنِ الزُّبَیْرِ حِیْنَ صُلِبَ، فَقَالَ قَدْ کُنْتَ تَجْمَعُ بَیْنَ قُطْرَیِ اللَّیْلَۃِ الصِّنَّبْرَۃِ قَائِمًا۔ (حجاج نے) عبد اللہ بن زبیرؓ کو سُولی پر چڑھایا تو ایک شخص ان کی نعش کے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا، تم سرد رات کے دونوں کناروں کو کھڑے رہ کر ملاتے تھے۔

صَنَابِرُ الشِّتَاءِ۔ جاڑے کی سخت سردیاں۔

صِنَّبْرٌ۔ سرد ہوا کو بھی کہتے ہیں۔

صَنَوْبَر۔ ایک مشہور درخت ہے جس کے پھل چھوٹے چھوٹے اور لمبے ہوتے ہیں، ان کے اندر سفید چکنا مغز ہوتا ہے۔

صَنْجٌ۔ جھانجھ کی ایک تھالی جو دوسری تھالی پر ماری جاتی ہے اس کو بجاتے ہیں۔ اور چنگ (یعنی ستار کو بھی کہتے ہیں)۔

اَیُّ صَنْجٍ هُوَ۔ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔

صَنْجَۃُ الْمِیْزَانِ۔ ترازو کا باٹ۔

صَنَّاجَۃٌ۔ روشن۔ اس کے علاوہ ایک قسم کا بڑا جانور بہت میں ہوتا ہے۔

اِیَّاكَ وَالضَّرْبَ بِالصَّوَانِجِ۔ تھالیاں مت بجاؤ شیطان تمہارے ساتھ ہو جائے گا۔ فرشتے تم سے نفرت کریں گے۔

صَنِخَۃٌ۔ مَیل کچیل۔

نِعْمَ الْبَیْتُ الْحَمَّامُ یُذْهِبُ الصَّنِخَۃَ وَیُذَکِّرُ النَّارَ۔ حمام بھی کیا اچھا گھر ہے، مَیل کچیل دور کر دیتا ہے اور دوزخ یاد دلاتا ہے۔ (عرب لوگ کہتے ہیں:

صَنِخَ بَدَنُهٗ۔ اس کے جسم پر مَیل ہے) (جیسے سَنِخَ وسخ سب کے ایک ہی معنی ہیں)۔

صِنْدِیْدٌ۔ سردار، شجاع، حلیم، سخی، شریف، بہادر۔

صَنَادِیْدُ۔ یہ صِنْدِیْدٌ کی جمع ہے۔ اس کے علاوہ ... کو بھی کہتے ہیں اور لشکر کی ایک جماعت کو بھی۔

صَنَادِیْدُ قُرَیْشٍ۔ قریش کے سردار اور شریف لوگ۔

کَانَ یَتَعَوَّذُ مِنْ صَنَادِیْدِ الْقَدَرِ۔ تقدیر کی آفتوں سے پناہ مانگتے تھے۔

صَنَعَ یا صُنْعٌ۔ کوئی کام کرنا۔

صَنَعَ فَرَسَهٗ۔ اپنے گھوڑے کی اچھی طرح خبرگیری کی۔

صُنِعَتِ الْجَارِیَۃُ۔ چھوکری کی اچھی طرح خدمت کی وہ موٹی ہو گئی۔

صَنَّعَ۔ اس کا بھی یہی معنی ہے۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ جب تجھ کو شرم نہ ہو تو جو جی چاہے وہ کر لے (بےحیا باش ہر چہ خواہی کن)۔

اُنْظُرْ مَنْ قَتَلَنِیْ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ فَقَالَ الصَّنَعُ، قَالَ نَعَمْ۔ (حضرت عمر فاروقؓ جب زخمی ہوئے تو ابن عباسؓ سے فرمایا "دیکھو تو مجھ کو کس نے قتل کیا؟" انھوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے۔ فرمایا اس غلام نے جو کاری گر ہے؟ (بہت سے ہنر جانتا ہے اس کا نام ابو لؤلؤ، فیروز تھا جو قوم کا پارسی تھا۔ اللہ اس پر لعنت کرے) ابن عباسؓ نے عرض کیا کہ جی ہاں۔

رَجُلٌ صَنَعٌ۔ کاری گر مرد۔

اِمْرَاَۃٌ صَنَاعٌ۔ کاری گر عورت۔

اَلْاَمَۃُ غَیْرُ الصَّنَاعِ۔ بے کار لونڈی۔ (جس سے کوئی کام نہ آتا ہو یعنی بے ہنر)۔

اِصْطَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی (جیسے اِکْتَتَبَ لکھوایا)۔

لَا تُوْقِدُوْا بِلَیْلٍ نَارًا ثُمَّ قَالَ اَوْقِدُوْا وَاصْطَنِعُوْا۔ رات کو آگ نہ سُلگاؤ! پھر فرمایا سُلگاؤ اور کھانا پکاؤ (اللہ کے واسطے غریبوں کو کھلانے کے لئے)۔

رات بھر نماز میں کھڑے رہتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ جس طرح ... اور بہادری میں طاق تھے، اسی طرح عبادت اور ریاضت میں ... آفاق تھے۔ ۱۲ منہ

أَنْتَ كَلِيمُ اللهِ الَّذِي اصْطَنَعَكَ لِنَفْسِهِ. تم وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے کلام کیا اور تم کو اپنی عنایت سے سرفراز کیا (اپنے کام کے لئے تم کو تیار کیا)۔

كَانَ يُصَانِعُ قَائِدَهُ. وہ اپنے لے چلنے والے کی خاطرداری کرتے۔

مُصَانَعَةٌ. دراصل یہ ہے کہ آپ ایک چیز دوسرے کے لئے تیار کریں اس لئے کہ وہ بھی اس کے بدلہ میں تمہارے لئے تیار کرے۔

مَنْ بَلَغَ الصِّنْعَ بِسَهْمٍ. جس کا تیر صنع تک پہنچ جائے۔

صِنْعٌ. وہ مقام جہاں پانی اکٹھا اور جمع کیا جاتا ہے، صِنْعٌ کی جمع أَصْنَاعٌ ہے اور مَصْنَعٌ بھی اس کا ہم معنی و مترادف ہے مگر اس کی جمع مَصَانِعُ ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ صِنْعٌ سے مراد قلعہ ہے۔ اور مَصَانِع محلوں اور عالی شان عمارات کو بھی کہتے ہیں۔

لَوْ أَنَّ لِأَحَدِكُمْ وَادِيَ مَالٍ ثُمَّ مَرَّ عَلَى سَبْعَةِ أَسْهُمٍ صُنُعٍ لَكَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ أَنْ يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهَا. اگر تم میں سے کسی کے پاس ایک میدان بھر کر مال و اسباب ہو پھر وہ راستہ میں سات (عدد) تیر تراشے ہوئے تیار کئے ہوئے دیکھے تو اس کا نفس یہی کہے گا کہ تم اتر کر ان کو لے لے۔ (دیکھو کہ آدمی طبعاً حریص ہے کتنا ہی مال اس کے پاس ہو مگر پھر بھی اس میں مزید اضافہ کا خواہشمند رہتا ہے، کسی طرح اس کی نیت نہیں بھرتی)۔

(حربی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ لفظ صَنِيعَة ہے یعنی یکساں ایک شخص کے بنائے ہوئے)۔

وَيَكُفُّ عَلَيْهِ صَنِيعَتَهُ. اس کا پیشہ اس کو پھیر دیدے، پھیر دے۔

إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اگر میں کہیں جانے سے روکا گیا، تو جیسا کہ آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں) کیا تھا میں بھی ویسا ہی کروں گا (احرام کھول ڈالوں گا)۔

وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ. جیسا حج کے احرام میں کرتا ہے (جن چیزوں سے بچتا ہے) ویسا ہی عمرے کے احرام میں بھی کر (عمرے میں صرف دو چیزیں نہیں ہیں (ایک تو وقوف عرفہ اور دوسرے رمی جمار)۔

فَتُصَانِعُ بِمَالِهَا عَنِ ابْنَتِهَا الْحُظِيَّةِ وَلَوْ نَعَتَهَا عَنِ ابْنَتِهَا الْقَفِيلَةِ كَانَتْ أَحَقَّ. تم میں سے کوئی جا کر اپنا پیسہ خرچ کر کے اپنی اس بیٹی کو آراستہ کرتی ہے جس کو اس کا خاوند چاہتا ہے اگر وہ اپنی اس بیٹی کو آراستہ کرتی جو خاوند پر بوجھ ہے تو وہ زیادہ اس کی حقدار تھی۔

مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ. تم نے ایسا کیوں کیا (کہ میں بار بار اذن مانگنے اور جواب نہ ملنے کے بعد چل دیئے)۔

أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ. یا اللہ! میں اس سے بَری ہوں جو خالد نے کیا (وہ لوگ صبانا صبانا کہہ رہے تھے لیکن حضرت خالدؓ نے ان کو قتل کر دیا)۔

تُعِينُ صَانِعًا. تو کسی کاریگر کی مدد کرے (ایک روایت میں ضَايِعًا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے)۔

كَالْإِبِلِ الْمَخْشُوشِ يُصَانِعُ قَائِدَهُ. جیسے نکیل پڑا ہوا اونٹ وہ اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے (جس طرف چاہے اس کو لے جا سکتا ہے)۔

(بندے کو بھی اپنے مالک کی ایسی ہی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کی مرضی پر شاکر اور خوش رہنا چاہئے۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطرخواہ اوست)

صَنْعَاءُ. یمن کا پایۂ تخت اور مشہور شہر ہے۔

صَنِيعُهُ وَصَنِيعَتُهُ. وہ اس کا کام ہے اسی کی تربیت ہے۔

أَرْبَعَةٌ يَذْهَبْنَ ضِيَاعًا مِنْهَا الصَّنِيعَةُ إِلَى غَيْرِ

آهْلِهَا۔ چار چیزیں بیکار جاتی ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ نالائق کے ساتھ احسان کرنا (جو اُلٹا احسان کے بدلے بُرائی کرے۔

مترجم کہتا ہے جتنا میں اِس بلا میں مبتلا ہوا ہوں شاید اس قدر دوسرا کم ہوا ہوگا اور یہ خود میری غلطی تھی کہ میں بہت جلد ہر ایک کا دوست بن جاتا اور اس کے ساتھ حقیقی بھائی کی طرح سلوک کرتا۔ پھر وہ میرا ہی دشمن بن جاتا حتیٰ کہ میری ہلاکت کے درپے ہوتا۔ ایک شخص کو میں نے پڑھایا لکھایا۔ اتفاق سے وہ جسٹس یعنی جج ہوگیا بعد ازاں اس نے مجھ پر ہی ہاتھ صاف کیا۔ ایک دوسرے شخص کو میں نے اپنا معاون بناکر سارا کام اس کو سونپ دیا، اس کی توقیر بڑھائی، مگر اس نے میرے ہی نکالنے کی فکر کی۔ اس کے علاوہ کئی شخصوں کو میں نے ان کی منت وزاری پر روپیہ قرض دلایا، بالآخر کھاکر بیٹھ گئے اور مجھ کو پھنسا دیا۔ ایک شخص کو میں نے اپنی تالیفات مفت بلامعاوضہ چھاپنے کے لئے دیں، اس نے ہزاروں روپے تالیفات کے ذریعہ سے کمائے پھر میرے ہی ساتھ وعدہ خلافی اور دغا بازی کی۔ بہرحال موجودہ زمانہ ایک ایسا خراب زمانہ ہے کہ کسی کے ساتھ احسان کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ عقل و دانش کا تقاضہ ہے کہ آدمی کے مزاج اور اس کے معاملات کو قریب سے دیکھ کر اور سمجھ کر معاملہ کرنا چاہیئے۔

صِنَاعَةٌ۔ حرفہ، پیشہ۔

تَصَنُّعٌ۔ تکلف، بناوٹ۔

اَلْحَدِيْثُ مُتَصَنِّعٌ بِالْاِسْلَامِ۔ زبانی بات ظاہری اسلام ہے۔

صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِيْ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ لوگوں سے نیکی کرنا بُری موت سے بچاتا ہے۔

اِصْطَنَعْتُ عِنْدَهٗ صَنِيْعَةً۔ میں نے اس کے ساتھ احسان کیا۔

مجمع البحرین میں ہے کہ صَنْعَاء پہلا شہر ہے جو طوفانِ نوح کے بعد بنایا گیا۔

صَنْعَاء کی نسبت صَنْعَانِيٌّ ہے۔

صِنْفٌ۔ صفت، قسم۔

اَصْنَافٌ اور صُنُوْفٌ۔ صِنْفٌ کی جمع ہیں۔

تَصْنِيْفٌ۔ قسم قسم کرنا، جمع کرنا، تالیف کرنا۔

صَنَّفَ الشَّجَرُ۔ درخت کے پتے نکل آئے۔

تَصَنُّفٌ۔ جہل کرنا۔

فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ۔ اس کو اپنے تہ بند کے پلّو سے جھٹک لے (یعنی بستر کو جب اس پر سونے لگے) کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کیا چیز آگئی ہے (یعنی کوئی کیڑا وغیرہ شاید آگرا ہو)۔

صَنِّفْ تَمْرَكَ۔ اپنی کھجور کی الگ الگ قسمیں کر (ہر ایک قسم کا الگ ڈھیر لگا)۔

صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ۔ دو گروہوں کو میری امت کے اسلام میں سے کچھ حصہ نہیں ایک تو مرجئہ (جو کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد پھر کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا) اور (دوسرے) قدریہ (جو تقدیر الٰہی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بندے کو اپنے کاموں میں پورا اختیار ہے) ان کے مقابل ہیں:

جَبْرِيَّةٌ۔ جو لوگ بندہ کو بالکل مجبور جانتے ہیں جمادات کی طرح ان کو جبریّہ کہتے ہیں (جبریہ اور قدریہ یہ دونوں مذہب باطل ہیں۔ حقیقت میں انسان بالکلیہ مجبور ہے نہ بالکل قادر اور اپنے افعال کا خالق، بلکہ اس کی حالت اِن دونوں کے بین بین ہے۔ جیساکہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

لَا جَبْرَ وَلَا قَدْرَ وَلٰكِنْ بَيْنَ بَيْنَ۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے)۔

صَنَمٌ۔ پلید ہونا، قوی ہونا اور وہ بُت یا مورتی جس کی کافر پرستش کرتے ہیں۔

صَنَّمَ الرَّجُلُ۔ آدمی نے آواز دی (صوفیہ کے نزدیک دنیا کی جس چیز میں آدمی مشغول ہو اور اس طرح مشغول ہو کہ اللہ کو بھلا دے وہی اس کا صنم ہے)۔

اَصْنَامٌ۔ یہ صَنَمٌ کی جمع ہے۔

بعضوں نے صَنَمٌ اور وَثَنٌ میں فرق کیا ہے اُن کا کہنا ہے کہ صَنَمٌ اُس کو کہیں گے جو جسم اور صورت دار ہو، اور وَثَنٌ وہ جو اللہ کے سوا پُوجا جائے۔ اَوْثَانٌ اس کی جمع ہے۔

صُنَانٌ۔ بغل یا جوڑوں کی بدبُو۔

اَصَنَّ اللَّحْمُ۔ گوشت بدبودار ہو گیا۔

اَصَنَّ الرَّجُلُ۔ آدمی بدبودار ہو گیا۔

صِنٌّ۔ دبر کا پیشاب یا اونٹ کے پیشاب کی بدبُو۔

صَنَانٌ۔ بہادر۔

اَصَنٌّ۔ غافل۔

نِعْمَ الْبَيْتُ الْحَمَّامُ يُذْهِبُ الصِّنَّةَ۔ حمام بھی کیا اچھا گھر ہے بدن کی بدبو (میل کچیل) دور کر دیتا ہے۔

صَنٌّ۔ بڑی زنبیل جس میں روٹی رکھی جاتی ہے (محیط میں اس کو بکسرۂ صاد لکھا ہے)۔

صِنْوٌ۔ برابر والا، بھائی، بیٹا، چچا (اس کی جمع اَصْنَاءٌ ہے)۔

صَنْوٌ۔ چھوٹا درخت، دو پہاڑوں میں تھوڑا پانی۔

صِنْوَانٌ جمع ہے صِنْوٌ کی، یعنی دو درخت جو ایک جڑ سے نکلے ہوں، ان میں سے ہر ایک دوسرے کا "صنو" ہے۔

اَلْعَبَّاسُ صِنْوُ اَبِيْ۔ عباس میرے والد کے جوڑ ہیں۔ (یعنی میرے باپ کی طرح ہیں، دونوں میرے دادا کے نطفے ہیں)۔

فَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کا جوڑ ہے۔

اِذَا طَالَ صِنَاءُ الْمَيِّتِ نُقِّيَ بِالْاُشْنَانِ۔ جب میت پر میل کچیل بہت ہو تو اشنان سے صاف کیا جائے (وہ میل کو صاف کرتی ہے اسی طرح صابون بھی)۔

بابُ الصّاد مع الواو

صَوْبٌ یا مَصَابٌ۔ گرنا، اُترنا، قصد کرنا، بہانا۔

تَصْوِيْبٌ۔ کسی بات کو یا کسی رائے کو ٹھیک بتلانا، جُھکانا۔

يُصَعِّدُ وَيُصَوِّبُ بَصَرَهٗ۔ اپنی نگاہ اُوپر کرتا تھا اور نیچے کرتا تھا۔

اِصَابَةٌ۔ ٹھیک کہنا، پہنچانا، نشانہ پر لگنا، ارادہ کرنا۔

تَصَوُّبٌ۔ اُترنا۔

اِنْصِبَابٌ۔ نیچے اُترنا۔

رَاْیٌ صَائِبٌ۔ ٹھیک تجویز۔

مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ فِي النَّارِ۔ جو شخص بیری کا درخت کاٹ ڈالے (جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو سر کے بل دوزخ میں اوندھا کرے گا۔ (ابوداؤد نے کہا کہ اس سے مراد وہ بیری کا درخت ہے جو چٹیل میدان میں ہو اور مسافر اس کے سائے میں آرام پاتے ہوں)۔

وَصَوَّبَ يَدَهٗ۔ اپنا ہاتھ جُھکایا۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ۔ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دنیا میں مصیبت اور تکلیف پہنچاتا ہے۔ (یہ بندہ کی آزمائش کے لئے ہوتا ہے اور جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اسی قدر اس پر دنیا کی تکالیف زیادہ آتی ہیں۔ اے غفور الرحیم! ہم ضعیف و ناتواں اور کمزور دل کے لوگ ہیں ہم کو اپنی آزمائش سے محفوظ رکھ، رحم فرما اور ہر آفت سے بچائے رکھ، اس لئے کہ ہم کو ایسا دل نصیب نہیں ہوا ہے جو تیرے مقرب اور صالح بندوں کو ملا ہے)۔

ایک روایت میں يُصَبْ مِنْهُ بصیغہ مجہول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو مصیبت پہنچائی جاتی ہے۔

مُصِيْبَةٌ اور مَصُوْبَةٌ اور مُصَابَةٌ۔ تکلیف، درد، دُکھ۔

مَصَائِبُ اور مَصَاوِبُ۔ یہ مذکورہ بالا الفاظ کی جمع ہیں۔

يُصِيْبُوْنَ مَا اَصَابَ النَّاسُ۔ جو لوگوں نے حاصل کیا وہ بھی حاصل کریں گے۔

كَانَ يُصِيْبُ مِنْ رَاْسِ بَعْضِ نِسَائِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ۔ آنحضرت صلعم بحالتِ روزہ اپنی کسی بیوی کا سر چومتے

(بوسہ لیتے)۔

كَانَ يُسْأَلُ عَنِ التَّفْسِيرِ فَيَقُولُ أَصَابَ اللّٰهُ الَّذِي أَرَادَ۔ اُن سے قرآن کی تفسیر پوچھتے تو کہتے جو اللہ کی مُراد ہے وہ ٹھیک ہے (اگرچہ ہم اس کو نہ سمجھیں)۔

عرب لوگ کہتے ہیں:

أَصَابَ فِي قَوْلِهِ وَفِعْلِهِ۔ اپنے قول وفعل میں اُس نے صواب کیا (یعنی درست کہا اور ٹھیک کیا)۔

أَصَابَ السَّهْمُ الْقِرْطَاسَ۔ تیر برابر کاغذ پر لگا (نشانہ صحیح ہوا)۔

أَنْتَ أَصَبْتَنِي۔ تو نے ہی مجھ کو مارا (اور پھر پوچھتا ہے کہ کس نے مارا۔ یہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حجاج سے فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ عبد الملک بن مروان نے جو بادشاہِ وقت تھا حجاج کو لکھا کہ سب کاموں میں عبد اللہ بن عمرؓ کی پیروی کرنا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔ حجاج کو یہ ناگوار گزرا اور اس نے ازراہِ نخوت وخودسری ایک شخص کو اشارہ کر دیا لہٰذا اُس نے حجاج کے منشا کی تکمیل کے لئے زہر آلود برچھہ آپ کے پاؤں پر مار دیا۔ کئی دن تک زخم کی تکلیف سے حضرت عبد اللہؓ بیمار رہے اور پھر انتقال فرما گئے۔ ایامِ علالت میں حجاج عیادت کو بھی آیا اور کہنے لگا کہ کس نے آپ کے مارا ہے اول تو عبد اللہ بن عمرؓ نے کنایہ اور اشارہ کے طور پر فرمایا کہ اُس شخص نے مارا جس نے زمانۂ حج میں لوگوں کو ہتھیار باندھنے کی اجازت دی۔ یہ اجازت حجاج نے ہی دی تھی۔ پھر جب دوبارہ حجاج نے دریافت کیا تو انھوں نے صاف کہہ دیا کہ تو نے ہی تو مجھ کو مارا اور پھر عیادت بھی کرتا ہے، خیر اللہ تعالےٰ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہی فیصلہ کافی ہے)۔

مجمعُ البحار میں ہے کہ حجاج بن یوسف، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اس بات پر ناراض ہوا تھا کہ انھوں نے کعبہ پر منجنیق لگانے سے منع فرمایا تھا اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے قتل سے باز رہنے کے لئے ہدایت فرمائی تھی۔ مگر اس ظالم نے نشۂ حکومت اور اپنی ظالمانہ طبیعت کی وجہ سے آپؓ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا اور یہ دونوں کام کر ڈالے۔

إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا۔ (جو شخص دنیا کمانے کے لئے) ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اللہ کے واسطے نہ ہوگی، بلکہ انہی کاموں کے لئے ہوگی۔

فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ۔ مجھ کو پانی نہ ملا۔

فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ تم ان کے مقام میں نہ جاؤ (وہاں قیام نہ کرو) ایسا نہ ہو تم کو بھی وہی عذاب ہو جو اُن کو ہوا تھا۔

إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ صَيِّبًا نَافِعًا۔ جب آپؐ بارش (کے آثار) کو دیکھتے تو دُعا فرماتے کہ اے اللہ! اس کو برسنے والا فائدہ دینے والا کر دے (جس سے زراعت اور پیداوار میں ترقی ہو)۔

إِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا۔ جب ہم اتار میں اُترتے تو سُبحان اللہ کہتے۔

لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ۔ آپؐ جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے نہ جھکاتے (یعنی پیٹھ اور سر سب برابر رکھتے)۔

فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ۔ کبھی وہ سوداگری میں ایک پورا اونٹ منافع میں کما لیتے۔

أُصِيبَتْ دَعْوَتُهُ۔ اس کی دُعا قبول ہوگی (یعنی کھانا کھلانے والے کے حق میں)۔

أَصَبْتَ أَصَابَ اللّٰهُ أُمَّتَكَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ تم نے ٹھیک کیا (جو دُودھ کا پیالہ لیا شراب کا نہیں لیا) اللہ تعالےٰ تمہاری اُمت کو پیدائشی ٹھیک طریقہ پر رکھے۔

(شراب انسان کی تیار کردہ اور خود ساختہ چیز ہے اور اس میں ہزاروں طرح کے ضرر اور نقصانات ہیں لیکن احمق لوگ نہیں سمجھتے اور شراب نوشی سے خود کو تباہ وبرباد کرتے ہیں۔ برخلاف دودھ کے جو انسان کی فطری غذا ہے اور اس میں سراسر فائدے ہیں، نقصان کا نام نہیں)۔

فَاَصَابَهُمْ مِنْهُ بِمَعْرُوْفٍ۔ ان کو بھی اس میں سے کچھ دے۔

اُصِیْبَ رَجُلٌ فِیْ ثِمَارٍ۔ ایک شخص کے میوے پر آفت آئی (میوہ خراب ہو گیا)۔

مَا مِنْ رَجُلٍ یُصَابُ بِشَیْءٍ اِلَّا رَفَعَهُ دَرَجَةً۔ جس شخص کو کچھ ضرر پہنچے (زخم یا مار) پھر وہ پہنچانے والے کو معاف کر دے (نہ دیت لے نہ قصاص) تو اللہ تعالےٰ (آخرت میں) اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔

اِنَّکُمْ مَنْصُوْرُوْنَ مُصِیْبُوْنَ۔ تمہاری فتح ہو گی اور تم لوٹ کا مال حاصل کرو گے اور ملک بھی۔

حَدِیْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِیَّةٍ وَمُصِیْبَةٍ۔ ابھی جاہلیت اور مصیبت کا تازہ زمانہ گزرا ہے (مصیبت یہ تھی کہ ان کے عزیز اقربا مارے گئے مال اور ملک چھن گیا)۔

اَصَابَ مِنْهَا۔ ابو طلحہؓ نے ام سلیم سے جماع کیا (بچہ کی ماں نے کہا کہ بچہ کو اب سکون ہے، وہ سمجھے کہ بچہ اچھا ہے حالانکہ ماں کا مطلب یہ تھا کہ وہ مر گیا اور اس کی بے قراری جاتی رہی انہوں نے کھایا پیا، اپنی بیوی سے صحبت کی، ان کے حمل رہ گیا۔ اللہ نے بہت سے بچے دیئے۔ جب جماع سے فارغ ہوئے تو ماں نے بچہ کی موت کی خبر دی اگر پہلے ہی سے کہہ دیتیں تو ابو طلحہ رضؓ نہ کچھ کھاتے نہ پیتے نہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے۔ ایسی شاکر اور متحمل مزاج عورتیں کہاں پیدا ہوتی ہیں)۔

اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو ٹھیک راستہ نصیب کرے (ہدایت اور بہشت کا)۔

مَا مِنْ رَجُلٍ یُصَابُ بِشَیْءٍ مِّنْ جَسَدِهٖ فَیَتَصَدَّقُ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً۔ جس شخص کو کوئی جسمانی صدمہ پہنچایا جائے پھر وہ معاف کر دے تو اللہ تعالےٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔

اَنْ اُصِیْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ بِشَرْبَةٍ۔ میں اس دودھ میں سے ایک گھونٹ ہی پی لیتا۔

فَاَیُّ اٰیَةٍ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تُحِبُّ اَنْ تُصِیْبَكَ وَاُمَّتَكَ اللہ کے پیغمبر آپ کونسی نشانی پسند کرتے ہیں جو آپ کو اور آپ کی امت کو ملے۔

فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ۔ اگر (نماز میں) تمہارے امام غلطی نہ کریں ٹھیک طور سے ادا کریں تو تم کو بھی فائدہ ہوا اُن کو بھی۔ اگر غلطی کریں تو تمہاری نماز ہو جائے گی، غلطی کا وبال انہی پر رہے گا۔

اُصِیْبَ فِیْهَا اَوْصِیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ۔ رمضان کی اکیسویں شب میں پیغمبروں کے وصی مارے گئے (جیسے حضرت علی رضؓ اسی شب میں شہید ہوئے یہ شیعوں کی روایت ہے)۔

صَاب۔ ایک کڑوے درخت کا شیرہ ہے۔

صَابَةٌ۔ آفت، جنون۔

صُوْبَة۔ ملک کا ایک حصہ۔

صَوْتٌ۔ پکارنا، آواز دینا جیسے تَصْوِیْتٌ ہے۔

فَانْصَاتَ۔ قبول کیا۔

فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ حلال اور حرام میں فرق آواز اور باجہ کا ہے (یعنی حلال نکاح وہی ہے جس کا اعلان کیا جائے، لوگ جمع ہوں غل غپاڑا ہو، گانا بجانا یہ رسمیں اسی نکاح میں ہوتی ہیں جو شرعاً جائز ہے باقی حرام اور زنا تو خفیہ طور پر ہوتا ہے اس کو آشکارا طور پر نہیں کرتے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ شادی بیاہ میں دف بجانا درست ہے اسی طرح دوسرے باجوں کو بھی ایک جماعتِ علماء نے دف پر قیاس کیا ہے اور شادی بیاہ میں اس کو جائز رکھا ہے۔ اور خود آں حضرت صلعم نے معوذ بن عفراء کی بیٹی کے نکاح میں گانا سنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: فَهَلَّا لَهْوٌ یعنی کوئی کھیل تماشا کیوں نہیں کیا۔ جیسے شادیوں میں قاعدہ ہوتا ہے لوگ خوشی کے کھیل کیا کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے اس باب میں تشدد کیا ہے اور شادی بیاہ میں بھی گانا بجانا جائز نہیں رکھا اس کا قول صحیح نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اس کا رد کرتی ہیں)۔

کَانُوْا یَکْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ۔ جنگ کے وقت آواز کرنے کو ناپسند کرتے تھے (یعنی بے فائدہ یا فخر کی راہ سے

چلّانے کو جیسے کافروں کا دستور تھا۔ صحابہ اس کو بُرا جانتے تھے البتہ اللہ کی یاد میں اپنی آواز بلند کرلے)۔

يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ۔ فرشتوں کی آواز سُنے ان کا نور دیکھے۔

نُهِيتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ۔ مجھ کو دو آوازیں حماقت اور فسق و فجور کی منع ہوئیں (ایک تو بے موقع گانے بجانے کی دوسرے مصیبت کے وقت چلّانے کی)۔

فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا۔ تین بار آواز دے (اپنے جانوروں کے مالک)۔

فَيُنَادِي بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَنْ قَرُبَ۔ پھر پروردگار (حشر کے دن) ایک آواز سے پکارے گا جس کو دور والا بھی اسی طرح سُنے گا جیسے نزدیک والا (اس حدیث سے اور دوسری چند حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف ہیں اور جس نے اس کا انکار کیا ہے وہ اپنی ناقص عقل پر چلتا ہے۔)

إِذَا سَمِعَ صَوْتَهُ أَهْلُ السَّمَاءِ۔ جب آسمان والے فرشتے اللہ تعالیٰ کی آواز سُنتے ہیں۔

مُؤَذِّنٌ صَيِّتٌ۔ بڑی آواز والا مؤذن۔

صَوْحٌ۔ چیر دینا۔

تَصْوِيحٌ۔ سُکھا دینا، خشک کر دینا، سُوکھ جانا۔

تَصَوُّحٌ۔ پھٹ جانا، اوپر کا حصہ سُوکھ جانا۔

صُوَاحٌ۔ گچ، نرم زمین، کھجور کا خوشہ۔

صَوْحٌ اور صُوحٌ۔ وادی کا پشتہ، پہاڑ کا دامن۔

نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يُصَوِّحَ۔ اس سے پہلے کھجور کے بیچنے سے کہ اس کی خوبی اور بُرائی معلوم ہو۔

مَتَى يَحِلُّ شِرَاءُ النَّخْلِ فَقَالَ حِينَ يُصَوِّحُ۔ (ابن عباسؓ سے پوچھا کہ) کھجور کا خریدنا (جو ہنوز درخت سے توڑی نہ گئی ہو) کب درست ہے۔ انھوں نے کہا جب اس کا حال کھل جائے (یعنی معلوم ہو جائے کہ اس قدر میوہ نکلے گا)۔

اَللّٰهُمَّ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا۔ اے اللہ! ہمارے پہاڑ سُوکھ کر پھٹ گئے (بارش نہ ہونے کی وجہ سے)۔

فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ۔ علم اس سے پہلے حاصل کرلو کہ اس کی گھانس سُوکھ جائے، پژمردہ ہو جائے یعنی علماء تعلیم و تدریس کے لئے باقی نہ رہیں)۔

فَهُوَ يَنْصَاحُ لَكُمْ بِوَابِلِ الْبَلَايَا۔ وہ تم پر بلاؤں کی بارش کرے (بعض نے يَنْضَاخُ روایت کیا ہے جو غلط ہے)۔

صَاحَةٌ۔ پھیلی ہوئی پہاڑیاں جو مدینہ کے قریب ہیں۔

فَلَمَّا دَفَنُوهُ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَأَلْقَوْهُ بَيْنَ صَوْحَيْنِ۔ جب اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو نکال کر پھینک دیا آخر لوگوں نے اس کو پہاڑ کے دو دامنوں میں ڈال دیا (یعنی اس جگہ میں جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوتی ہے)۔

زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے رفیقوں میں سے تھا۔

بَنِي صُوحَانَ۔ ایک شاخ ہے عبد القیس قبیلہ کی۔

صَوْخٌ۔ دھنس جانا (یعنی سَوْخٌ ہے)۔

إِصَاخَةٌ۔ سُننا، کان لگانا۔

صَوْرٌ۔ آواز دینا، جھکانا، منہ سامنے کرنا۔

صَيْرٌ بھی صَوْرٌ کا مترادف ہے (قرآن شریف میں فَصُرْهُنَّ اور فَصِرْهُنَّ دونوں قراتیں ہیں۔ یعنی ان کا منہ اپنی طرف کرو ان کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ بعض نے کہا بہ ضمۂ صاد کے معنی یہ ہیں کہ ان کو اپنے ساتھ ملالو مانوس کرلو۔ اور بکسرۂ صاد کے معنی یہ ہیں کہ ان کو کاٹ ڈالو)۔

صَارَ الشَّيْءَ۔ اُس کو کاٹا، جدا کر دیا۔

صَارَ الْحَاكِمُ الْحُكْمَ۔ حاکم نے قطعی فیصلہ کر دیا۔

صَوَرٌ۔ جھکانا۔

تَصْوِيرٌ۔ صورت بنانا۔

صُوِّرَ لِي۔ اس کی صورت میرے خیال میں آئی۔

تَصَوُّرٌ۔ کسی صورت کا خیال کرنا، گر پڑنا۔

اِصَارَةٌ۔ جھکانا۔

اِنْصِیَارٌ۔ جھک جانا۔

مُصَوِّرٌ۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ یعنی صورت گری کرنے والا شکل بنانے والا۔

مترجم کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی قدرت اور عظمت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت دنیا میں ایک ارب سے زیادہ آدمی موجود ہیں پھر اس کے باوجود دو آدمی بھی ایسے نہ ملیں گے جن کی شکل بالکل ایک ہی ہو۔ کچھ نہ کچھ فرق ہوگا۔ یہی حال دوسرے جانوروں کا ہے اور باعتبار عالمانِ علم جیالوجی کے قول کے زمین دو کروڑ یا تین کروڑ سال سے موجود ہے اور ابھی معلوم نہیں مزید کتنے کروڑ رہتی ہے، ان کروڑوں سال میں بے شمار آدمی اور جانور پیدا ہو چکے ہیں اور ہوں گے، اگر ہر ایک کی شکل اور صورت علیحدہ ہے۔ یہ جو بعض جانور مثلاً چیونٹیاں، مکھیاں، مچھلیاں وغیرہ ہم کو ایک شکل کی نظر آتی ہیں حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک کی شکل جدا ہے اور ہم ان کے اندر جو فرق و امتیاز ہے اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ شہد کی مکھیاں اور چونٹیاں آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور غیر مکھی یا چیونٹی کو اپنے چھتے یا بِل میں نہیں آنے دیتیں۔ ذرا غور کیجئے کہ پاک پروردگار کے علم میں کس قدر صورتیں اور شکلیں موجود ہیں جو ہرگز خزانہ وہم میں بھی نہیں سما سکتیں جلّ شانہٗ وعزّ برہانہٗ۔

اَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ۔ رات کو میرا مالک ایک اچھی صورت میں میرے پاس آیا (یہ قصہ خواب کا ہے آں حضرتؐ نے خواب میں پروردگار کو ایک جوان خوبرو وبے ریش وبروت کی صورت میں دیکھا۔ اہلِ حدیث کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ایک صورت ہے جو اپنے حسن وجمال میں بے نظیر بے مثال اور ناقابلِ بیان ہے اور اس کو قدرت و اختیار ہے کہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو۔)

ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن وہ ایک صورت میں جلوہ افروز ہوگا پھر دوسری صورت میں۔

اور جہمیہ اور معتزلہ نے صورت کا انکار کیا ہے اور حدیث کی یوں تاویل کی ہے کہ صورت سے صفت مراد ہے۔ بعض نے ایسی تاویل کی ہے جس پر ہنسی آتی ہے اور یہ تاویل کیا ہے بلکہ تحریف ہے انھوں نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اس وقت اچھی صورت میں تھا یعنی آں حضرتؐ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اچھی صورت میں تھا۔ غضب خدا کا ان تاویل کرنے والوں کو اس کا بھی خیال نہیں رہا کہ دوسری حدیث میں یوں صاف موجود ہے کہ "میں نے اپنے مالک کو ایک جوان خوبرو وبے ریش وبروت کی صورت میں دیکھا۔ اس کے سر پر کانوں تک بال تھے۔" کیا یہاں بھی آں حضرتؐ خود ہی کو مراد لیتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ان حدیثوں کا انکار کرنے والا زمخشری صاحبِ کشاف ہے۔ وہ تو اپنی تفسیر میں فحش باتیں ذکر کرکے اہلِ حدیث پر طعنہ کرتا ہے۔ ان بے وقوفوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو پھر آخرت میں اس کا دیدار کیونکر ہوگا اور آں حضرتؐ نے اللہ کو کیسے دیکھا۔ معاذ اللہ یہ بیوقوف صریح گمراہ ہیں اور اُلٹا جو لوگ ہدایت کے راستہ پر ہیں اور قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، ان کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

اَتَانِي رَبِّي فَوَضَعَ كَفَّهُ عَلٰى ظَهْرِي فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پروردگار میرے پاس آیا اس نے اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک پائی، پھر میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کو جان لیا (اللہ تعالیٰ نے اس خاص وقت میں آپ کے لئے سب کچھ ظاہر کر دیا جیسے حضرت ابراہیمؑ کو آسمانوں کی ملکوت بتلائی تھی۔

طیبی نے کہا عَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ جتنا آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلایا وہ میں نے جان لیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آسمان اور زمین کے سب چیزیں رتی رتی مجھ کو معلوم ہوگئیں، کیونکہ آپ کو فرشتوں کی تعداد اور ریت اور مٹی کے ذروں کا علم نہ تھا۔ ایسا علم

محیط تو بجز خداوند کریم کے کسی کو نہیں ہے اور بہت بیوقوف ہے وہ شخص جو آں حضرتؐ کو بھی عالم الغیب جانتا ہے بلکہ اس پر کفر کا خوف ہے۔ اور بے شمار آیتیں اور حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ علم غیب خاصۂ الٰہی ہے اور آں حضرتؐ کو غیب کا علم نہ تھا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ غیب کی جو باتیں اللہ تعالےٰ چاہتا ہے وہ انبیاء کرامؑ کو بتلا دیتا ہے اسی طرح پر آں حضرتؐ کو بھی غیب پر مطلع کیا تھا۔

خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی صورت پر بنایا (گویا آدمؑ کو اپنا مظہر بنایا، جب ہی تو اُن کو ساری مخلوقات کی سرداری عنایت فرمائی۔ بعضوں نے اِس حدیث کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ صُوْرَتِہٖ کی ضمیر آدمؑ کی طرف پھرتی ہے، یعنی آدم کو انہی کی صُورت پر بنایا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ابتدائی آفرنیش سے ایک ہی شکل پر تھے، یہ نہیں کہ پہلے نطفہ تھے پھر مُضغہ ہوتے اور انسانوں کی طرح۔ اِس سے دہریوں اور نیچریوں کا نظریہ باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں ہر انسان دوسرے انسان کے نطفہ سے بنا ہے اور ہر ایک انسان سے پہلے دوسرا انسان تھا اسی طرح قدم انواع اور قدم عالم کے قائل ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زمین اور آسمان ہمیشہ سے ہیں۔ یہ قول بالکل غلط بے بنیاد اور بے دلیل ہے۔ خود علم جیالوجی سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ زمین حادث ہے) اہلِ حدیث اس حدیث کی تاویل نہیں کرتے اور اس سے ظاہری معنیٰ ہی مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ایک خاص صورت ہے اور انسان اسی کا مظہر ہے۔ اور تاویل کرنے والوں کا قول دوسری روایت سے باطل ہو جاتا ہے جس میں صاف عَلٰی صورۃ الرحمان موجود ہے)۔

مجمع البحرین میں ہے کہ صُوْرَتِہٖ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی ہے جیسی بَیْتُ اللہ و رُوْحُ اللہ کی۔

امام محمد باقرؒ نے فرمایا عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی ایک اپنی بنائی ہوئی حادث صورت پر۔ اور امام رضاؒ سے منقول ہے۔ اُن سے کسی نے اِس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ لوگوں نے اِس حدیث کا ابتدائی حصہ الگ کر دیا ہے دراصل ہوا یہ تھا کہ آنحضرتؐ دو شخصوں کی طرف سے گزرے جو باہم گالی گلوج کر رہے تھے ان میں ایک شخص بول اُٹھا کہ اللہ تیرا مُنہ قبیح کرے۔ آپؐ نے یہ سُنکر فرمایا ارے خدا کے بندے ایسا مت کہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو اسی کی صورت پر بنایا تھا۔

صَوَّرَ اٰدَمَ فِی الْجَنَّۃِ۔ آدمؑ کی مورت بہشت میں بنائی (یعنی ان کی خاص شکل، ورنہ اُن کا ڈھانچہ تو زمین پر تیار ہوا تھا۔ پہلے کیچڑ تھا پھر کھنکھناتی خشک مٹی ہو گیا اس کے بعد مکہ اور طائف کے درمیان پڑا رہا۔ مدت کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کو بہشت میں منگا کر اور تکمیل صورت کر کے اس میں جان ڈالی۔

فَاِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ صُوْرَۃً دَخَلَ فِیْھَا (بہشت میں صورتوں کا ایک بازار ہوگا) جو شخص جس صورت کو پسند کرے گا وہ اس میں سما جائے گا (جیسے جن اور فرشتے دنیا میں جس صورت میں چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں)۔

فَیَاْتِیْھِمُ اللہُ فِیْ صُوْرَۃٍ غَیْرِ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ رَاَوْھَا مِنْ قَبْلُ۔ پھر پروردگار ان کے سامنے ایک ایسی صورت میں ظاہر ہوگا جو پہلی صورت سے جس میں اس کو پہلے دیکھ چکے تھے الگ ہوگی، اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، وہ کہیں گے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں تجھ سے (یہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کا امتحان لے گا اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہوگا اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ پہلے صورت ایک مخلوق ہوگی اللہ کی مخلوقات میں سے، اس نے صریح غلطی کی ہے۔ کیونکہ دوسری روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بار خود اللہ تعالیٰ ہی ظاہر ہوگا)۔

لَعَنَ اللہُ الْمُصَوِّرَ۔ اللہ تعالےٰ مورت بنانے والے پر لعنت کرے (یعنی جو جاندار کی مورت بنائے، نہ کہ درخت یا مکان یا مسجد یا روضہ یا پہاڑ کی، اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو حیوان کی صورت پر بنایا کرتے تھے تو آنحضرتؐ نے مطلقاً ہر جاندار کی مورت بنانے سے منع فرما دیا اِس خیال سے

کہ ایسا نہ ہو کہ رفتہ رفتہ لوگ پھر بت پرستی کرنے لگیں۔

لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ (محبت اور رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورت ہو، باقی محکوم فرشتے تو ہر جگہ جاتے ہیں جہاں ان کو حکم ہوتا ہے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اگر مورت ایسی جگہ پر ہو جس کی اہانت کی جاتی ہے جیسے فرش یا تکیہ پر تو وہ حرام نہ ہوگی۔ مگر رحمت کے فرشتے وہاں پر بھی نہ جائیں گے (یعنی وہ فرشتے جو اپنی خوشی سے اُلفتِ مومنین کی وجہ سے آتے جاتے رہتے ہیں) ۔

علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ حیوانات کی ہر طرح کی تصویر منع ہے خواہ مجسمہ کی شکل میں ہو، خواہ عکسی ہو جیسے فوٹو وغیرہ۔ بعض کا کہنا ہے کہ صرف مجسمہ منع ہے عکسی اور نقشی منع نہیں۔ اور مجسمہ میں سے بھی اکثر نے گڑیوں کو مستثنےٰ رکھا ہے جن سے بچے کھیلتے ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رض اوائل میں گڑیوں سے کھیلتیں آں حضرتؐ نے بھی ان کو کھیلتے دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔

لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَاتَصَاوِيْرُ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا ہو یا مورتیں ہوں (مُراد وہی فرشتے ہیں جو اپنی خوشی سے مومنین کے پاس آتے جاتے ہیں اور کتے سے مراد وہ کتا ہے جو بلا ضرورت پالا جائے۔ لیکن جو کتا کھیت یا ریوڑ کی حفاظت کے لئے یا شکار کے لئے رکھا جائے وہ منع نہیں ہے۔ اسی طرح وہ مورت جو ذلیل کی جائے جیسے فرش پر یا تکیہ پر ہو۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ مطلقاً جاندار کی تصویر سخت حرام ہے کپڑے پر ہو یا فرش پر یا روپے پر، اور گڑیوں کی مورت جو کپڑوں سے بنائی جاتی ہے بچوں کے لئے اس میں رخصت ہے اور بعض نے کہا ہے گڑیوں کی حدیث منسوخ ہے۔

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کی حکومت کی وجہ سے تصویر کا بہت رواج ہو گیا ہے، اور روپیہ، اشرفی اور پیسوں گویا ہر ایک سکہ پر یہاں تک کہ ڈاک کے ٹکٹ اور لفافوں پر اور تجارتی اشیاء کے ڈبوں پر فرنگی بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے۔ مگر یہ مورت سایہ دار نہیں تاثیا سارے جسم کی نہیں ہوتی اس میں صرف چہرہ اور سر اور سینہ بنا ہوتا ہے، اس سے مفر کی کوئی صورت نہیں، اس وجہ سے اکثر علماء کے نزدیک معاشی اور تمدنی ناگزیر ضروریات کے لئے کوئی قباحت نہیں، اور اگر بحالتِ نماز تصویری سکہ جیب وغیرہ میں موجود ہو تو نماز ہو جائے مگر کراہت میں شک نہیں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ نماز میں ایسے روپے پیسے اپنے ساتھ نہ رکھے۔ لیکن جو مورتیں حیوانوں کی بصورتِ مجسمہ ہوں بت کی طرح تو وہ بالاتفاق حرام اور منع ہے البتہ عکسی و نقشی منع نہیں۔ افسوس ہے کہ بعض جاہل مسلمان مجسم حیوانی مورتوں کو زینت کے لئے اپنے مکانوں میں رکھتے ہیں حالانکہ جہاں ایسی مورتیں رکھی ہوں وہاں جانا، نماز پڑھنا منع ہے اگر بغیر مجبوری کے ایسی جگہ پر نماز پڑھے گا تو نماز درست نہ ہوگی، البتہ عکسی اور نقشی تصاویر میں اختلاف ہونے کی وجہ سے زیادہ سختی نہیں ہے، لیکن مجسم جاندار کی مورت کا توڑ ڈالنا اور میٹ دینا لوازمِ اسلام میں سے ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے)۔

كَرِهَ اَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ۔ انسان کے منہ پر نشان کرنے کو آپ نے بُرا جانا (جیسے ہندوستان میں بعض لوگ غلام اور لونڈیوں کے مُنہ پر کوئی نشان کر دیتے ہیں، گودنا گود کر یا داغ دے کر یہ سب منع اور حرام ہے۔

نَهٰى عَنْ ضَرْبِ الصُّوْرَةِ وَالْوَسْمِ۔ داغ دینے سے اور صورت بنانے سے آپ نے منع فرمایا (انسان کو مطلقاً داغ دینا حرام ہے خواہ مُنہ میں ہو یا اور کہیں، اور جانوروں کو داغ دینا شناخت کے لئے دُرست ہے بشرطیکہ مُنہ پر نہ ہو (کیونکہ آنحضرتؐ نے زکوٰۃ کے جانوروں پر داغ دیا) ۔

يَطْلُعُ مِنْ تَحْتِ هٰذَا الصَّوْرِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْبَكْرٍ۔ ان کھجور کے درختوں میں سے ایک شخص نکلے گا جو بہشتی ہے۔ پھر ابوبکر صدیق رض وہاں سے نکلے (تو معلوم

ہو آپ بہشتی ہیں) نہایہ میں ہے کہ:

صَوْرٌ۔ کھجور کے درختوں کا جھنڈ اور اس کا مفرد اس کے لفظ کا نہیں ہے۔ اس کی جمع صِیْرَانٌ آتی ہے۔

اِنَّهٗ خَرَجَ اِلٰی صَوْرٍ بِالْمَدِیْنَةِ۔ آں حضرتؐ مدینہ میں چند کھجور کے درختوں کی طرف نکلے۔

اِنَّهٗ اَتٰی اِمْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَفَرَشَتْ لَهٗ صَوْرًا وَّ ذَبَحَتْ لَهٗ شَاةً۔ آنحضرتؐ انصار کی ایک عورت کے پاس آئے اس نے کھجور کے درختوں میں آپ کے لئے بستر بچھایا اور ایک بکری آپ کے لئے کاٹی۔

اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ بَعَثَ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَاَحْرَقَا صَوْرًا مِنْ صِیْرَانِ الْعُرَیْضِ۔ ابو سفیان نے اپنے لوگوں میں سے دو آدمی بھیجے، انھوں نے عریض کے باغوں میں سے ایک باغ (کھجور کے درختوں کا) جلادیا۔

وَتُرَابُهَا الصُّوَارُ۔ بہشت کی مٹی مشک ہے۔

صُوَارٌ یا صِوَارٌ۔ مشک یا نافۂ مشک (اس کی جمع اَصْوِرَةٌ آتی ہے)۔

تَعَهَّدُوا الصِّوَارَیْنِ فَاِنَّهُمَا مَقْعَدُ الْمَلَكِ ہونٹ کے دونوں کناروں کو جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں) صاف پاک رکھو، ان کی صفائی کا خیال رکھو دونوں پر فرشتوں کی بیٹھک ہے (یعنی لکھنے والے فرشتے وہیں بیٹھ کر تمام اقوال اور اعمال لکھتے ہیں)۔

كَانَ فِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ صَوَرٍ۔ آپ کی چال میں ذرا ایک طرف جھکاؤ تھا (یعنی جب زور سے جلدی چلتے تو ایک طرف ذرا جھکے ہوتے، یہ نہیں کہ پیدائشی آپؐ میں جھکاؤ تھا)۔

تَنْعَطِفُ عَلَیْهِمْ بِالْعِلْمِ قُلُوْبٌ لَا تَصُوْرُهَا الْاَرْحَامُ (حضرت عمرؓ یا حسن بصریؒ کا قول ہے کہ) علم کی وجہ سے عالموں پر دل ایسے مائل ہوجاتے ہیں کہ رشتہ داری اور قرابت بھی ان کو ایسا مائل نہیں کرتی۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ یا امام حسن بصریؒ کے زمانہ کا حال ہوگا۔ جب لوگ دین کے عالموں کی قدر کرتے اُن سے محبت رکھتے ہوں گے۔ مگر ہمارے اِس زمانہ میں تو جہل کی ایسی گرم بازاری ہے کہ لوگ عالموں سے بجائے محبت اور اُلفت کے عداوت اور دشمنی رکھتے ہیں اور اکثر لوگ جو کچھ بھی علم رکھتے ہیں، وہ ایسے بے وقوف اور احمق ہوگئے ہیں کہ ایک مسئلہ کی مخالفت سے ایک بڑے عالم کے دشمن بن جاتے ہیں، اس کے علم و فضل کا کچھ خیال نہیں رکھتے، سب سے زیادہ آفت دکن میں ہے یہاں تو یہ مصرع صادق آتا ہے:

"اَلْجَاهِلُوْنَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَاءٌ"

جاہل ہمیشہ علم والوں کے دشمن ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عالم لوگ جاہل امیروں، نوابوں اور حاکموں پر مخلصانہ تنقید کرتے ہیں جاہلوں کی طرح ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے اور ان کی غلطیوں میں ساتھ نہیں دیتے، یہ اور اِس قسم کی دوسری وجوہ ہوتی ہیں جن کو وہ برداشت نہیں کرسکتے اور اُن کے دشمن ہوجاتے ہیں۔

اِنِّیْ لَاُدْنِی الْحَائِضَ مِنِّیْ وَمَا بِیْ اِلَیْهَا صَوْرَةٌ۔ میں حائضہ عورت کو اپنے نزدیک کرلیتا ہوں، لیکن مجھ کو شہوت نہیں ہوتی (یہ خواہش نہیں ہوتی کہ حیض کی حالت میں اس سے جماع کروں)۔

كَرِهَ اَنْ یَّصُوْرَ شَجَرَةً مُّثْمِرَةً۔ میوہ دار درخت کو جھکانا (اس طرح کہ درخت کو نقصان پہنچے) بُرا جانا۔ (بعض نے اس طرح ترجمہ کیا ہے کہ، میوہ دار درخت کا کاٹنا ناپسند کیا)

حَمَلَةُ الْعَرْشِ كُلُّهُمْ صُوْرٌ۔ اللہ تعالےٰ کا تخت اُٹھانے والے فرشتے سب گردن کج ہیں (وزن کی وجہ سے)۔

صُوْرٌ۔ یہ جمع ہے اَصْوَرُ کی۔ یعنی جس کی گردن ایک طرف مڑی ہوئی ہو)۔

صُوْرٌ۔ نرسنگا، قرنا۔ (جس کو حضرت اسرافیل پھونکیں گے قیامت کے قریب اور دوسری بار حشر کے لئے)۔

بعض نے کہا صُوْرٌ جمع ہے صُوْرَةٌ کی یعنی مُردوں

کی صُورتوں میں پھونک ماریں گے وہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

یَتَصَوَّرُ الْمَلَكُ عَلَى الرَّحِمِ۔ فرشتہ ماں کی بچہ دانی پر گرتا ہے (عرب لوگ کہتے ہیں کہ:

ضَرَبْتُهُ ضَرْبَةً تَصَوَّرَ مِنْهَا میں نے اس کو ایسی مار لگائی کہ وہ گر گیا)(ایک روایت میں یَتَسَوَّرُ ہے یعنی بچہ دان پر اُترتا ہے۔

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الصُّوْرَةَ مُحَرَّمَةٌ۔ تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ مُنہ پر مارنا حرام ہے (مُنہ کی حرمت کرنا چاہئے اگر کسی چھوٹے کو بطور تنبیہ مارنا ضروری ہو جائے تو چہرے پر نہ مارے بلکہ گردن پیٹھ اور پاؤں پر مار سکتا ہے)۔

مترجم کہتا ہے بعض مدارس کے مُلّا جو بچوں کے مُنہ پر طمانچہ مارتے ہیں، وہ جاہل اور بیوقوف ہیں انھیں تربیت کرنے کی ضرورت ہے ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

ایسے ہی مُلّاؤں کی شان میں ہے۔

یَجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا۔ اللہ تعالےٰ ہر مُورت کو جو اس نے (دنیا میں) بنائی تھی ایک جان دے گا (اور وہ اپنے بنانے والے کو عذاب کرتی رہے گی۔) (مجمع البحار میں ہے، اگر کوئی مورت پُوجا کرنے کے لئے بنائے تو وہ کافر ہے اس کو دو گنا عذاب ہوگا ایک تو کفر پر دوسرے مُورت بنانے پر۔)

بعض نے کہا جب مُورت بنانے والا اللہ کی پیدائش کی مُشابہت کی نیت کرے تو وہ بھی کافر ہے البتہ اگر عبادت کی نیت ہو، نہ اللہ کی پیدائش کی مشابہت کی نیت، تو وہ فاسق ہے۔

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ پھر مونہہ کی شکلیں اچھی بنائیں۔

فَاضْطَجَعْنَا فِيْ صَوْرٍ مِّنَ النَّخْلِ۔ ہم کھجور کے درختوں کے ایک قطعہ میں لیٹ رہے۔

اِنَّ قَوْمًا مِّنَ الْعِرَاقِ يَصِفُوْنَ اللّٰهَ بِالصُّوْرَةِ وَالتَّخْطِيْطِ يَعْنِي الْجِسْمَ وَهٰؤُلَاءِ الْمُجَسِّمَةُ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ۔ عراق کے کچھ لوگ اللہ تعالےٰ کے لئے صورت اور خط و خال (یعنی مخلوقات کی طرح اس کو جسم (گوشت پوست خون سے مرکب) قرار دیتے ہیں، یہی لوگ مجسمہ ہیں ان پر لعنت ہے۔

مترجم کہتا ہے مجسمہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی طرح گوشت پوست اور خون سے مرکب ایک جسم قرار دیتے ہیں، جیسے محمد بن کرام کا خیال تھا۔ لیکن اہلِ حدیث نہ مجسمہ ہیں نہ معطلہ بلکہ بین بین ہیں جو اہلِ حق کا طریق ہے، یعنی جو صفات اور الفاظ اللہ تعالےٰ کے لئے قرآن و حدیث میں وارد ہیں اُن کو بے چون و چرا تسلیم کرتے ہیں اور اس کو مخلوقات کی مشابہت سے پاک جانتے ہیں۔ اب رہا جسم کا لفظ تو قرآن یا حدیث میں یہ لفظ اللہ کے لئے وارد نہیں ہے، اس لئے جیسے اللہ تعالےٰ کو جسیم کہنا بے اصل ہے ویسے ہی یہ کہنا بھی باطل ہے کہ وہ جسیم نہیں ہے۔ ہمارے متکلمین ایک گڑھے سے نکل کر دوسرے گڑھے میں گر پڑے، یعنی تشبیہ سے بھاگے تو تعطیل میں پڑ گئے، اور اللہ تعالےٰ کو معدوم کی صفات سے موصوف کیا۔ یعنی یوں کہنے لگے کہ، نہ وہ کسی جہت میں ہے نہ مکان میں، نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جسم اور حیز رکھتا ہے، نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ داہنے ہے نہ بائیں، نہ اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ معدوم کی بھی یہی صفت ہے تعالی اللہ عمّا یقول الظالمون علوا کبیرا۔ شرح مواقف میں ہے کہ جو کوئی اس طرح کہے، اللہ ایک جسم ہے پر نہ دوسرے اجسام کی طرح، اس کے ساتھ نزاع لفظی ہو جائے گا۔ یعنی ایسا کہنے سے وہ کافر نہ ہوگا، کیونکہ جسم سے مراد اس کی موجود ہے اور اللہ تعالےٰ کا موجود ہونا بالاتفاق مسلّم ہے۔ میں کہتا ہوں اہلِ حدیث کے نزدیک اللہ کی تنزیہ اتنی ہی شرعی ہے، جو قرآن و حدیث میں وارد ہے۔ مثلاً نہ وہ جنا گیا ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اس کے مثل کوئی دوسرا نہیں، وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے، لیکن اس کا مکان عرش معلےٰ پر ہے اور اُس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے وہ جہت فوق میں ہے، جہاں چاہے وہاں جا سکتا ہے اوپر چڑھتا

ہے اور نیچے اترتا ہے کلام کرتا ہے ہنستا ہے اور تعجب کرتا ہے، یہ سب صفات اس کی قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں اور جن لوگوں نے ان صفات سے بھی اس کی تنزیہ کی ہے وہ نادان اور کم علم ہیں۔

مَابَیْنَ الصَّوْرَیْنِ اِلَی الثَّنِیَّۃِ۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان گھاٹی تک (مراد مدینہ کے دو پہاڑ ہیں عائر اور عیر)۔

صُوْصٌ۔ بخیل، جو تنہائی کی جگہ پر اترے اور چھپ کر اکیلا ہی کھالے۔ تاکہ کسی مہمان کی نظر اس پر نہ پڑے۔

اَصُوْص۔ موٹی اور توانا اونٹنی۔

صُوْص۔ مرغی کے چوزوں کو بھی کہتے ہیں۔

صُوْصَۃ۔ خراب تیل۔

صَوْعٌ۔ ایک کے پیچھے ایک جانا۔

صَاعَ الشَّیْءَ۔ صاع سے ماپا، جدا کیا، ڈرایا، گھبرایا۔

تَصْوِیْعٌ۔ داہنے بائیں پھرانا، پرکار کا گھمانا۔

صَاعٌ۔ مشہور پیمانہ ہے (جیسے ہندوستان میں پائلی۔ آں حضرتؐ کا صاع چار مُد کا تھا یعنی کچھ کم اڑھائی سیر وزن میں ہندوستان کے وزن سے اور اہلِ کوفہ اور عراق کا صاع آٹھ مُد کا ہوتا ہے یعنی چار سیر ساڑھے چار سیر کا)۔

اِنَّہٗ کَانَ یَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَیَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔ آنحضرتؐ ایک صاع پانی سے غسل کر لیتے (حالانکہ آپؐ کے سر پر بہت بال تھے) اور ایک مُد پانی سے وضو کر لیتے۔ مُد ایک رطل عراقی اور تہائی رطل کا ہوتا ہے (یعنی آدھا سیر سے کچھ زیادہ)۔

اَصْوُعٌ اور اَصْوُعٌ۔ صاع کی جمع ہے۔

اَعْطٰی عَطِیَّۃَ بْنَ مَالِکٍ صَاعًا مِّنْ حَرَّۃِ الْوَادِیْ۔ میدان کی زمین میں سے آں حضرتؐ نے عطیہ بن مالک کو ایک صاع تخم بونے کے موافق زمین دی (یعنی جتنی زمین میں ایک صاع غلہ کا بیج بو سکتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ صاع سے ہموار اور نرم زمین مراد ہے)۔

کَانَ اِذَا اَصَابَ شَاۃً مِّنَ الْغَنَمِ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ عَمِدَ اِلٰی جِلْدِھَا فَجَعَلَ مِنْہُ جِرَابًا وَاِلٰی شَعْرِھَا فَجَعَلَ مِنْہُ حَبْلًا فَیَنْظُرُ رَجُلًا صَوَّعَ بِہٖ فَرَسُہٗ فَیُعْطِیْہِ۔ حضرت سلمان فارسیؓ جب دار الحرب (کافروں کے ملک) میں کوئی بکری لوٹ میں پاتے تو اس کی کھال کا توشہ دان بناتے، مجاہدین کا کھانا اس میں رکھا جاتا) اور اس کے بالوں کی رسّی بٹتے، پھر دیکھتے جس شخص کا گھوڑا اِدھر اُدھر پھرتا (شوخی اور شرارت کرتا) اس کو (وہ رسّی) دیدیتے۔

وَانْصَاعَ مُدْبِرًا۔ جلدی سے پیٹھ موڑ کر بھاگا۔

کَانَ صَاعُ النَّبِیِّ خَمْسَۃَ اَمْدَادٍ۔ آں حضرتؐ کا صاع پانچ مُد کا تھا (یہ روایت امامیہ کی ہے اور شاذ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا صاع چار مُد کا تھا۔ جیسے اسی صفحہ کی سطورِ بالا میں بیان کیا گیا ہے)۔

صُعْتُہٗ فَانْصَاعَ۔ میں نے اس کو علیحدہ علیحدہ کیا وہ علیحدہ علیحدہ ہو گیا۔

تَصَوُّعٌ۔ علیحدہ علیحدہ ہونا۔

فَانْصَاعَ بِہٖ سَحَابُہٗ۔ اس کا ابر جا بجا پھیل گیا۔

صُوَاعٌ اور صِوَاعٌ۔ ماپنے کا پیمانہ۔

صَوْغٌ۔ زمین میں جذب ہو جانا، ڈھالنا، تیار کرنا، ہضم ہونا

اِنْصِیَاغٌ۔ ڈھلنا، تیار ہونا۔

صَایِغٌ۔ ڈھالنے والا، گلانے والا۔ سُنار وغیرہ۔

صَاغَۃٌ اور صُیَّاغٌ۔ یہ صَایِغٌ کی جمع ہے۔

ھُمَا صَوْغَانِ۔ وہ دونوں ایک سانچہ کے ڈھلے ہوئے ہیں (یعنی ایک دوسرے کی نظیر ہیں)۔

صَوَّاغٌ۔ جھوٹا، باتیں بنانے والا۔

صِیْغَۃ اور مُصَاغ۔ زیور۔

وَاعَدْتُ صَوَّاغًا مِّنْ بَنِیْ قَیْنُقَاعٍ۔ میں نے بنی قینقاع کے ایک سُنار سے وعدہ کیا (ٹھیرایا کہ میں اس کو سونا صاف کرنے کی گھانس لا کر دوں گا، سُنار درہم دے گا جن سے میں حضرت فاطمہؓ کا ولیمہ کروں گا)۔

أَكْذَبُ النَّاسِ الصَّوَّاغُونَ۔ سنار بڑے جھوٹے ہوتے ہیں (کوئی چیز وعدہ پر نہیں دیتے۔ بعض نے کہا ہے صَوَّاغُونَ سے باتیں بنانے والے، چرب زبان مراد ہیں۔ ایک روایت میں صَيَّاغُونَ ہے معنی وہی ہیں)۔

قِيلَ لَهُ خَرَجَ الدَّجَّالُ فَقَالَ كِذْبَةٌ كَذَبَهَا الصَّوَّاغُونَ۔ لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا، دجّال نکل آیا، اُنھوں نے کہا جھوٹ ہے بننے والوں نے بٹ لیا ہے۔

لَا تُسَلِّمْهُ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا۔ بچہ کو حجّام اور سُنار اور قصّاب کے سُپرد مت کر (یہ پیشے مت سکھا) کیونکہ سُنار جھوٹ بولا کرتے ہیں اور حجّام اور قصّاب خون کی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے، دوسرے حجام پچھنے لگانے والا، اسی طرح قصّاب دونوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں)۔

يَدْخُلُ صَوْغًا وَيَخْرُجُ سُرُحًا۔ کھانے طرح طرح کی صنعت سے (بہت سے طریقوں سے تیار کئے ہوئے) پیٹ میں جاتے ہیں اور پھر جلد ہی پاخانہ کی راہ سے نکل جاتے ہیں۔ (ایک صاحب پاخانہ کے قریب سے گزرے تو کراہت و ناگواری کے سبب ناک بند کرنے لگے۔ پاخانے نے بزبان حال کہا ابھی چند ساعت بیشتر تم نے مجھ کو کیسے کیسے عمدہ اور لطیف برتنوں میں نکالا، اور کیسی رغبت سے مجھ کو اپنے حلق میں ڈالا۔ تھوڑی دیر جو میں تمہارے ساتھ رہا، تو تم مجھ سے نفرت کرنے لگے، یہ تمہاری صحبت کی تاثیر ہے۔ خود اپنے سے نفرت کرو۔)

صَاغَهُ اللّٰهُ صِيَاغَةً حَسَنَةً۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو اچھی شکل میں ڈھالا۔

صَوْفٌ۔ بال نکلنا، نشانہ سے ہٹ جانا، مائل ہونا۔

صَوَفٌ۔ بہت بالوں کا ہونا۔

تَصْوِيفٌ۔ صوفی بنانا۔

إِصَافَةٌ۔ ہٹا دینا۔

تَصَوُّفٌ۔ صوفی ہو جانا۔

صُوفِيٌّ۔ وہ درویش جو اللہ کی یاد میں مستغرق ہو دنیا و مافیہا کا خیال نہ رکھے (یہ صُوف سے نکلا ہے کیونکہ صوفیا لوگ "صُوف" یعنی بکری وغیرہ کے اون کا لباس پہنتے تھے۔ بعض نے کہا ہے سُوفُوس سے جو ایک یونانی لفظ ہے بمعنی حکمت۔ بعض نے کہا صُوفِيٌّ اصل میں صُفِّيٌّ تھا یعنی اصحاب صُفّہ میں سے جو مسجدِ نبوی میں سائبان کے اندر متوکلانہ زندگی گزار رہے تھے، اِس لفظ میں ایک فا کو واؤ سے بدل دیا۔) تَصَوُّف کے معنی صوفیہ نے مختلف بیان کئے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ تصوّف کے معنی مخلوقات سے قطع تعلق کرنا اور اللہ تعالےٰ کی یاد میں غرق ہو جانا۔ یہ طریقہ مسلمانوں نے نصاریٰ کے راہبوں اور درویشوں سے سیکھا ہے ورنہ اسلام میں اس قسم کا تصوف آں حضرتؐ اور صحابۂ کرامؓ سے ثابت نہ تھا، وہ دُنیا اور دین دونوں کے لئے مسلمانوں کو تیار کرتے تھے۔ البتہ اگر تصوّف کے معنی یہ لئے جائیں کہ ہر کام پر اللہ پر بھروسہ رکھنا اور شریعت کی پیروی کرنا تو اس معنی میں خود آں حضرتؐ اور تمام صحابۂ کرام صوفی تھے اور یہی صحیح تصوف ہے۔ اور جو کوئی خود کو صوفی کہہ کر شریعت کے خلاف کرتا ہے، وہ ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں کی طرح یا نصاریٰ کے مانک (MONK) اور نن (NUN) کی طرح ایک فقیر ہے اس کو ولی ہرگز نہیں کہیں گے، ولایت بغیر از اتباعِ شریعت ممکن نہیں)۔

مُتَصَوِّفٌ۔ جو صوفیوں کی مشابہت کرے لیکن صوفی نہ ہو (جیسے ہمارے زمانے میں خصوصاً دکن کے فقرا اور مشائخین ہیں دعوے تو بڑے بڑے مگر اندر بالکل خالی۔ ان کو درویشی کی ہوا بھی نہیں لگی۔ جاگیر اور منصب اور تنخواہ اور یومیہ حاصل کرنے کے لئے دنیا داروں کے گھروں پر مارے پھرتے ہیں، خوشامد اور ضمیر فروشی ان کا شیوہ ہو گیا ہے۔ معاذ اللہ ایسے درویشوں اور مشائخوں سے عام دنیادار کہیں اچھے ہیں)۔

قَالُوا فَالصُّوفُ۔ اُنھوں نے کہا پھر بالوں کا کیا حکم ہے

فرمایا ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی لکھی جائے گی۔

لَا تَسْجُدْ عَلَى الصُّوفِ۔ بالوں پر سجدہ مت کر (یہ امامیہ کی روایت ہے)۔

صَوْقٌ۔ ہانکنا۔

تَصَوُّقٌ۔ لتھڑ جانا۔

صَاقٌ۔ بمعنی ساق۔

صَوْقَعَةٌ۔ مارنا، یا سر پر مارنا، چندیا۔

صَوْكٌ۔ چپک جانا۔

تَصَوُّكٌ۔ لتھڑ جانا۔

مَا بِهٖ صَوْكٌ وَلَا بَوْكٌ۔ وہ حرکت ہی نہیں کرتا۔

صَوْكٌ۔ نطفہ کو بھی کہتے ہیں۔

صَوْلٌ۔ حملہ کرنا، غلبہ کرنا (جیسے صِيَالٌ اور صُؤُوْلٌ اور صَيَلَانٌ اور صَالٌ اور مَصَالَةٌ ہے۔

تَصْوِيْلٌ۔ پانی سے نکالنا، جھاڑنا۔

صَؤُوْلٌ۔ نر جو مادہ پر حملہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ۔ یا اللہ تیری ہی مدد اور توفیق سے میں بچتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں دشمن پر حملہ کرتا ہوں۔

اِنَّ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ مِنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ كَانَا يَتَصَاوَلَانِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ۔ یہ دونوں انصار کے قبیلے اوس اور خزرج آں حضرتؐ کے ساتھ ایسے حملے کیا کرتے تھے جیسے دو نر اونٹ حملہ کرتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ ان دونوں قبیلوں میں رقابت تھی اگر ان میں سے ایک کوئی بڑا کام کرتا، تو دوسرا بھی ویسا ہی ایک کام بجا لاتا)۔

فَصَامِتُ صَمْتَةٍ اَنْفَذُ مِنْ صَوْلِ غَيْرِهٖ۔ ایک شخص کی خاموشی دوسرے کے حملہ سے زیادہ مجھ پر اثر کرتی ہے۔

صَوْمٌ۔ کھانے پینے بات کرنے اور جماع کرنے سے باز رہنا، خواہ عبادت کی نیت سے ہو یا اور کسی غرض سے۔ اور شرع میں روزہ رکھنا جو مشہور ہے۔

تَصْوِيْمٌ۔ روزہ رکھانا۔

صَوَامٌ۔ خشک زمین۔

صَوْمُ الْوِصَالِ۔ ملے کے روزے رکھنا (یعنی دو دو، تین تین دن برابر نہ کچھ کھانا نہ پینا۔

صَوْمُكُمْ يَوْمَ تَصُوْمُوْنَ۔ تمہارا روزہ اُس دن صحیح ہوگا (تم کو روزے کا ثواب مل جائے گا) جس دن تم روزہ رکھو (گو تم سے خطا ہو جائے۔ مثلاً تیسواں روزہ رکھا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس دن عید تھی، یا انتیسویں شعبان کو روزہ رکھا پھر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا غرّہ تھا، تو نہ ان پر قضا لازم آئے گی، نہ گناہ ہوگا۔ اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ عید الفطر اسی دن ہے جس دن تم افطار کرو اور بقر عید اسی دن ہے جس دن تم قربانی کرو اور عرفہ اسی دن ہے جس دن تم عرفات میں وقوف کرو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان تاریخوں میں غلطی سے تقدیم یا تاخیر ہو جائے تو کچھ ضرر نہ ہوگا)۔

لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ۔ (جس نے مسلسل روزے رکھے اس نے) نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ (یعنی اس کو روزے کا ثواب نہ ملے گا کیونکہ اُس نے طریقۂ سنت کے خلاف کیا۔ سنت طریقہ تو یہ تھا کہ کبھی روزہ رکھتا کبھی افطار کرتا، جس طرح آں حضرتؐ کیا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا یہ بد دعا ہے اس کے لئے کیونکہ ایسا کرنے والا ایام ممانعت میں بھی روزہ رکھے گا۔ حالانکہ بعض معیّنہ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ بعض نے کہا، اگر ایام ممانعت کو چھوڑ کر اگر باقی پورے سال روزے رکھے تو منع نہیں ہے کیونکہ آں حضرتؐ نے حمزہ بن عمرو کو اس کی اجازت دی۔ اور کئی صحابہؓ اور تابعین سے ایسا منقول ہے۔ بہر حال افضل یہی ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے، تاکہ نفس کو روزے کی عادت نہ ہو جائے ورنہ اس کو روزے میں کوئی مشقت اور تکلیف نہ رہے گی اور ثواب تو مشقت اور تکلیف اٹھانے سے ملتا ہے)۔

فَاِنِ امْرَأٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا گالی گلوچ کرے اور وہ روزہ دار ہو تو کہدے (بھائی) میں روزہ دار ہوں (یہ کہہ کر اس سے پیچھا چھڑائے یہ نہیں کہ روزے کی حالت میں لڑنے لگے یا سب و شتم پر اتر آئے ایسے روزہ دار کو جو روزے کے تقاضوں کو پورا نہ کرے روزہ کا ثواب کیسے مل سکتا ہے)۔

بعضوں نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خود اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں روزہ دار ہوں، اور ظلم و زیادتی کرنے والے کو کچھ نہ کہے۔

اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ۔ جب کوئی تم میں سے کھانے کے لئے بلایا جائے (اور کھانا سامنے آئے) تو کہدے میں روزہ دار ہوں (تاکہ میزبان کو اس کے نہ کھانے کی وجہ سے رنج نہ ہو۔ اگر نفل روزہ ہو اور میزبان اصرار کرے، تو روزہ توڑ دینا بھی درست ہے)۔

كَانَ يُجِيْبُ الدَّعْوَةَ وَهُوَ صَائِمٌ۔ آنحضرتؐ روزہ دار ہوتے تب بھی دعوت میں جاتے (یہ آپ کا حُسنِ خلق تھا۔ سبحان اللہ تعالےٰ)۔

مَنْ مَّاتَ وَهُوَ صَائِمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ۔ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ فرض روزے ہوں، تو اس کا وارث یا رشتہ دار اس کے بدل اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ (اہلِ حدیث کا یہی قول ہے، اسی طرح حج بھی اس کی طرف سے اس کا وارث یا رشتہ دار ادا کر سکتا ہے۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جسمانی عبادات کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ اہلِ حدیث کا مذہب صحیح ہے کہ ہر قسم کی عبادت خواہ مالی ہو یا بدنی میت کو اس کا ثواب پہنچنے کا اعتقاد رکھتے ہیں)۔

مترجم کہتا ہے کہ قرات قرآن یا دعا یا صدقہ سب کا ثواب میت کو پہنچا سکتے ہیں۔ البتہ قرآن خوانی کے لئے سوم یا چہلم یا دہم میں لوگوں کو جمع کرنے کی کوئی اصلیت احادیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی یہ رسم عہدِ رسالت یا عہدِ صحابہ میں تھی۔

كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ۔ آں حضرتؐ پورے شعبان میں روزے رکھتے (یعنی شعبان کے اکثر دنوں میں۔ کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے پورے مہینے کے روزے بجز رمضان کے نہیں رکھے)۔

وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ۔ دو دن (عید الفطر اور عید الاضحےٰ) میں روزہ جائز نہیں ہے۔

اَلصَّوْمُ لِيْ۔ روزہ ایسی عبادت ہے جو خاص میرے لئے کی جاتی ہے (کیونکہ اس میں ریا کو دخل نہیں ہے۔ آدمی تنہائی میں جو کھانے پینے اور جماع سے باز رہتا ہے، وہ خالص خداوند کریم کی رضامندی کے لئے کرتا ہے ورنہ عین ممکن ہے کہ خفیہ طور سے کھا پی لے اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ میں روزہ دار ہوں۔ دوسری عبادات میں یہ صورت نہیں اُن میں ریا اور دکھاوٹ ہو سکتی ہے)۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصَّوْمَ۔ ہر نیک کام میں نفس کو بھی حظ مل سکتا ہے (نیک کام کی وجہ سے لوگوں میں اس کی تعریف ہو سکتی ہے) مگر روزے میں (کہ وہ خالص خدا کے لئے ہوتا ہے)۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ مطلب ہے کہ، جس قدر اعمالِ صالحہ ہیں وہ بندوں کے اوصاف اور ان کی صفات ہیں۔ مگر روزہ نہ کھانا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے کیونکہ نعوذ باللہ نہ اللہ تعالیٰ کھاتا ہے نہ پیتا اور جماع کرتا ہے۔

سَاَلْتُهٗ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ رجب میں روزے رکھنا کیسا ہے (انھوں نے کہا سنت نہیں بلکہ رجب اور دوسرے مہینوں کی طرح ہے۔ البتہ حرام مہینوں میں روزہ رکھنے کی ترغیب دوسری حدیث میں وارد ہے اور رجب بھی ان میں شامل ہے)۔

اَمَرَ بِصِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا (اس لئے کہ اگر خدا قبول کرے تو عام حالات میں

ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے تو گویا ہر مہینے میں تیس روزوں کا ثواب ملا۔ ان روزوں کے لئے کوئی تاریخ معین نہیں ہے، بعض نے کہا یہ روزے ایام بیض میں رکھنا مستحب ہے جیسے کہ دوسری روایت میں ہے یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں میں۔ بعض نے کہا مہینے کے شروع میں رکھنا مستحب ہے اور صحیح تو یہ ہے کہ جس عشرہ اور تاریخوں میں رکھے گا اس کو ثواب مل جائے گا)۔

مَا رَاَیْتُہٗ صَائِمًا فِی الْعَشْرِ۔ میں نے آں حضرتؐ کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں روزہ دار نہیں دیکھا (حالانکہ عشرۂ ذی الحجہ میں روزے رکھنا مستحب ہے۔ راوی نے دیکھا نہ ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ ذی الحجہ کے نو دنوں میں (یعنی غرہ سے نویں تک) اور عاشورہ کے دن اور ہر مہینے کے تین دنوں میں روزے رکھتے)۔

لَا یَصُوْمَنَّ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا یَوْمًا قَبْلَہٗ۔ کوئی تم میں سے اکیلا جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر اس طرح کر سکتا ہے کہ جمعہ سے ایک دن پہلے (یعنی پنجشنبہ) کو بھی روزہ رکھے (تو جمعرات اور جمعہ کو دو روزے ملا کر رکھ سکتا ہے (اکیلا جمعہ کا روزہ اس لئے منع ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا، کپڑے بدلنا، نماز کے لئے جانا یہ سب کام انجام دینے ہیں شاید روزے کی وجہ سے ان میں خلل پڑ جائے۔ اور جب جمعرات کو بھی روزہ رکھا تو ذرا عادت ہو جائے گی اور جمعہ کا روزہ شاق نہ گزرے گا بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ جمعرات کا روزہ اس خلل کا کفارہ ہو جائے گا جو روزہ کی وجہ سے جمعہ کی عبادات میں واقع ہو جائے اور بات یہ بھی ہے کہ آں حضرتؐ کے عہد میں لوگ دو دو تین تین کوس دور مدینہ کے اطراف سے اور دیہات سے نمازِ جمعہ کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوتے، اِن حالات میں آپؐ نے جمعہ کے اکیلے روزہ کو منع فرما دیا، تاکہ ایسے لوگوں کو دور تک چلنے کی اور نماز اور خطبہ میں شریک ہونے کی بخوبی طاقت رہے۔ لیکن اگر کسی شخص کو جمعہ کی عبادات اور وظائف میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو، تو وہ جمعہ کو روزہ رکھ سکتا ہے)۔

بَابُ صَوْمِ یَوْمِ النَّحْرِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰہُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَہَی النَّبِیُّ صلعم عَنْ صَوْمِہٖ۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا، اگر کسی شخص نے یوم النحر کو روزہ رکھنے کی نذر کی۔ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے تو نذر پورا کرنے کا حکم دیا ہے (فرمایا ولیوفوا نذورھم) اور آں حضرتؐ نے یوم النحر کو روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے (بس اسی قدر جواب دیا اور صاف حکم نہیں دیا کہ نذر پوری کرنے کے لائق نہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی احتیاط تھی۔ فتویٰ دینے میں صحابہؓ کا یہی طرز تھا کیونکہ فتویٰ دینے میں وہ نہایت ڈرتے تھے خیال کرتے تھے کہ کہیں السیانہ ہو غلطی ہو جائے۔ اور مواخذہ دار ہوں۔ ہمارے زمانہ میں اکثر نیم ملاؤں نے فتویٰ دینا بڑے فخر کی بات سمجھ رکھا ہے اور وہ عموماً بلا تأمل اور بے غور و فکر ہر مسئلہ میں فتویٰ دے دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ اور موجب مواخذۂ اخروی ہے۔ ہمارے اماموں نے کہ جن کے کمالِ علم و فضل میں کوئی شبہ نہیں، جیسے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک اور دوسرے ائمہ ہیں۔ ان حضرات نے بہت سے مسائل میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور یہ بعض کل کے چھوکرے نادان علولی ماشقتم کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس حدیث پر نظر کرنا چاہیے— اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار)۔

صَامَہٗ۔ آپؐ نے عاشورہ کا روزہ رکھا (یہ روزہ آپ پہلے سے یعنی مدینہ میں ہجرت کرنے سے پہلے کہیں بھی رکھا کرتے تھے۔ پھر مدینہ میں بھی شروع شروع میں رکھا کرتے تھے، اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو فرمایا کہ اب عاشورہ کا روزہ فرض نہیں رہا جس کا جی چاہے رکھے، جس کا جی چاہے نہ رکھے)۔

لَا فَوْقَ صَوْمِ دَاؤُدَ۔ حضرت داؤدؑ کے روزے سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں (ایک روز آپ روزہ رکھتے اور ایک روز ناغہ کرتے۔ یہ نفس پر بہت شاق ہے نہ روزہ کی عادت ہوتی ہے نہ افطار کی)۔

كَانَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْأَحَدَ۔ آنحضرتؐ ہفتہ اور اتوار کو روزہ رکھتے (اور کبھی دوسرے ایام، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو بھی)۔

مَنْ صَامَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ جو شخص جہاد کی حالت میں روزہ رکھے یا خالص اللہ کی رضامندی کے لئے روزہ رکھے۔

أَصُومُ ثَلٰثَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلُهَا الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسُ۔ مجھ کو حکم دیتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور شروع پیر یا جمعرات سے کروں۔

إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا۔ جب ماہِ شعبان آدھا گزر جائے تو پھر رمضان تک روزے نہ رکھو (یہ اس شخص کے لئے حکم ہے جو پے در پے روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ایسا شخص اگر پندرہ شعبان کے بعد روزے رکھے گا تو احتمال ہے کہ رمضان کے روزے خاص نقاہت یا علیل ہو جانے کی وجہ سے نہ رکھ سکے جو فرض ہیں)۔ (اسی نوعیت کی ایک دوسری حدیث ہے:

نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ۔ یعنی عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے آپؐ نے منع فرمایا)

(اس بعد والی حدیث کا حکم صرف حجاج کے لئے ہے تاکہ اُن کے اندر ارکانِ حج بجالانے کی طاقت بحال رہے)۔

أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ۔ (اور) رمضان شریف کے بعد پھر افضل روزہ اللہ کے مہینہ میں (محرم کے مہینہ میں عاشورہ کا روزہ ہے۔ مگر حیرت ہے کہ حضراتِ شیعہ اس افضل روزہ کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور چونکہ امام حسینؓ اسی دن شہید ہوئے اس لئے اس روز فاقہ کرتے ہیں، جس فاقہ کا کچھ ثواب نہیں)۔

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ إِلَّا الصَّوْمُ۔ ہر نیک کام میں دوگنا، تین گنا (حتی کہ سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ) ثواب ملتا ہے، مگر روزے کا کوئی حساب نہیں (اس کا جس قدر اجر اور ثواب مل سکے گا وہ اس اللہ عطا کرنے والے ہی کو معلوم ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ)۔

لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ۔ بہشت کا ایک دروازہ ریّان ہے اس میں صرف روزہ دار ہی جائیں گے۔

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ۔ روزہ اور قرآن دونوں (قیامت کے دن) بندے کی سفارش کریں گے (روزہ کہے گا خداوندا! میں نے اس کو کھانے اور خواہشوں سے دن کو روکا، میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سو رہنے سے روکا، میری سفارش قبول کر۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا)۔

مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا۔ جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے (اگرچہ دودھ پانی کے ایک گھونٹ پر، اس کے گناہ اعمال نامہ سے ساقط کر دیئے جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد کیا جائے گا۔ اور جو کوئی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے اس کو اللہ تعالیٰ (رسول اللہؐ نے فرمایا) میرے حوض سے ایسا پلائے گا کہ پھر پیاسا ہی نہ ہوگا اور پھر بہشت میں اللہ کی طرف سے اس کی مہمانی ہوگی)۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهٖ۔ جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے (اس کو راہ خرچ، اسلحہ اور سواری وغیرہ دے کر) تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار یا غازی کو ملے گا)۔

مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ۔ جس نے شک کے دن روزہ رکھا (مثلاً تیسؔ شعبان کو) اس نے حضرت ابو القاسم صلعم کی نافرمانی کی (یعنی جب اس دن رمضان کا چاند ثابت نہ ہو صرف گمان پر احتیاطاً روزہ رکھ لے)۔

أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا۔ (ایک گنوار آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ صلعم میں نے چاند دیکھا یعنی رمضان کا چاند) آپؐ نے فرمایا تو لا الٰہ الا اللہ اور

محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے، اس نے کہا جی ہاں، تب آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ) لوگوں کو خبر کر دیں، کل روزہ رکھیں (معلوم ہوا کہ رمضان کے چاند کے لئے ایک مسلمان کی گواہی بھی کافی ہے بشرطیکہ اس کا فسق کھلا ہوا نہ ہو۔ مگر کافر کی گواہی یا فاسق مسلمان کی ہرگز قابل قبول نہیں)۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ۔ یا اللہ میں نے خاص تیرے لئے روزہ رکھا۔

اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ۔ روزہ گناہوں کی سپر ہے (گناہوں سے روکتا ہے)۔

کَانَ یُقَبِّلُ وَھُوَ صَائِمٌ۔ آں حضرتؐ روزے میں اپنی بیویوں کا بوسہ لیتے۔

صُوَّام۔ ایک خاکی رنگ کا پرند ہے جو اکثر کھجور کے درخت پر بسیرا کرتا ہے۔

صَوْمُ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ کَفِطْرِہٖ فِی الْحَضَرِ۔ سفر میں رمضان کے روزے رکھنا، ایسا ہے جیسے گھر میں رہ کر رمضان کے روزے نہ رکھنا (جو سخت گناہ ہے، یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا جہاد یا حج کا سفر ہو اور روزہ کی وجہ سے ناطاقتی کا ڈر ہو)۔

اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ۔ سفر میں تیرا جی چاہے تو روزے رکھ چاہے نہ رکھ۔

مَا رَاَیْتُہٗ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ صَوْمًا۔ میں نے آنحضرتؐ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے (رمضان کے سوا) کسی مہینے اکثر روزے رکھے ہوں۔ نہ یہ دیکھا کہ کسی مہینے میں تمام ماہ افطار کیا ہو۔ (یعنی یہ دیکھا کہ آپ ہر مہینے میں کچھ نہ کچھ روزے ضرور رکھتے)۔

صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ۔ چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُّ۔ آپؐ سے پوچھا گیا، پیر کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے۔ فرمایا میں تو اسی دن پیدا ہوا، اسی دن قرآن اترا (تو آپؐ کی پیدائش کی خوشی میں اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس حدیث سے ایک جماعت علماء نے آپؐ کی ولادت کی خوشی یعنی مجلس میلاد کرنے کا جواز ثابت کیا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر اس مجلس میں آپؐ کی ولادت کے مقاصد اور دنیا کی رہنمائی کے لئے آپ کی ضرورت اور امورِ رسالت کی حقیقت کو بالکل صحیح طریقہ پر اس لئے بیان کیا جائے کہ لوگوں میں اِس حقیقت کا چرچا ہو، اور سُننے والے یہ ارادہ کرکے سُنیں کہ ہم کو اپنی زندگیاں اُسوۂ رسول کے مطابق گزارنا ہیں اور ایسی مجالس میں کوئی بدعت نہ ہو تو مبارک ہیں ایسی مجلسیں، اور حق کے طالب ہیں ان میں حصہ لینے والے۔ بہرحال یہ ضرور ہے کہ یہ مجلسیں عہدِ صحابہ میں نہ تھیں)۔

صَوْمُ یَوْمٍ فِیْھَا یَعْدِلُ صِیَامَ سَنَۃٍ وَقِیَامُ لَیْلَۃٍ یَعْدِلُ قِیَامَ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ ذی الحجہ کے دس دنوں میں کسی دن روزہ رکھنا، ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان راتوں میں ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

فَلَمَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ آپ جمعہ کے دن اکثر روزہ رکھتے (یعنی اکیلا جمعہ کا روزہ نہ رکھتے بلکہ ایک روزہ اور ملا کر رکھتے)۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ امر خاص رسالت مآبؐ کے لئے تھا کہ وہ جمعہ کا اکیلا روزہ بھی رکھ سکتے تھے۔

اَنَا صَائِمٌ (معاویہؓ نے خطبہ سُنایا، عاشورہ کا دن تھا، تو کہا اے ساکنانِ مدینہ! تمھارے علماءِ کرام کہاں ہیں؟ —— آں حضرتؐ نے عاشورہ کے روزہ کو فرض نہیں کہا۔ لیکن) میں روزہ دار ہوں۔

شاید معاویہؓ نے یہ سُنا ہوگا کہ بعض لوگ عاشورہ کے روزے کو فرض سمجھتے ہیں، یا پھر یہ سُنا ہوگا کہ اس کو مکروہ کہتے ہیں، غالباً اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے یہ خطبہ دیا ہوگا۔

لَا تَصُوْمُوْا یَوْمَ السَّبْتِ۔ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو (مگر فرض روزہ رکھو، تاکہ یہود کی مشابہت نہ ہو، مُراد

یہ ہے کہ اکیلا ہفتہ کا روزہ نہ رکھا جائے، لیکن اگر جمعہ کے ساتھ ملاکر رکھے، تو کوئی قباحت نہیں)۔

كَانَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ۔ آپؐ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے (کسی تاریخ میں بھی یہ روزے رکھے قباحت نہیں، لیکن اگر ابتدا پیر یا جمعرات سے ہو تو بہتر ہے یعنی ایک ہفتہ میں پیر اور جمعرات کو رکھے، پھر دوسرے ہفتہ میں پیر کو یا جمعرات کو۔ یا ایک ہفتہ میں جمعرات کو، دوسرے ہفتہ میں پیر کو، تیسرے ہفتہ میں پھر جمعرات کو۔ اور بعض نے کہا ۱۳۔۱۴ اور ۱۵ تاریخوں میں رکھے تو افضل ہے۔ بعضوں نے کہا غرّہ اور دسویں اور بیسویں کو)۔

صَوْمَعَةٌ۔ جمع کرنا۔ نصاریٰ کا عبادت خانہ، گرجا، معبد۔

صَوْمَلَةٌ۔ کھال خشک ہو جانا بسبب بھوک اور بیماری۔

صَوْنٌ۔ بچانا، محفوظ رکھنا۔

صَانَ الْفَرَسُ۔ گھوڑا اپنے سُم کے کنارے پر کھڑا ہوا۔

اِصْطِيَانٌ۔ بچانا۔

صِوَانُ الثَّوْبِ یا صِوَانُ الْكِتَابِ۔ جس میں کپڑے یا کتاب محفوظ ہو یعنی غلاف۔

اَصْوِنَةٌ۔ یہ صِوَانٌ کی جمع ہے۔

قَلْبٌ صَوَانٌ۔ سخت دل۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ۔ علم حاصل کرو اگرچہ چین کے ملک میں ہو (یعنی اگر چین تک جانا پڑے۔ جو عرب سے بہت دور مشرق میں واقع ہے)۔

بعض نے کہا ہے کہ صِیْن کوفہ میں ایک موضع ہے اس کا نام ہے، یا ایک پہاڑ کا نام ہے۔

اَلْحَدِيْدُ الصِّيْنِيُّ مَا اُحِبُّ التَّخَتُّمَ بِهٖ۔ چین کے لوہے کی انگوٹھی پہننا مجھ کو پسند نہیں ہے۔

اِسْتَوْصُوْا بِالصِّيْنِيَّاتِ خَيْرًا۔ چھوٹی چھوٹی چڑیوں سے جو گھر میں پالی جاتی ہیں بھلائی کرو۔ (ان کے دانہ اور پانی کی خبر رکھو۔)

فَاَدْخَلْتُ ثِيَابَ صَوْنِي الْعَيْبَةَ۔ میں نے اپنے غلاف کے کپڑے گٹھڑی میں ڈالے۔

صُوِيٌّ۔ سوکھ جانا، پست آواز نکلنا۔

صَوِيَ۔ قوی ہونا، آواز دینا، سوکھ جانا۔

اِصْوَاءٌ۔ آواز دینا۔

تَصْوِيَةٌ۔ بکری کا دودھ سکھا دینا، اس کو موٹا کرنے کے لئے۔

صَاوِي۔ خشک، سوکھا۔

اَبُوْ صُوَاي۔ ایک پرندہ ہے، اس کی آواز سے سانپ ڈرتے ہیں۔ اور اس تہہ بہ تہہ غبار کو بھی کہتے ہیں جو ساحلِ سمندر پر ہوا کے ساتھ اٹھتا ہے۔

اِنَّ لِلْاِسْلَامِ صُوًى وَّمَنَارًا كَمَنَارِ الطَّرِيْقِ۔ اسلام میں نشان کے پتھر اور مینار ہیں رستوں کے مینار کی طرح (یعنی دینِ اسلام میں حق کی شناخت کے لئے نشان مقرر ہیں، وہ نشانات کیا ہیں، قرآن وحدیث، اقوالِ صحابہ اور تابعین)۔

فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَصْوَاءِ فَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ۔ قبروں سے نکل کر اس کو دیکھیں گے۔

اَلتَّصْوِيَةُ خِلَابَةٌ۔ جانور کا دودھ اس کے تھن میں روک رکھنا (یعنی تَصْرِيَة) ایک فریب ہے (چونکہ اس سے خریدار کو دھوکا ہوتا ہے اور وہ جانور کو زیادہ دودھ والا سمجھ کر گراں قدر قیمت کو خرید لیتا ہے)۔

بابُ الصّاد مع الہاء

صَهْ۔ ایک زجر کا کلمہ ہے جس کے معنی خاموش رہ، چپ رہ۔ مفرد اور تثنیہ اور جمع سب کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے اور کبھی صَهٍ بہ تنوین بھی کہتے ہیں۔

صَهَبٌ یا صُهْبَةٌ یا صُهُوْبَةٌ۔ سرخی اور سیاہی ملی ہوئی ہونا

صَیْہَبٌ۔ سخت گرمی، لمبا آدمی سخت پتھر۔

اَصْہَبُ یا اُصَیْہِب۔ سرخ اور سیاہ بال والا، اور اونٹ میں وہ اونٹ جو سفید سرخی مائل ہو۔ مثلاً پشت سرخ ہو اور پیٹ سفید ہو۔

اِنْ جَاءَتْ بِہٖ اَصْہَبَ یا اُصَیْہِبَ۔ اگر اس عورت کا بچہ اصہب پیدا ہوا۔

کَانَ یَرْمِی الْجِمَارَ عَلٰی نَاقَۃٍ صَہْبَاءَ۔ آنحضرتؐ ایک سرخ سفید اونٹنی پر سوار کنکریاں مارتے تھے۔

صَہْبَاءُ۔ یہ ایک مقام کا نام ہے خیبر کے پاس۔

نِعْمَ الْعَبْدُ صُہَیْبٌ لَوْ لَمْ یَخَفِ اللہَ لَمْ یَعْصِہٖ (صہیبؓ رومی جو مشہور صحابہ میں سے تھے۔ آں حضرتؐ نے ان کی تعریف میں فرمایا) صہیب کیسا اچھا بندہ ہے اگر اللہ کا اس کو ڈر بھی نہ ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتا (پاک نفس اور نیک فطرت بندے ایسے ہی ہوتے ہیں ان کو بالطبع گناہ سے نفرت ہوتی ہے اور نیکی اور بھلائی سے رغبت۔ بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ صہیب میں اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تب بھی وہ برے اور گناہ کے کام نہ کرتا۔ مگر اب جب کہ وہ اسلام قبول کر کے اپنے اندر خوفِ خدا اور آخرت کی بازپرس کا احساس پیدا کر چکا ہے، اس سے گناہ کیوں کر سرزد ہو سکتا ہے)۔

مترجم کہتا ہے کہ ایک حکیم سے پوچھا کہ تم کو حکمت سے کیا فائدہ ہوا۔ انھوں نے جواب دیا۔ فائدہ یہ ہوا کہ تم جس کام کو عذاب کے ڈر سے نہیں کرتے، میں اس کو خوشی کے ساتھ نہیں کرتا یعنی میری طبیعت گناہ کی کدورت کے باعث اس سے نفرت کرنے لگی ہے اور گناہ کی کدورت کو میں نے اسی حکمت کی وجہ سے جانا ہے۔

بِئْسَ الْعَبْدُ صُہَیْبٌ کَانَ یَبْکِیْ عَلٰی عُمَرَ۔ صہیبؓ اچھے آدمی نہیں تھے، حضرت عمرؓ (کی وفات) پر روتے تھے۔ (یہ حدیث امامیہ نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وا عمراہ وا عمراہ کہہ کر رونے لگے۔ اہل سنت کی کتابوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں۔ حضرت صہیبؓ رومی ایک جلیل القدر صحابی اور تحریکِ اسلامی کے ایک جانباز رکن تھے۔ ان کی انہی خوبیوں کی وجہ سے سرکارِ دوعالمؐ نے تعریف فرمائی ہے پھر کس کی مجال ہو سکتی ہے کہ ان کے خلاف زبان کھولے۔ دراصل یہ بھی ایک افترا ہے ائمہ اہلِ بیت پر۔)

رَحِمَ اللہُ بِلَالًا کَانَ یُحِبُّنَا اَہْلَ الْبَیْتِ وَلَعَنَ اللہُ صُہَیْبًا کَانَ یُعَادِیْنَا۔ اللہ بلال پر رحم کرے وہ اہلِ بیت سے محبت رکھتے تھے اور صہیب پر...... کرے وہ ہم سے دشمنی رکھتے تھے (معاذ اللہ، یہ بھی قطعاً جھوٹ اور افترا ہے امام جعفر صادق پر۔ حضرت صہیبؓ کے بارے میں تو اس طرح پر سوچا بھی نہیں جا سکتا)۔

اصل میں حضراتِ شیعہ حضرت صہیبؓ سے اس لئے ناراض ہیں کہ وہ خلیفۂ دوم حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے محبت کرتے تھے۔ مجمع البحرین میں ہے کہ حضرت صہیبؓ آں حضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے موذن مقرر ہو گئے اور حضرت بلالؓ نے آں حضرتؐ کی وفات کے بعد اذان دینا چھوڑ دیا۔

صَہْدٌ۔ جلا دینا۔ صَہَدَانٌ گرمی کی شدت۔

صَہُوْدٌ۔ موٹا، جسیم۔

صَہْرٌ۔ جلا دینا، لگ جانا، گلا دینا۔

مُصَاہَرَۃٌ۔ شادی کا رشتہ کرنا، دامادی۔

کَانَ یُؤَسِّسُ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَیَصْہَرُ الْحَجَرَ الْعَظِیْمَ اِلٰی بَطْنِہٖ۔ آپ مسجدِ قبا کا پایہ بھرتے تھے تو بڑے پتھر کو اپنے پیٹ سے لگا لیتے تھے۔

نِلْتَ صِہْرَ رَسُوْلِ اللہِ صلعم فَلَمْ نَحْسُدْکَ عَلَیْہِ (ربیعہ بن حارث نے حضرت علیؓ سے کہا) تم آں حضرتؐ کے داماد بن گئے، ہم نے تم سے کوئی حسد نہیں کیا۔

ثُمَّ ذَکَرَ صِہْرًا مِّنْ عَبْدِ شَمْسٍ۔ پھر عبد شمس کی اولاد میں سے آپ نے ایک داماد (یعنی ابو العاص) کا ذکر کیا (جو حضرت زینبؓ کے شوہر تھے، ان کے سلوک کی تعریف کی۔

اصل میں صِھر بیوی اور شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں، اس میں خسر، خوش دامن وغیرہ زوجین کے تمام رشتہ دار شامل ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف دیور اور داماد کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے)۔

اِنَّ الاَسْوَدَ كَانَ يَصْهَرُ رِجْلَيْهِ بِالشَّحْمِ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ اَسْوَد (جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے) احرام کی حالت میں اپنے پاؤں کو چربی سے چکنا کرتے۔

صَهُوْرٌ۔ چربی گلانے والا، گوشت بھوننے والا۔

كَانَ صِهْرَ النَّبِيِّ صلعم وَبَيْتَهُ بِبَيْتِهٖ۔ حضرت علیؓ کا حال کیا پوچھتے ہو وہ تو آں حضرتؐ کے داماد ہی تھے اور ان کا گھر آنحضرتؐ کے گھر سے ملا ہوا تھا (جو کوئی ان کی فضیلت میں شک کرے یا ان کو برا سمجھے، وہ مردود اور احمق ہے)۔

صِهْرِيجٌ یا صُهَارِجٌ۔ وہ حوض جس میں پانی جمع ہوتا ہے یا بڑا کنڈ۔ (تالاب)

صَهْصَلَقٌ۔ زور سے ہنسنا۔

صَهْصَهَةٌ۔ خاموش کرنا۔

صَهٍ صَهٍ۔ کسی کو خاموش کرتے وقت کہتے ہیں۔

صَهْطَلَقٌ۔ نرمی، ملائمت۔

صَهِيْلٌ۔ گھوڑے کی آواز۔

تَصَاهُلٌ۔ گھوڑوں کا ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنہنانا۔

صَاهِلٌ۔ گھوڑا۔ اس کی جمع صَوَاهِلُ ہے۔

فِيْ صَوْتِهٖ صَهَلٌ۔ اس کی آواز میں سختی اور قوت ہے۔ (ایک روایت میں صَحَلٌ ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا)۔

فَجَعَلَنِيْ فِيْ اَهْلِ صَهِيْلٍ وَاَطِيْطٍ۔ مجھ کو گھوڑے اور اونٹ والا کر دیا (مطلب یہ ہے کہ پہلے میں مفلس اور نادار تھی، جب اس سے شادی ہوئی تو مال دار ہو گئی)۔

فَصَهَلَتْ بِهِمْ وَصَهَلُوْا بِهَا۔ دوزخ ان کو آواز دے گی وہ دوزخ کو آواز دیں گے۔

باب الصاد مع الیاء

صَيَاءٌ۔ وہ کچرا جو زچگی کے بعد نکلتا ہے۔

تَصْيِئَةٌ۔ تھوڑا تر کرنا، یا کم دھونا۔

صَاءَةٌ۔ وہ پانی جو بچہ دانی میں ہوتا ہے یا بچہ کے سر پر۔

اَنْتِ مِثْلُ الْعَقْرَبِ تَلْدَغُ وَتُصْيِئُ۔ تو بچھو کی طرح ہے جو ڈنک مارتی اور چلاتی ہے۔

صَيْبٌ۔ ٹھیک کرنا۔

سَهْمٌ صَيُوْبٌ۔ جو تیر ٹھیک نشانہ پر لگے۔

صُيَّابٌ۔ خالص، بہتر اور عمدہ۔

اَسْقِنَا غَيْثًا صَيِّبًا۔ ہم پر خوب برستا ہوا مینہ اتار (اس کو باب الصاد مع الواو میں ذکر کرنا تھا۔ چونکہ اصل میں صَيْوِبٌ تھا)۔

وُلِدَ فِيْ صُيَّابَةِ قَوْمِهٖ۔ آں حضرتؐ اپنی قوم کے عمدہ لوگوں میں پیدا ہوئے (یعنی شریف اور معزز خاندان میں)

صِيْتٌ۔ شہرت، چرچا، ذکر۔ (اس کو باب الصاد مع الواو میں ذکر کرنا تھا)۔

مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلَهٗ صِيْتٌ فِي السَّمَاءِ۔ ہر بندہ کا تذکرہ آسمان میں رہتا ہے (اگر اچھا ہے تو تعریف کے ساتھ برا ہے تو برائی کے ساتھ)۔

كَانَ الْعَبَّاسُ صَيِّتًا۔ حضرت عباسؓ بڑی آواز کے آدمی تھے۔

صَيْحٌ یا صَيْحَةٌ یا صِيَاحٌ یا صُيَاحٌ یا صَيَحَانٌ۔ چیخنا، چلانا، آواز دینا۔

تَصْيِيْحٌ۔ خوب چیخنا۔

تَصَايُحٌ۔ ایک دوسرے پر چلانا۔

فَسَمِعَتْ صَائِحًا۔ ایک پکارنے والے کی پکار سنی۔

كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِهٖ۔ حضرت ابوہریرہؓ لوگوں میں پکار پکار کر اس کو سناتے تھے۔

لَا يُصَلِّي عَلَى الْمَوْلُوْدِ الَّذِي لَمْ يَصِحْ ۔ جو بچہ آواز نہ دے (پیدا ہونے کے وقت) اس پر نماز نہ پڑھیں۔

إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ ۔ جب تم مرغ کی بانگ سنو۔

صَيْحَانِي ۔ ایک قسم کی کھجور ہے۔

صَيْخٌ ۔ خاموش رہ کر سننا۔

مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ ۔ (جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے) اس میں ہر جانور خاموش ہو کر کان لگاتا ہے۔ (ایک روایت میں مُسِيخَةٌ ہے سین سے۔ جس کو اوپر بیان کیا جا چکا)۔

فَانْصَاخَتِ الصَّخْرَةُ ۔ پتھر پھٹ گیا۔

صَيْخَدٌ ۔ آفتاب کا گردہ، چشمہ آفتاب۔

يَوْمٌ صَيْخُوْدٌ ۔ شدید گرمی کا دن۔

صَخْرَةٌ صَيْخُوْدٌ یا صَيْخَادٌ ۔ سخت پتھر۔

صَيْخَدُوْن ۔ سختی۔

صَيْدٌ ۔ شکار کرنا، پھانس لینا۔

أَصْيَدُ ۔ جس کی گردن مائل ہو۔

إِصَادَةٌ ۔ شکار کرانا، شکار پر مدد کرنا، اس کی رغبت دلانا۔

إِصْطِيَادٌ ۔ شکار کرنا۔

صَيْدٌ ۔ شکار کے جانور کو بھی کہتے ہیں۔

صَيَّادٌ ۔ شکاری، شیر جال۔

صَيُوْدٌ ۔ شکاری۔

مِصْيَدٌ یا مِصْيَدَةٌ ۔ جس سے شکار کریں یعنی جال۔

هَلْ أَشَرْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ ۔ تم نے شکار بتایا یا شکار کرایا۔

إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ ۔ ہم نے ایک گورخر شکار کیا۔

إِنَّكِ كَتُوْنٌ لَفُوْتٌ صَيُوْدٌ ۔ تو تو میلی کچیلی خاوند کے علاوہ دوسروں کی طرف التفات کرنے والی شکار کرنے والی ہے (شوہر کا مال اڑا لینے والی۔ یہ بات حجاج نے ایک عورت سے کہی)۔

أَنْتَ الذَّائِدُ عَنْ حَوْضِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الصَّادُ ۔ (آں حضرتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا) قیامت کے دن تو میرے حوض پر سے لوگوں کو اس طرح دھکیلے گا (ہٹائے گا) جیسے بیمار اونٹ ہٹا دیا جاتا ہے۔ (اس حدیث میں لفظ صَادّ "صَيَدٌ" سے نکلا ہے۔ جو اونٹ کی ایک بیماری کا نام ہے جو اس کے سر میں ہو جاتی ہے اور جس کے سبب اونٹ کی ناک بہتی رہتی ہے اور وہ گردن نہیں موڑ سکتا۔ بعض نے کہا ہے صَاد مخفف ہے صَادِی کا، یعنی جیسے پیاسا اونٹ ہٹا دیا جاتا ہے)۔

هَلْ تُجِيْبُوْنَ أَوْ تَصِيْدُوْنَ ۔ تم دوڑنا چاہتے ہو یا شکار کرنا؟

إِنِّي رَجُلٌ أَصْيَدُ أَنَا أُصَلِّي فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ عَلَيْكَ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ (سلمہ بن اکوعؓ نے آں حضرتؐ سے عرض کیا میری گردن نہیں مڑتی (بیمار ہوں یا شکاری آدمی ہوں) کیا میں ایک کرتے میں نماز پڑھ سکتا ہوں (یعنی بغیر ازار کے) آپؐ نے فرمایا ہاں، مگر سامنے سے اس کو ٹانک لے اگرچہ ایک کانٹے سے سہی (تاکہ ستر نہ کھلے) (مذکورہ حدیث میں مشہور روایت أَصِيْدُ ہے یعنی میں شکار کرتا ہوں اور شکار میں پاجامہ باندھ کر تیز نہیں دوڑا جاتا)۔

كَانَ يَحْلِفُ أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ الدَّجَّالُ ۔ حضرت جابرؓ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد (جو مدینہ میں ایک یہودی کا لڑکا تھا) وہی دجال ہے، اس کا نام صاف تھا آں حضرتؐ کو بھی اس پر دجال ہونے کا شبہ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ واقعہ حرہ میں غائب ہو گیا اور پتہ ہی نہ لگا کہ کدھر گیا۔ وہ کاہن بھی تھا، اور کوئی کوئی بات صحیح بھی ہو جاتی۔ اس لئے آنحضرتؐ کو جب آپؐ نے اپنے دل میں اس آیت کریمہ کا تصور کیا یوم یاتی السماء بدخان مبین یہ بتا دیا ہو الدخ۔ بعضوں نے کہا حضرت جابرؓ کا مطلب یہ تھا کہ جن دجالوں

کے پیدا ہونے کی آپ نے خبر دی ہے، ان میں سے ایک ابن صیاد بھی تھا اور یہ غرض نہیں کہ وہ بڑا دجّال تھا جس کو حضرت عیسیٰؑ جبلِ دخان پر قتل کریں گے۔ ہمارے زمانہ میں بھی ایک شخص نے پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، وہ بھی ان ہی دجالوں میں سے ایک دجّال تھا، جن کے ظہور کی خبر آں حضرت صلعم نے دی ہے)۔

مَا لَمْ تَصِیْدُوْہُ اَوْ یُصَادُ لَکُمْ۔ جب تک تم خود شکار نہ کرو یا تمہارے لئے شکار کیا جائے۔ اگر تم خود شکار کرو، احرام کی حالت میں یا احرام والوں کے لئے کوئی اور شکار کرے، تو اس کا کھانا درست نہیں

اِنِّیْ اَصَدْتُ وَمَعِیَ مِنْہُ۔ میں نے شکار کیا میرے پاس اس کا کچھ گوشت موجود ہے۔

اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ۔ مگر شکار کا کتا (اس کے رکھنے میں کوئی قباحت نہیں)۔

فَاغْتَسِلْ مِنْ صَادٍ۔ (میرے نزدیک آ اور صاد کے پانی سے غسل کر (صاد ایک چشمہ ہے جو عرش کے داہنے بازو سے بہتا ہے)۔

فِی الَّذِیْ یُدْرِکُ صَیْدَہٗ بَعْدَ ثَلٰثٍ۔ جو شخص شکار کا جانور تین دن بعد مرا ہوا پائے اور (یہ یقین ہو کر وہ دوسرے کسی صدمہ سے نہیں مرا ہے) تو اس کو کھا سکتا ہے اگر سڑ نہ گیا ہو۔

مَا صِدْتَ بِکَلْبِکَ الْمُعَلَّمِ فَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ وَمَا صِدْتَ بِکَلْبِکَ غَیْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَکْتَ ذَکٰوتَہٗ فَکُلْ اگر سکھایا ہوا کتا تو اللہ کا نام لے کر چھوڑ دے (اور وہ جانور کو مار ڈالے) تب بھی اس کو کھا۔ اگر سکھایا ہوا کتا نہ ہو اور وہ شکار کر لے تو اس کو مت کھا۔ مگر ہاں جب تو جانور کو زندہ پائے اور اس کو ذبح کر لے تو کھا سکتا ہے (قرآن اور حدیث دونوں سے ثابت ہے کہ سکھائے ہوئے کتے کا شکار درست ہے اگر اللہ کا نام لے کر اس کو جانور پر چھوڑے خواہ شکار کردہ جانور شکاری کے پہنچنے سے پہلے مر جائے اور یہ حکم نہیں دیا کہ اس گوشت کو دھو کر کھاؤ۔ یہ بات ان لوگوں کے حق میں دلیل بن سکتی ہے جن کا کہنا ہے کہ کتے کا جھوٹا اور اس کا لعاب نجس نہیں، بہرحال جمہور علمائے کرام کے نزدیک ناپاک اور نجس ہے)۔

صَیْدَانٌ۔ بجو، موٹا کمل، بادشاہ، لومڑی۔

صَیْرٌ یا مَصِیْرٌ یا صَیْرُوْرَۃٌ۔ لوٹنا، بدل جانا، جگہ بدلنا، ختم ہونا، حالت بدل جانا (یعنی مفلس سے مالدار اور جاہل سے عالم ہو جانا)۔

مَصِیْرٌ۔ مرجع اور معاد۔

مَنِ اطَّلَعَ مِنْ صِیْرِ بَابٍ فَقَدْ دَمَرَ۔ جس شخص نے دروازہ کی درج سے جھانکا وہ گویا اندر آ گیا۔

اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ۔ میں دروازہ کی دراڑ میں سے دیکھ رہا تھا۔

اِنَّا نَزَلْنَا بَیْنَ صِیْرَیْنِ۔ ہم دونوں پانیوں کے درمیان اترے (یمامہ اور سمامہ کے درمیان)۔

اَرَاَیْتَ لَوْ دَخَلْتَ صِیْرَۃً فِیْہَا خَیْلٌ دُھْمٌ وَفِیْہَا فَرَسٌ اَغَرُّ مُحَجَّلٌ اَمَا کُنْتَ تَعْرِفُہٗ مِنْہَا۔ (آنحضرتؐ نے فرمایا، میں اپنی امت کے ہر شخص کو قیامت کے دن پہچان لوں گا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کیسے پہچان لیں گے کیونکہ وہاں بے شمار مخلوق ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، بھلا اگر تو ایسی باڑھ میں جائے جس میں سب سیاہ مشکی گھوڑے ہوں اور ان میں ایک گھوڑا اسفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کا ہو، تو کیا تو اس کو نہیں پہچان لے گا (اسی طرح میں بھی اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں وضو کے نور سے چمکتے ہوں گے)۔

وَعَلَیْکَ مِثْلُ صِیْرٍ غُفِرَلَکَ۔ (آں حضرتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا، میں تجھ کو چند کلمے ایسے بتاؤں کہ اگر صیر برابر بھی تجھ پر گناہ ہوں جب بھی وہ معاف ہو جائیں۔

صِیْر۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔

ایک روایت میں بجائے صیرؓ کے صَبِیْرٌ ہے جس کے

معنی اوپر بیان کئے جا چکے۔

لَوْ کَانَ عَلَیْکَ مِثْلُ صِیْرٍ دَیْنًا لَاَ دَّاہُ اللہُ عَنْکَ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو وائل سے کہا اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو بھی اللہ اس کو ادا کرا دے (اِس دُعا کی برکت کی وجہ سے)۔

اِنَّہٗ مَرَّ بِہٖ رَجُلٌ مَّعَہٗ صِیْرٌ فَذَاقَ مِنْہُ۔ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ پر گزرا اس کے پاس صیر تھا انھوں نے اس کو چکھا۔

صِیر کہتے ہیں "صَحْنَاۃ" کو، یعنی اُس سالن کو جو چھوٹی چھوٹی مچھلیوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

لَعَلَّ الصِّیْرُ اَحَبُّ اِلَیْکَ مِنْ ھٰذَا۔ شاید صیر تجھ کو اس سے زیادہ پسند ہے (صیر وُہی مچھلیوں کا سالن۔ بعض نے کہا کہ یہ لفظ سُریانی ہے)۔

عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔ تجھ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے اور تیرے ہی طرف لَوٹنا ہے۔

فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ آخر میں اہلِ بہشت کے اعمال کرے گا (یعنی جس کے مقدر میں بہشت لکھ دی گئی ہے تو اگرچہ تمام عمر معصیت میں گزری ہو مگر بالآخر خدا سے ڈر کر سچی توبہ کرے گا اور پھر اس کا انجام بخیر ہوگا)۔

مَرَّ بِصِیْرَۃٍ فِیْھَا نَحْوًا مِّنْ ثَلٰثِیْنَ شَاۃً۔ ایک گلّہ پر سے گزرے اُس میں تیس بکریوں کے قریب تھیں۔

صَارَ الْعَصِیْرُ خَمْرًا۔ شیرہ شراب ہوگیا۔

صَیَصٌ۔ کھجور کا خراب ہونا۔ (شِیْص ہو جانا یعنی گٹھلی سخت نہ ہونا۔ یہ بہت خراب قسم کی کھجور ہے)۔

صِیْصِیَۃٌ۔ قلعہ (اس کی جمع صَیَاصِی ہے، اور گائے کے سینگ کو بھی کہتے ہیں)۔

کَاَنَّھَا صَیَاصِیُّ بَقَرٍ (ایک فتنہ کا ذکر کیا تو فرمایا)، وہ گائے کے سینگوں کی طرح ہوگا (یعنی سخت اور مضبوط، بعضوں نے کہا اس فتنہ میں برچھے چلیں گے، ان کو گائے کے سینگوں سے مُشابہت دی۔)

شَوَارِبُھُمْ کَالصَّیَاصِی۔ دجّال کے ساتھیوں کی مونچھیں گائے کے سینگوں کی طرح ہونگی (یعنی خم دار، سخت اور لمبی)۔

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں معلوم نہیں مسلمانوں پر کیا آفت آئی ہے کہ اکثر نوجوانوں نے نصاریٰ اور ہنود کی وضع اختیار کرلی ہے داڑھی منڈاتے اور مُونچھیں بڑھاتے ہیں۔ اور ترکوں نے تو عموماً یہی طریقہ اختیار کیا ہے جو دجال کے ساتھیوں کا ہوگا۔ اسلام کی وضع تو یہ ہے کہ داڑھی چھوڑی جائے اور مُونچھیں کتروائی جائیں۔

وَصِیْصِیَتَھَا الَّتِیْ کَانَتْ تَنْسُجُ بِھَا۔ (ایک عورت مجاہدین کے ساتھ) لشکر میں نکلی اور اپنی بارہ بکریاں اور جھاڑو جس سے کپڑا بُنتی تھی چھوڑ گئی۔

اَصِیْص کہتے ہیں صِنَّارَہ کو۔ (یعنی جُلاہے کا کوچ)۔ وہ سینکوں کا ایک مُٹھا ہوتا ہے جھاڑو کی طرح اس کو باندھتے ہیں، اس سے کپڑا بُنتے وقت سُوت کو تر کرتے جاتے ہیں۔

صَیْعٌ۔ جُدا جُدا کرنا۔

تَصْیِیْعٌ۔ راستہ بھول جانا۔

تَصَیُّعٌ۔ اضطراب، بے قراری، کام نکلنے کی کوئی شکل نہ پانا۔

اِنْصِیَاعٌ۔ جلدی سے مُڑ کر لوٹ آنا۔

صِیْغَہ۔ ایک ہیئت، ایک شکل، ایک سانچہ۔

رَمَیْتُ بِکَذَا وَکَذَا اَصِیْغَۃً مِّنْ کُتُبٍ فِیْ عَدُوِّکَ۔ میں نے ایک کاریگر کے بنے ہوئے اتنے اتنے تیر نزدیک سے تیرے دشمن کو مارے۔

سِھَامٌ صِیْغَۃٌ۔ ایک ہی کاریگر کے یکساں اور برابر بنائے ہوئے تیر۔

ھٰذَا صَوْغُ ھٰذَا۔ یہ اُس کے برابر ہے۔

ھُمَا صَوْغَانِ۔ وہ دونوں برابر کے جوڑ ہیں۔

(صرفیوں کی اصطلاح میں صِیْغَہ اُس مشتق کو کہتے

ہیں جو مصدر سے نکالا جاتا ہے۔ مثلاً یَنْصُرُ نَصْرٌ سے نکلا ہے۔

صَيْفٌ۔ گرمی، گرمی کے موسم میں اقامت کرنا، تیر کا نشانہ سے الگ لگنا۔

فَتَکَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فَصَافَ عَنْهُ (آنحضرتؐ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ لیا، انھوں نے کچھ عرض کیا، پھر آپؐ نے ان کو چھوڑ کر دوسرے سے رائے لی۔

صَافَ اَبُوْبَکْرٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ۔ حضرت ابوبکرؓ ابوبردؓ سے الگ ہو گئے۔

صَلّٰی فِیْ جُبَّةٍ صَيِّفَةٍ۔ ایک بالوں کے جُبّہ میں نماز پڑھی۔

تَکْفِیْكَ اٰیَةُ الصَّیْفِ۔ تجھ کو (کلالہ کے باب میں) وہ آیت کافی ہے جو گرمی کے موسم میں اُتری (یعنی سورۂ نساء کی آخر کی آیت، اس سے پہلے کی آیات جاڑے میں اُتری تھیں)۔

اِنَّ بَنِیَّ صِبْیَةٌ صَیْفِیُّوْنَ اَفْلَحَ مَنْ کَانَ لَهٗ رِبْعِیُّوْنَ۔ (سلیمان بن عبد الملک نے اپنے انتقال کے وقت کہا) میرے بچے تو بڑھاپے کی پیدائش ہیں (یعنی جب میں بوڑھا ہو گیا اُس وقت پیدا ہوئے۔ اس لئے وہ کم سنی کی وجہ سے نظامِ حکومت کو چلانے کے لائق نہیں ہیں۔ بڑا کامیاب ہے وہ شخص کہ جس کے عہدِ جوانی میں اولاد پیدا ہو۔ اس لئے کہ وہ اپنے والد کے عمرِ طبعی کے پہنچنے تک کاروبار کو سنبھالنے کے قابل ہو جائے۔)

خَرَجَ فِیْ صَائِفَةٍ۔ دن کے گرم وقت میں نکلے (یعنی دھوپ اور سورج کی تمازت میں۔ ایک روایت میں طَائِفَةٍ ہے یعنی دن کے ایک حصہ میں)

فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ۔ گرم دن میں۔

فِی الصَّیْفِ ضَيَّعْتَ اللَّبَنَ۔ تو نے گرمی کے زمانہ میں دودھ کو ضائع کر ڈالا (یہ مثل ہے، اس وقت کہی جاتی ہے کہ جب کوئی بے موقع بے محل اپنے اوقات یا سرمایہ یا صلاحیتوں کو صرف کر دے) +